عام پرندے

سالم علی اور لئیق فتح علی

پرندوں کے بارے میں علم، قدرتی تاریخ کا ایک ایسا موضوع ہے جس میں لوگوں کی دلچسپی لگاتار بڑھ رہی ہے اور اسکا سہرا خاص طور پر ڈاکٹر سالم علی کی لکھی گئی کتابوں کو جاتا ہے۔ سالم علی ان گنے چنے سائنس دانوں میں سے تھے، جن میں عام قاری تک اپنی بات پہچانے میں عظیم صلاحیت تھی۔

چار دہائیوں سے بھی زیادہ لمبے عرصے تک اس سلسلے میں انکی دلچسپی نے انہیں ہندوستانی پرندوں کے بارے میں ایک عالمی درجہ کی مستند شخصیت بنادیا ہے۔ ان کو اپنی زندگی میں ہی بھارت سرکار اور کئی غیر ملکی اداروں کے ذریعہ متعدد بار اعزاز عطا کیا گیا ہے۔

کتاب کی مصنفہ شریمتی لئیق فتح علی فطرت کے لئے لا مثال محبت رکھتی ہیں۔ وہ آزادانہ طور پر متعدد اخباروں اور رسائل میں لکھتی رہی ہیں۔ صنعتی مراکز کے بے لطف ماحول کو خوبصورت اور انسان کے علاوہ جانوروں، پرندوں کے رہنے کے لائق بنانا انکا سب سے بڑا مقصد رہا ہے۔ انہوں نے انگریزی زبان سیکھنے کے خواہش مند لوگوں کے لئے ''انگلش ریڈر'' اور ننھے منے بچوں کے لئے ''اباؤٹ انڈین برڈز'' (ہندوستانی پرندوں کے بارے میں معلومات) کتابیں لکھی ہیں۔

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

عام پرندے

ہندوستان : سرزمین اور لوگ

عام پرندے

سالم علی

اور

لئیق فتح علی

مترجم

شہباز حسین

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

ISBN 978-81-237-2105-7

پہلا اُردو ایڈیشن: 1997 (ساکا 1918)

دوسری طباعت: 2012 (ساکا 1934)

Common Birds (Urdu)

قیمت : 65.00

ناشر: ڈائریکٹر، نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

5، نہرو بھون، انسٹی ٹیوشنل ایریا، II،

وسنت کنج، نئی دہلی۔ 110070

فہرست

تعارف

دنیا میں ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کو دو گروپ میں بانٹا گیا ہے۔ گرم خون والے اور ٹھنڈے خون والے۔ پہلے گروپ میں وہ سب جاندار شامل ہیں جن کا خون ایک مستقل درجہ حرارت پر رہتا ہے اور باہر کی ہوا کے درجہ حرارت سے بہت کم متاثر ہوتا ہے۔ آخر الذکر گروپ میں مچھلی، مینڈک اور رینگنے والے جانور شامل ہیں جن کے خون کا درجہ حرارت باہری ماحول کے درجہ حرارت سے متاثر ہوتا رہتا ہے۔ گرم خون والے جانداروں کو مزید دو گروپ میں بانٹا گیا ہے۔ ایک گروپ کو پستانی (Mammal) کہا جاتا ہے جس میں انسان بھی شامل ہے۔ اس گروپ کے جانور بالوں والے ہوتے ہیں، بچے دیتے ہیں اور انھیں دودھ پلاتے ہیں۔ دوسرا گروپ پرندوں کا ہے جو پروں والے ہوتے ہیں، انڈے دیتے ہیں اور ان کو سیتے ہیں اور اس طرح اپنے بدن کی گرمی کی مدد سے انڈوں سے بچے نکالتے ہیں اس درجہ بندی کے مطابق جو پرندے قرار دیے گئے ہیں، اس کتاب میں ان ہی کا ذکر ہے۔

پرندوں کی تعریف یا وضاحت مشکل ہے۔ دنیا میں پروں والی یہ واحد مخلوق ہے۔ بادی النظر میں سارے پرندے ایک جیسے نظر آتے ہیں کیوں کہ ان میں زیادہ تر کی خصوصیتیں مشترک ہوتی ہیں جیسے تقریباً سارے پرندے اڑتے ہیں، گھونسلے بناتے ہیں اور انڈے دیتے ہیں لیکن بنظر غائر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ پرندوں کی زندگی کی مختلف شکلیں ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتی ہیں اور بعض اوقات ان میں بہت کم مماثلت ہوتی ہے۔ اس گروپ میں ننھی سی گنگناتی چڑیا بھی آتی ہے جو انسان کے ہاتھ کے انگوٹھے کے برابر ہوتی ہے اور شتر مرغ بھی آتا ہے جو اونچائی میں ٹٹو کے برابر ہوتا ہے۔ ان میں ایسی چڑیا بھی ہے جو ہزاروں میل اڑ سکتی ہے اور وہ پنگوئیں بھی ہیں جو زمین سے اوپر اٹھ نہیں سکتے۔ اس میں ایسے پرندے بھی شامل ہیں جو بڑے اور اچھے گھونسلے بناتے ہیں جیسے بیا اور

ایسے پرندے بھی ہیں جو کسی تیاری کے بغیر زمین پر براہ راست انڈے دیتے ہیں۔ ایسی چڑیا بھی اس زمرے میں آتی ہے جو ایک مخصوص خوراک کھاتی ہے اور گدھ جیسے پرندے بھی ہیں جو صرف مردار کھاتے ہیں یا کوے جیسے پرندے ہیں جو دھات کے علاوہ تقریباً ہر چیز کھا لیتے ہیں۔ ایسے پرندے بھی ہیں جو دور دراز کی مسافت طے کر کے نقل مکانی کرتے ہیں اور ایسے بھی جو صرف ایک باغ کے ارد گرد اپنی ساری زندگی گذار دیتے ہیں۔ گھریلو مرغی کی طرح کے پرندے بھی ہیں جن کے چوزے انڈے کے باہر نکلتے ہی دوڑنے اور خوراک تلاش کرنے میں لگ جاتے ہیں جب کہ لم دمے توتے اور باز جیسے پرندوں کے بچے ہفتوں اپنے گھونسلے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ان میں ایسے پرندے بھی ہیں جو انسانوں کی معیت کے بغیر رہ نہیں سکتے اور ایسے بھی ہیں اگر ان کے ٹھکانوں پر جائیے تو وہ اپنی جگہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جاتے ہیں یا ان کی نسل معدوم ہو جاتی ہے۔ اتنے مختصر زمروں کو کسی اصول اور ترتیب کے تحت کس طرح لایا جائے ؟

جانوروں کی درجہ بندی کی پہلی کوشش ارسطو نے کی۔ لیکن دوسرا اور اہم قدم سویڈن کے ماہر حیوانات لینئے یوس (Linnaeus) نے اٹھایا جس کا تعلق اٹھارہویں صدی سے ہے۔ ان میں کی گئی درجہ بندی چند ترمیمات کے ساتھ آج بھی تمام دنیا میں رائج ہے۔

اس وقت پرندوں کی 27 خاص سلسلوں (Orders) میں درجہ بندی ہے جس کی بنیاد بناوٹ اور ان کی نشو نما کے بنیادی اختلافات پر ہے۔ مثال کے طور پر ایک سلسلے کو (Passeriformes) کہا گیا ہے اور اس میں ایسے تمام تر پرندوں کو شامل کیا گیا ہے جو درختوں پر رہتے ہیں اور جن کے بارے میں ہماری معلومات زیادہ ہے۔ دوسرا (Ciconii formes) ہے جس میں بگلے اور جانگھل کی طرح کے پرندے آتے ہیں۔ جو اپنی زندگی پانی کے آس پاس گذارتے ہیں۔ (Anseri formes) کے سلسلے میں بط، ہنس اور ہنس راج کی طرح کے پرندے آتے ہیں جو تیرتے ہیں۔

موٹے طور پر طے کردہ سلسلوں کو خاندانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک خاندان میں ایسے پرندوں کو رکھا گیا ہے جن میں بعض نہایت واضح خصوصیتیں مشترک ہیں۔

درخت پر بیٹھنے والی چڑیوں کے سلسلے (Passeriformes) میں مثال کے طور پر 40 خاندان شامل کئے گئے ہیں جیسے مکھی خور چڑیا (muscicapidae) کوا (Corvidae) شکر خورے (Nectarinidae)۔ یہ خاندان واقعی خاندان ہیں کیونکہ ان میں اسی نوع کے پرندے شامل کئے گئے ہیں جو ارتقائی مدارج، عادات اور طریقوں کے لحاظ سے ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔ ان کی عادات کا پتہ، ان کی چونچ اور پنجوں اور بعض اوقات ان کے بازوؤں کی بناوٹ، ان کی عام شکل و صورت اور حرکات و سکنات سے چلتا ہے۔ ان کے کھانے کی عادتوں کا بھی ان کی چونچ اور پنجوں پر اثر پڑتا ہے اور اڑتے وقت ان کے پر بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اکثر کسی نئی یا غیر مانوس چڑیا کو اس کی اصل نوع جانے بغیر اس کی خاندانی درجہ بندی کے تحت لایا جا سکتا ہے۔ شاہین کی مضبوط کانٹے دار چونچ جس کا اوپری جبڑا نیچے کی طرف مڑا ہوا ہوتا ہے، چپٹا سر، خوفناک آنکھیں اور مضبوط جسم اس کی پہچان کی واضح نشانیاں ہیں۔ شاید یہ پتہ چل سکے کہ کوئی مخصوص پرندہ کسی خاص نوع سے تعلق رکھتا ہے لیکن یہ اندازہ لگانا مشکل نہ ہوگا کہ اس کا تعلق شاہین خاندان سے ہے یا نہیں۔ اسی طرح شکر خورے کی چونچ لمبی اور ہلکی سی خم دار ہوتی ہے جسے وہ پھولوں کے شگوفوں پر گڑا کر رس نکالتا ہے۔ اس طرح چونچ چڑیا کی عام بناوٹ اور اس کا طور طریقہ دیکھ کر کوئی شاید اس کو اس کے خاندان سے متعلق سمجھ سکتا ہے لیکن بعض اوقات یہ ظاہری مماثلتیں جو کھانے کی عادت کے لحاظ سے نظر آتی ہیں، دھوکہ دے جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر لم دما توتا اور شاہین دونوں کی چونچ ہک کی طرح مڑی ہوتی ہے تاکہ اول الذکر سخت پھولوں کے چھلکے کو توڑ سکے اور آخر الذکر گوشت نوچ کر کھا سکے لیکن ان کا تعلق بالکل مختلف خاندانوں بلکہ سلسلوں سے ہے۔ اسی طرح نئی دنیا کی گنگاتی چڑیا پرانی دنیا کے شکر خورے سے بالکل الگ ہے حالاں کہ دیکھنے میں اور پھولوں سے رس نکالنے کے معاملے میں وہ بالکل ایک جیسی ہیں۔

خاندان کے بعد نزدیکی مماثلتوں والی نوع (Species) کی مزید درجہ بندی کی گئی ہے جو خاندان کے مقابلے میں بڑا یا چھوٹا حلقہ ہے۔ نسل کے لحاظ سے یہ درجہ بندی انسانوں کی بنائی ہوئی ہے اور سہولت کی خاطر ایک طرح کی خصوصیت رکھنے والی مختلف النوع پرندوں

کو ایک ساتھ رکھا گیا ہے۔ لن نیس نے پرندوں کی نسلی درجہ بندی پر بڑا زور دیا ہے لیکن اب
اس کی اہمیت پہلے کے مقابلے میں کم ہو گئی ہے۔ ماہرین میں ہمیشہ اس بات پر اختلاف رہا ہے
اور آئندہ بھی رہے گا کہ کس نوع کے پرندے کو کس نسلی درجہ بندی کے تحت لایا جائے۔
نسلی درجہ بندی کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اس کی وجہ سے ہر نوع کے پرندے کی سائنسی
نام کا پہلا حصہ طے ہو جاتا ہے نسلی درجہ بندی کے تحت آنے والے تمام پرندوں کا خاندانی
نام مشترک ہوتا ہے۔ جیسے کوے مختلف نسلوں اور نوع سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان میں
چونکہ بعض خصوصیات مشترک ہیں اس لئے انھیں ایک ہی نسلی درجہ بندی کاروس
(Corvus) کے تحت رکھا گیا ہے۔

طیور یعنی پرندوں کی درجہ بندی میں آخری تقسیم نسلی درجہ بندی کے بعد انھیں
نوع، کے چھوٹے چھوٹے حلقوں میں بانٹا گیا ہے۔ نوع پہچان میں آنے والی قدرتی اکائی
ہے۔ کسی نوع میں شامل کرنے کی سب سے بڑی جانچ یہ ہے کہ کیا وہ آپس میں نسل کشی
کرتے ہیں۔ ایک نوع میں وہ پرندے شامل کئے جاتے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ ملاپ
کرتے ہیں اور اپنی نسل کا بچہ پیدا کرتے ہیں۔ اسطرح بلبل کی مختلف قسمیں گل دم، پہاڑی
بلبل اور سفید بلبل الگ الگ نوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک ہی نوع سے تعلق رکھنے والے
پرندوں کی جسامت اور بال و پر کی رنگت میں آب و ہوا اور ماحول کے جغرافیائی حالات کے
تحت معمولی سا فرق بھی ہو جاتا ہے۔ جو پرندے شمالی علاقوں میں رہتے ہیں وہ جنوبی حصے میں
رہنے والوں کے مقابلے میں قدرے بڑے ہوتے ہیں۔ جو مرطوب آب و ہوا میں رہتے ہیں
ان کا رنگ خشک آب و ہوا میں رہنے والے ایک ہی نسل کے پرندوں کے مقابلے میں زیادہ
گہرا ہوتا ہے۔ جہاں ایسے اختلافات بڑے واضح اور یکساں ہیں تو پھر اس نوع کو ماہرین مزید
ذیلی شاخوں یا نسلوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ مختلف ذیلی شاخیں یا نسلیں ایک
دوسرے کے ساتھ نسل کشی کر سکتی ہیں لیکن حتمی طور پر ایک ہی نوع سے تعلق رکھتی ہیں جو
ان کی درجہ بندی یا تقسیم کی آخری اکائی ہے۔

اس طرح پرندوں کو پہلے انکے سلسلے میں رکھا جاتا ہے، پھر خاندان میں اور پھر

نسلی درجہ بندی کے خانہ میں، پھر ان کی مزید تخصیص، نوع یا جغرافیائی نسل کے لحاظ سے کی
جاتی ہے۔ دنیا میں کل ملا کر 8650 نوع یا قسم کے پرندے ہیں۔ انکو 27 سلسلوں میں بانٹا
گیا ہے جن کی ترتیب قدرتی رکھی گئی ہے یعنی پہلے سلسلے میں انکو رکھا گیا ہے جو سب سے کم
ارتقایافتہ ہیں جیسے غوطہ خور پرندے اور سب سے آخر میں درخت پر بیٹھنے والے پرندوں کو
رکھا گیا ہے جنھیں سب سے زیادہ ارتقایافتہ سمجھا جاتا ہے۔ کئی سلسلوں کے بارے میں ارتقائی
درجہ مدارج کے لحاظ سے اختلاف پائے جاتے ہیں جیسے بعض ماہرین کوے کو سر فہرست
رکھتے ہیں اور بعض فنچ (ایک قسم کا چھوٹا پرندہ) کو۔

ہندوستان میں 1200 نوع یا قسم کے پرندے ہیں جن کا تعلق 75 خاندانوں اور 20
سلسلوں سے ہے۔ یہ تعداد بہت بڑی ہے اور کسی ایک ملک میں اتنے قسم کے پرندوں کا ہونا
قابل قدر بات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ہمارے ملک میں طرح طرح کے موسم ہیں
جیسے مرطوب ٹراپکل آب و ہوا سے لے کر ہمالیہ کے سلسلوں کی نہایت سرد آب و ہوا،
راجستھان کے خشک اور گرم ریگستانی علاقے کا موسم اور پہاڑی علاقوں کا معتدل سرد موسم،
ہمارے یہاں گھنے جنگل، کم گھنے جنگل، میدانی علاقہ، کھیتی باڑی میں آنے والا علاقہ، ساحل
سمندر، ندی کے کنارے، پتھریلی چوٹیاں اور اونچے پہاڑ سبھی کچھ ہیں۔ لہٰذا ہمارے ملک میں
سیکڑوں قسموں کے پرندوں کے رہنے سہنے کے لئے ہر قسم کے حالات، ماحول اور آب و ہوا
موجود ہے۔ ہندوستان میں جو پرندے نظر آتے ہیں وہ دنیا کے مختلف النوع پرندوں کی
مجموعی آبادی کے بڑے دلکش نمونے ہیں۔ بہت سی قسمیں ہندوستان میں سالوں رہتی ہیں
جب کہ بہت سے دوسری قسمیں سردی کا موسم گذارنے دوسرے ملکوں سے آتی ہیں۔
پرندوں کی جو قسمیں ہمارے ملک میں نایاب ہیں وہ اسی سلسلے اور خاندانوں کی ہیں جن کا تعلق
زیادہ تر نئی دنیا یا آسٹریلیا سے ہے یا پنگوئین کی طرح کے پرندے ہیں جن کا تعلق سرد قطب
شمالی کے سمندروں سے ہے۔

علم طیور اور طیور شناسی

پرندوں سے متعلق جانکاری اور مطالعے جس طرح کئے جارہے ہیں: انگریزی کی آمد سے پہلے بالکل نہیں کئے گئے تھے۔ انیسویں صدی کے ابتدائی برسوں میں پرندوں کو جمع کرنے اور ان کی درجہ بندی کرنے کی چند کوششیں نظر آتی ہیں جو خاص طور سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریز سول اور ملٹری افسروں نے کی تھیں۔ لیکن پرندوں سے متعلق علم کی باضابطہ ابتدا 1862-64ء سے ہوئی جب ٹی سی جرڈن کی کتاب "ہندوستان کے پرندے" شائع ہوئی۔ ڈاکٹر جرڈن ایک فوجی ڈاکٹر تھے جو اپنی ملازمت کے دوران ملک کے مختلف حصوں میں تعینات رہے تھے۔ آپ نے بڑی محنت اور لگن سے پرندوں کو جمع کیا تھا اور ان کے بارے میں جانکاری حاصل کی تھی۔ اس کتاب میں وہ تمام معلومات جمع کردی گئی تھیں جو ان کے ذاتی مشاہدے پر مبنی تھیں اور جو ان کے پیش رووٗں نے حاصل کی تھیں۔ جس میں دو بڑے مشہور اور آموزدہ اشخاص برین ہاگسن اور ایڈورڈ بلائتھ کے مشاہدات بھی شامل تھے۔ اول الذکر نیپال میں برطانوی حکومت کے ریزیڈنٹ تھے اور موخرالذکر کلکتہ میں واقع ایشیاٹک سوسائٹی کے میوزیم کے کیوریٹر کی حیثیت سے ہندوستان آئے تھے۔ جرڈن سے پہلے (ان کے بعد بھی بلکہ حال تک) ہندوستان میں پرندوں کے ماہرین کا خاص کام یہ تھا کہ پرندوں کا شکار کرکے درجہ بندی کے لئے جمع کیا جائے۔ اس کام میں وہ مقامی شکاریوں اور چڑی ماروں کی مدد اور معلومات سے بھی فائدہ اٹھاتے تھے۔ اس وقت یہ کام ضروری تھا کیونکہ زیادہ تر پرندوں کے بارے میں علم نہ تھا اور ان کا مطالعہ، نام رکھنا اور وضاحت کرنا، میوزیم میں ہی ممکن ہو سکتا تھا۔

طیور شناسی میں لوگوں کی دلچسپی ابھی نہیں بڑھی تھی۔ دور سے دیکھنے کے لئے جو شیشے دستیاب تھے وہ سب ناقص قسم کے تھے، پرندوں سے متعلق باتصویر کتابیں بھی نہیں

تھیں۔ اس لئے پرندوں کی پہچان اس وقت تک ممکن نہیں تھی جب تک اسے ہاتھ میں لے کرنہ دیکھا جائے۔ اس کے علاوہ اس زمانے میں میوزیم کے ماہرین علم حیوانات پرندشناسی کے ذریعے وقت گذاری کا بچکانہ شغل سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ امیروں کے چونچلے ہیں جن کے پاس کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے اور ان مطالعوں کی کوئی سائنسی قدر و قیمت نہیں ہے۔ لہٰذا نمونوں کے لئے چڑیوں کا شکار اور انکے انڈے جمع کرنا ہندوستان کے پرندوں کے ماہرین علم کا بہت دنوں تک مشغلہ رہا۔ جرڈن کی کتاب "ہندوستان کے پرندے" کی اشاعت سے نئے پہلو سامنے آئے۔ اس کتاب میں پرندوں کی مختلف قسموں کی عام بناوٹ اور بال و پر کی تفصیل کے علاوہ پرندوں کی عادات و خصلت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا تھا جو عام پڑھنے والوں کے لئے دلچسپی کا باعث تھے۔ اس کتاب نے پرندوں سے محبت کرنے والوں یا یوں کہیے مشاہدین، کی سرگرمیوں کو بڑھاوا دیا اور شوقیہ طور پر فطرت کا مطالعہ کرنے والوں کے حلقے میں بڑی وسعت آئی۔

ہندوستانی پرندوں کے مطالعے کے سلسلے میں دوسرا اہم اور قابل ذکر اضافہ ایک غیر معمولی شخص ایلن اوکٹیوین ہیوم کی بدولت ہوا جو ایک برطانوی سول افسر تھے وہ نہ صرف اس لئے یاد رکھے جائیں گے کہ پرندوں سے متعلق علم کے ماہروں میں وہ بڑی قد آور شخصیت کے مالک تھے بلکہ اس لئے بھی کہ انڈین نیشنل کانگریس کے بانیوں میں بھی تھے۔ کئی برسوں تک ہیوم اس میدان میں سب سے نمایاں اور ممتاز رہے اور اپنے ان تھک جوش اور لگن کی بدولت اپنے اردگرد ایسے شکاریوں کو جمع کرنے میں کامیاب ہوگئے جو فطرت کے پرستار بھی تھے اور ملک کے مختلف حصوں میں بکھرے ہوئے بھی تھے۔ انھوں نے ان لوگوں کی ہمت افزائی اور رہنمائی کی کہ وہ نہ صرف جانوروں کی کھال جمع کریں بلکہ ان کے بارے میں معلوماتی یادداشتیں بھی فراہم کریں۔ اس طرح جو نمونے جمع ہوتے تھے انھوں نے ان کی پہچان کی۔ انھیں نام دیے اور بہت سی نئی قسموں کا پتہ لگایا اور یادداشتوں کی ایڈیٹنگ کرکے ہندوستانی پرندوں سے متعلق علمی جریدے "اسٹرے فیدر" (Stray Feather) میں شائع کیا۔ یہ جریدہ بھی انھوں نے ہی جاری کیا تھا۔ ۱۸۷۲ء اور ۱۸۷۸ء کے

در میان "اسٹرے فیدر" کی گیارہ جلدیں شائع ہوئیں جن سے ہمارے بنیادی علم میں بیش بہا اضافہ ہوا اور ہندوستانی چڑیوں سے متعلق کوئی موقر کتاب یا تحریر ان کے بھرپور مطالعے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۱۸۸۹ء اور ۱۸۹۸ء کے درمیان انڈیا آفس کی ایما پر، برطانوی ہند، کے جانور نامی سیریز میں چار جلدیں ہندوستانی پرندوں سے متعلق شائع ہوئیں جس کے مصنف ای۔ ڈبلیو اوٹس اور ڈبلو ٹی بلینڈ فورڈ تھے۔ ان کی اشاعت سے عام لوگوں میں پرندوں اور ان کی عادتوں کے بارے میں مزید دلچسپی پیدا ہوئی۔ گو کہ یہ مصنفین پرندوں کے علم کے ماہر تھے لیکن یہ کام انھوں نے شوقیہ کیا تھا کیونکہ اول الذکر محکمہ تعمیرات عامہ میں انجینئر تھے اور دوسرے حکومت کے محکمے میں ارضیات داں تھے۔ ان جلدوں میں تمام اضافی اطلاعوں کا احاطہ کیا گیا تھا جو ہیوم اور ان کے شاگردوں کی محنت سے جمع ہوئی تھیں۔ پرندوں کی درجہ بندی اور ان کا سائنسی کام ان جدید اصولوں کے مطابق رکھے گئے جو اس وقت مروج تھے۔ مگر اس کے علاوہ جو خاص بات ہوئی وہ یہ تھی کہ ان مطالعوں میں سندھ، کشمیر، آسام، بنگال (بشمول موجودہ بنگلہ دیش) برما، جزائر انڈومان نکوبار اور سری لنکا کے پرندے بھی شامل تھے۔ جن کے بارے میں جرڈن کے زمانے میں معلوم نہیں تھا۔ لہٰذا پرندوں کے علم سے دلچسپی رکھنے والوں نے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن جو عام طور سے دی فانا (The Fauna) کے نام سے مشہور ہے بہت کار آمد ثابت ہوا کیونکہ اس نے اس وقت پوری ہندوستانی سلطنت برطانیہ کا احاطہ کیا تھا اور مطالعے اور یادداشتوں کے لئے ایک بڑا وسیع علاقہ مہیا کر دیا تھا۔ اس طرح پرندوں سے محبت کرنے والوں نے جس میں زیادہ برٹش کاشت کار اور سول فوجی حکمراں شامل تھے، اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا اور "دی فانا" نے ہندوستانی پرندوں کے مطالعوں میں کافی سرگرمی پیدا کی۔ "اسٹرے فیدرس" کی اشاعت بند ہو جانے کے بعد ہندوستانی پرندوں سے متعلق یادداشتیں اور مختلف علاقوں سے متعلق مضامین زیادہ تعداد میں "جرنل آف دی بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی" میں شائع ہوتے گئے جو نیا نیا جاری ہوا تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک یہ جریدہ جسے جاری ہوئے ۸۲ سال سے زیادہ ہو چکے ہیں

ہندوستانی پرندوں سے متعلق تحریروں کا خاص منبع رہا ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے فطرت پرست شامل ہیں اور جن کا حلقہ روز بروز وسیع ہوتا جا رہا ہے۔

۱۹۲۰ء کے آخر تک یہ محسوس کیا گیا کہ اب چونکہ پرندوں کی عادات اور جغرافیائی علاقوں کے بارے میں بہت سی باتوں کا علم ہو چکا ہے لہٰذا "دی فانا" پر نظر ثانی کی سخت ضرورت ہے۔ نظر ثانی کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن، پہلے ایڈیشن کی چار جلدوں کے مقابلے آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کام ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۰ء کے درمیان مکمل ہوا۔ یہ کام ای۔ سی۔ اسٹوارٹ بیکر کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچا جو پرندوں کے مطالعے کے شوقین تھے۔ وہ انڈین پولس سروس کے آفیسر تھے وہ دوران ملازمت آسام میں تعینات رہے تھے اور وہاں انھوں نے جانوروں کے نمونے جمع کئے تھے اور ان کی خصلت اور گھونسلہ بنانے کی عادتوں کا بغور مطالعہ کیا تھا "نیو فانا" (New Fauna) میں ہندوستانی پرندوں کے بارے میں نہ صرف درجہ بندی، نام اور اطلاعات کو جدید معلومات کے ہم پلہ بنایا گیا بلکہ یہ اشاعت اپنی پیش رو کتابوں کے مقابلے میں افادیت اور سائنسی خصوصیتوں کے لحاظ سے کہیں آگے تھی اور مغربی ممالک میں پرندوں کے مطالعے کے رجحانات سے قریب تر تھی۔ اس کتاب نے اچھی طرح واضح کر دیا کہ پرندوں کے بارے میں ہماری معلومات میں کہاں کہاں کمی ہے اور اس کی نشان دہی بھی کر دی کہ کن میدانوں میں مزید کام کرنے کی گنجائش ہے۔ یہ کتاب پرندوں کے مطالعہ کرنے والوں کے لئے ایک چیلنج تھی جسے انھوں نے بخوشی قبول کیا۔

"نیو فانا" کی اشاعت کے بعد کے ۳۵ برسوں میں برصغیر کے ان حصوں کے پرندوں کے بارے میں چھان بین اور تحقیق جاری رہی جن پر کم توجہ کی گئی تھی۔ یہ کام زیادہ تر انگریزوں نے کیا تھا۔ مگر اس میدان میں ہندوستانیوں کی تعداد خصوصاً ملک کی آزادی کے بعد بڑھنے لگی۔ اس زمانے کے لوگوں میں وہ نام ہگ وہسلر (Hugh Whistler) اور کلاڈ بی، ٹائس ہرسٹ (Claude B. Tricihurst) بڑے نمایاں رہے۔ اول الذکر اسٹوارٹ بیکر کی طرح پولس آفیسر تھے اور دوسرے فوجی ڈاکٹر تھے جو پہلی جنگ عظیم کے دوران ہندوستان

کے اس حصے میں کار گذار رہے جو اب (مغربی) پاکستان کہلاتا ہے۔ یہیں انھیں ہندوستانی پرندوں کے مطالعہ سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ ان دونوں کارکنوں نے "نیو فانا" کی اشاعت سے پہلے اور بعد میں ہندوستانی پرندوں سے متعلق علم میں قابل قدر اضافہ کیا۔

اب ہندوستان میں پرندوں کی کھال جمع کرنے کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے۔ سوائے ان چڑیوں کے جو خاص گروہ سے تعلق رکھتی ہیں یا ایسے دور دراز کے علاقوں کی ہیں جن کی ابھی چھان بین نہی کی گئی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے عجائب گھروں میں پرندوں کی درجہ بندی اور تقسیم کے متعلق وافر مواد موجود ہے جسے تحقیق کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اب شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ میوزیم اور لیبارٹری کے مطالعوں سے صرف نظر کیا جائے یا دوسرے لفظوں میں زندہ پرندوں کا مطالعہ ان کے اصلی اور قدرتی ماحول میں کیا جائے یعنی وہ کس طرح وہ اپنی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ ان کے عادات و اطوار کیا ہیں، کہاں اور کیسے رہتے ہیں، اپنے ماحول سے کس طرح مطابقت پیدا کرتے ہیں، اپنا جوڑ کس طرح تلاش کرتے ہیں، کس طرح کا گھونسلا بناتے ہیں، اپنے بچوں کو کس طرح پالتے ہیں، ان کی سماجی تنظیم کیا ہے اور ان کی آبادی کس طرح گھٹتی بڑھتی ہے۔ معاشی نقطہ نظر سے اس بات کا پتہ لگانا ضروری ہے کہ پرندوں کی خوراک اور کھانے کی عادتیں کیا ہیں اور یہ کہ ان کی حیثیت انسان کے دوست کی ہے یا دشمن کی۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ یہاں گھنے جنگلات اور گھنی آبادیاں ہیں اور یہاں خوراک کی مستقل کمی کا مسئلہ بھی درپیش رہتا ہے لہٰذا ہمارے ملک کے لئے ایسا مطالعہ نہ صرف خاص اہمیت رکھتا ہے بلکہ فوری طور پر توجہ طلب ہے۔ ایسی تمام اطلاعات میوزیم کی سوکھی کھالوں سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔

مختلف قسم کے پرندوں کی زندگی کی پوری کہانی اور زندگی کی دوسری شکلوں کے ساتھ ان کے تعلق کا پتہ لگانا بڑا دیر طلب کام ہے اور اس کے لئے بڑے تحمل اور لگن کی ضرورت ہے۔ ہندوستان میں اب تک صرف چند قسم کے پرندوں کی پوری زندگی (لائف ہسٹری) کا مطالعہ کیا گیا ہے اور یہ مطالعہ بھی سرسری قسم کا ہے۔ زیادہ تر پرندوں کی عادات و اطوار کے بارے میں ہماری جانکاری ابتدائی نوعیت کی ہے اور منتشر حالت میں ہے۔ پرندوں

کے شوقین مشاہدین نے جو کار آمد اور معتبر معلومات مہیا کر دی ہیں ان کی بنیاد پر کسی ایک قسم کے پرندے کی پوری زندگی کے حالات کو یکجا کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

طیور شناسی کی اولین شرط یہ ہے کہ کسی خاص قسم کے عام پرندوں کو پورے اعتماد کے ساتھ پہچانا جائے۔ جب تک کہ کوئی شخص اس بات پر قادر نہیں ہے وہ آگے قدم نہیں بڑھا سکتا۔ یہ بات اسی طرح ہے کہ حروف تہجی کو پہچانے بغیر کوئی شخص پڑھ نہیں سکتا۔ پرند شناسی کے لئے تین ابتدائی چیزیں ضروری ہیں۔ دوربین، نوٹ بک اور پہچان کے لئے حوالے کی ایک کتاب۔ پرند شناسی کے لئے ۳۰×۸ یا ۵۰×۷ سائز کی دوربین مناسب ہے۔ زیادہ وزنی نہ ہو کہ اسے لے جانا مشکل ہو اور اس میں اشیا کو مناسب حد تک بڑا کرنے کی اور نزدیکی جگہ پر پوری طرح فوکس (مرکوز) کرنے کی صلاحیت ہو۔ شروع شروع میں ایک نئے پرند شناس کو کتاب کی مدد سے ان پرندوں کو پہچاننے کی اہلیت بنانی چاہیے جنھیں وہ میدانوں میں دیکھتا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس کتاب سے اس کام میں اس کو مدد ملے گی۔ دوسرے دو نہایت مفید کتابیں ہیں "پاپولر ہینڈ بک آف انڈین برڈس" (Popular Hand Book of Indian Birds) مصنفہ وہسلر اور سالم علی کی کتاب "دی بک آف انڈین برڈس" (The Book of Indian Birds) موخر الذکر کتاب میں پرندوں کی جسامت، خاص خاص رنگوں اور واضح خصوصیات (جیسے لمبی چونچ، ٹانگ وغیرہ) سے متعلق چارٹ دیے گئے ہیں اور خاص قسم کے پرندوں کی رنگین تصویریں شامل کی گئی ہیں جن کی وجہ سے ان کا پہچاننا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔

کسی پرندے کی شناخت کے لئے یہ بے حد ضروری ہے کہ جو کچھ دیکھا جائے، غور سے دیکھا جائے۔ مثلاً کسی شخص کو ایک چھوٹی سی سفید اور کالی چڑیا نظر آتی ہے۔ لیکن اس مطالعے میں یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ اس کے جسم کے کون کون سے حصے سفید تھے۔ یہ سفید حصہ سر پر تھا، دم پر تھا، یا جسم کے نچلے حصے پر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک دو اور اہم باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ چونچ کی بناوٹ اور رنگ، دم اور پیروں کی جسامت اور رنگ۔ اس کے علاوہ ان میں کوئی دیگر خصوصیت جیسے چوٹی یا کلغی تو نہیں ہے۔ پرندے کی ایک

جھلک دیکھنے کے بعد ان تمام باتوں کا ایک ساتھ مشاہدہ عام طور سے ممکن نہیں ہے کیونکہ چڑیا ادھر ادھر پھدکتی رہتی ہے۔ لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ ایک یا دو خاص باتوں کو ذہن نشین کر لیا جائے۔ دوسرے الفاظ میں پرندوں کی شناخت اس طرح آسان ہو جائے گی اگر کوئی شخص یہ یاد رکھے یہ چڑیا مینا کے برابر تھی اور اس کے پیر لال رنگ کے تھے بہ نسبت اس تفصیل کے وہ بھورے اور لال رنگ کی تھی اور کچھ کچھ خاکستری اور سیاہ رنگ کی تھی۔ پرند شناسی میں دوسری مشکل یہ پیش آتی ہے کہ ہم اپنے حافظہ پر بہت زیادہ بھروسہ کرتے ہیں۔ اس بات کا امکان ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ ہم پرندوں کے رنگ اور دوسری باتوں کو جینے مشاہدے کے دو گھنٹے کے اندر بھول جائیں لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اسے فوراً نوٹ کر لیں۔ اسی لئے ہمیں تیسری اور ضروری چیز نوٹ بک اور پنسل ہمیشہ اپنے پاس رکھنی چاہیے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں کسی پرندے کا بہت دیر تک بھرپور نظارہ کرنے کا موقع ملتا ہے اس وقت ہر چیز کو فوراً لکھ لینا چاہیے۔ اس کا سائز کیا ہے (مقابلے کے لئے یہ کسی جانے پہچانے پرندے سے مشابہت کا ذکر کرنا چاہیے) رنگ کیسا ہے۔ خصوصاً نشانات اور ان کی جگہیں۔ چونچ، پیر، پنکھ، دم، گردن اور ممکن ہو تو آنکھ کا سائز، بناوٹ اور رنگ کیا ہے۔ مشاہدے کے فوراً بعد ہی ایک اسکیچ، خواہ وہ کام چلاؤ ہی ہو بنا لیا جائے تو اس سے عام طور سے بڑی مدد ملتی ہے۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ چڑیا کہاں دیکھی گئی۔ زمین پر، پتوں کے بیچ میں، یا ٹھنٹھ یا پانی پر اور یہ اس وقت اس کی حرکات و سکنات کیا تھیں۔ بعض چڑیوں کی مخصوص حرکتیں ہوتی ہیں، جیسے پھدکنا یا ایک خاص طریقے سے اڑنا۔ اس سے ان کی پہچان میں آسانی ہوتی ہے۔ ان باتوں کو ضرور نوٹ کرنا چاہیے۔ پرندے آواز نکالتے ہیں یا جس طرح چہچہاتے ہیں اس سے بھی ان کی شناخت کرنے میں مدد ملتی ہے مگر اس بات کو الفاظ کی مدد سے ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود پرندے جو آواز نکالتے ہیں اگر ان کا ہلکا سا اشارہ بھی مل جائے (جیسے صرف اکہری آواز، اڑان بھرتے ہوئے کٹ کٹ یا سیٹی کی آواز یا تیز چہچہاہٹ) تو شناخت میں مدد ملتی ہے۔ کن تاریخوں میں اور کس قسم کے مسکن میں چڑیا دکھائی

پڑتی ہے اس کی بھی بلا شبہ اہمیت ہے۔ تاریخوں سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ بعض قسم کے پرندوں کے نقل مکانی کا وقت ہے یا سینے کے عمل کے دوران نامانوس قسم کے بال و پر کی وضاحت کی جا سکتی ہے۔ اس کے مسکن کی اگر پوری وضاحت میسر آجائے تو اندازہ اور شناخت امکانی حدود میں آسکتا ہے۔

حالاں کہ کتابوں اور تصویروں میں پرندوں کے رنگ بڑی تفصیل سے دئے ہوتے ہیں لیکن جن لوگوں نے پرندہ شناسی کی ابتدا کی ہے انھیں پہلی ہی دفعہ تمام رنگ اور نشانات نظر نہیں آئیں گے۔ یہ بات ان پرندوں پر خاص طور سے صادق آتی ہے جو اڑتے ہوئے نظر آئے یا ان کی کسی ایسی قسم پر نظر پڑی جو عام طور سے پیڑ پتوں کے اندھیرے اجالے میں رہتے ہیں۔ پوری روشنی بھی بعض اوقات حیرت انگیز طریقے سے دھوکا دے جاتی ہے اور بعض زاویوں سے آنکھیں جو رنگ دیکھتی ہیں وہ اصلیت سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ لہٰذا پرندوں کی شناخت کے لئے صرف ان کے رنگ پر انحصار نہیں کرنا چاہیے بلکہ کم سے کم مزید ایک اور خصوصیت جیسے چونچ، پیر، کلغی یا دم کو بھی نوٹ کرنا چاہیے۔

تھوڑی سی مشق کے بعد کسی نامعلوم چڑیا کو بھی اس کے خاندانی گروہ کے اندر رکھا جا سکتا ہے۔ خاندانی مشابہت یا عادات سے بہت سی باتوں کا پتہ چل جاتا ہے جیسا کے انسانوں کے خاندان میں ہوتا ہے۔ چھوٹے بگلے کے خاندان کے پرندے اڑتے وقت اپنی گردن، کنگ فشر اپنی چونچ، باز اپنا سر اور چونچ پیچھے موڑ لیتے ہیں۔ ان چند خصوصیات کی بنیاد پر بھی اگر پرندوں کو شناخت پوری طرح نہ کیا جا سکے تو کم از کم ان کے خاندان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ پہچان میں مدد دینے والی دوسری اہم خصوصیت چڑیوں کی حرکتیں ہیں۔ بعض قسمیں اور ان سے ملتی جلتی قسمیں اکثر ایک خاص قسم کی نقل و حرکت کرتی ہیں جن کے اندر ایک انداز نظر آتا ہے۔ مکھی پکڑنے والے تمام پرندے مثال کے طور پر چھوٹے موٹے اڑنے والے کیڑوں پر ایک خاص انداز سے حملہ کرتے ہیں اور اکثر مکھی خور (فلائی کیچر) کو دیکھے بغیر اسے پہچانا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ایک خاص انداز سے اڑتا ہے۔ چھکی کو بھی اس کے جھٹکے دار اڑان سے پہچانا جا سکتا ہے۔ پرند شناسی میں جن لوگوں نے مہارت حاصل کر لی ہے انھیں کم یاب یا

بھٹکنے والی قسموں کی پہچان کے لئے نیچرل ہسٹری سوسائٹی یا زوجیکل سروے آف انڈیا، کلکتہ
میں جمع کئے گئے نمونوں سے مدد لینی چاہیے۔ اگر کوئی ایسا گھونسلا مل جائے جہاں چڑیا کو اچھی
طرح دیکھا جائے تو یہ بہت بڑی بات ہوگی۔ اس طرح متعلقہ چڑیا سے اچھی طرح جانکاری
حاصل کرنے کا بڑا عمدہ موقعہ مل جائے گا۔ گھونسلے کی جانچ بڑی احتیاط سے کرنی چاہیے تاکہ
کووں یا دوسرے شکار خور جانوروں کو اس کا پتہ نہ چل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ انڈوں یا
بچوں سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی چاہیے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جن بچوں میں انسانی ہاتھ لگا
ہو اسے والدین کھلاتے نہیں ہیں، چوں کہ چھوٹے بچے بڑے نازک ہوتے ہیں لہٰذا انھیں
چھونا یا خوفزدہ نہیں کرنا چاہیے۔ ایسے غیر معمولی حالات میں جب پرندوں کو پکڑنا ضروری ہو
جیسے کوئی زخمی چڑیا تو اسے صحیح ڈھنگ سے پکڑنا چاہیے یعنی ہلکے لیکن مضبوطی کے ساتھ کہ
اس کے پنکھ ہتھیلی کے اندر میں ہوں اور پہلی اور وسطی انگلی اس کی گردن کی دونوں طرف ہو۔
بعض چھوٹی چڑیا بہت کمزور ہوتی ہیں اور اگر اس کے سینے پر ذرا سا زیادہ دباؤ پڑ جائے تو اس کی
موت ہو سکتی ہے۔ چڑیوں کی جانچ پڑتال کا ایک اچھا طریقہ یہ ہے کہ اسے ہتھیلی پر الٹا لٹا دیا
جائے۔ چڑیوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ اگر انھیں الٹا لٹا دیا جائے تو وہ بے حس و حرکت پڑی
رہتی ہیں۔ ان کو اڑانے کے لئے اس انداز سے پکڑا جائے جو اوپر بتایا گیا ہے اور پھر ہوا میں
اچھال دینا چاہیے۔

ہر پرندہ شناس کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ نئی باتیں بتائے یا حیرت انگیز
دریافتیں کرے۔ لیکن پرندوں کے مشاہدے اور مطالعے سے ان سے ایک ایسی ہابی یا شوق کی
شکل اختیار کر لیتی ہے جو ساری عمر کے لئے ہوتا ہے اور اس شوق کو ہر قسم کے حالات میں
پورا کیا جا سکتا ہے۔

نسل بڑھانا

تمام پرندوں کے لئے یہ امر بڑی پریشانی کا ہوتا ہے کہ وہ خیر و خوبی سے اپنے کنبے
کی دیکھ بھال کریں۔ کیونکہ یہ کام خطرات اور مشکلات سے بھرپور ہے خصوصاً ان پرندوں
کے لئے جو دور دراز سے نقل مکانی کر کے گھونسلے بناتے ہیں۔ جو چڑیا گھونسلا بنا کر انڈے دیتی
اور بچے پالتی ہے وہ بڑی نازک صورت حال سے دوچار رہتی ہے اور اسے اپنے ماحول کے لئے
ہر ممکن حفاظت اور مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ چڑیوں کو ایسی اوٹ چاہیے جس میں وہ اپنے
گھونسلے چھپا سکیں۔ گھونسلے بنانے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے اسے دستیاب ہونا
چاہیے، گرم موسم چاہیے، پہلے انڈوں کی اور پھر بچوں کی حفاظت کے لئے۔ بچوں کے لئے
وافر مقدار میں خوراک ملنی چاہیے اور لمبے دن ہونے چاہیے تاکہ انھیں خوراک تلاش کرنے
کا پورا موقع مل سکے۔ مجموعی طور پر سب سے اہم بات خوراک کی دستیابی ہے۔ پرندے ایسے
موسم میں گھونسلے بنانا پسند کرتے ہیں جب انھیں یقین ہو جائے کہ خوراک کی کمی نہ ہوگی۔
خواہ دوسری باتیں پوری طرح موافق نہ ہوں۔ اس کی مثال ان چھوٹی چڑیوں سے دی جا سکتی
ہے جو بمبئی کے آس پاس موسم برسات میں اپنے گھونسلے بناتی ہیں۔ یہ بات بڑی تعجب خیز
لگتی ہے کہ وہ اپنے کمزور سے گھونسلے ایسے موسم میں بناتی ہیں جب کہ اس بات کا مستقل خطرہ
لگا رہتا ہے کہ آندھی اور زوردار بارش ان کے گھونسلوں کو اڑا لے جائے گی۔ لیکن اس موسم
میں جو کیڑے مکوڑے نمودار ہوتے ہیں وہ بڑی آسانی سے پرندوں کی خوراک بن جاتے ہیں
اور اسی وجہ سے گھونسلوں کے اجڑ جانے کے ڈر کے باوجود یہ پرندے اسی موسم میں گھونسلے
بناتے ہیں۔ ٹھنڈے ملکوں میں بلا شبہ پرندوں کے انڈے دینے کا وقت موسم بہار یا گرما ہوتا
ہے جبکہ حالالت ساز گار ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں بھی یہ دیکھا گیا ہے کہ مختلف قسموں کے
پرندوں کے گھونسلے بنانے کا وقت کچھ حد تک مختلف ہوتا ہے اور اس وقت ہوتا ہے جب ان

کے پسندیدہ پتنگے یا کیڑے وافر مقدار میں ملنے لگتے ہیں۔

ہر قسم کے پرندے اس موسم میں افزائش نسل کا کام کرتے ہیں جب انھیں یقین ہو جاتا ہے کہ خوراک خوب ملے گی اور یہ کہ آس پاس کے حالات کم سے کم ناموافق ہونگے۔ نسل کشی یعنی نسل بڑھانے کے لئے عضویاتی تیاری، ایسا لگتا ہے کہ صحیح موسم کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ بعض پرندوں کے بارے میں معلوم ہے کہ جب موسم ان کے پسند کا نہیں ہوتا تو وہ نسل بڑھانے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔ فلیمنگو یا بوگ ہنس جو برسات کے بعد کچھ کے رن میں نسل کشی کرتا ہے وہ صحیح حالات کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ جس سال بارش زیادہ یا بہت کم ہوتی ہے تو وہ گھونسلا بالکل نہیں بناتا۔

جب افزائش نسل کا زمانہ قریب آتا ہے تو مذکر پرندوں کے مخصوص بال و پر نکل آتے ہیں۔ بعض صورتوں میں یہ نئے بال نہایت عمدہ ہوتے ہیں اور بعض پرندوں میں مزید ایک رنگ کے دھبے کا اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ چھوٹے سرخی مائل بگلے (سرخیا بگلا) میں یہ ہوتا ہے کہ اس کے سر اور گردن پر ہلکا سا نارنجی رنگ دکھائی دینے لگتا ہے۔ یا صرف نئے بال و پر نکل آتے ہیں جس سے پرندہ نکھرا نکھرا سا نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زیادہ تر پرندے گیت گانے لگتے ہیں یا ان کی عام بولی میں مزی ایک دو نئے بولوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ گیت سے مراد ان کی وہ عام بولی نہیں ہے جو وہ سال کے بقیہ حصے میں بولتے ہیں اور جس کا مقصد ایک دوسرنے سے رابطہ رکھنا ہوتا ہے۔ اس زمانے میں گانا گانے کی خصوصی اہلیت اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ وہ نسل کشی یعنی اولاد پیدا کرنے میں کام آئے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض نہایت سریلا گانا گانے والے پرندوں کو یہ صفت ایک نہایت اہم مقصد کے تحت عطا کی گئی ہے تاکہ وہ اس کا اعلان کر سکیں کہ ایک خاص علاقہ ان کے قبضہ قدرت میں ہے اور ان کے رقیب اس علاقے سے دور رہیں جہاں وہ گھونسلا بنانا چاہتے ہیں حالاں کہ پہلے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ گانا مادہ پرندوں کو رجھانے کے لئے گایا جاتا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ نر پرندے کا عمدہ گانا کس حد تک مادہ پرندے کو متاثر کرتا ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ گانا اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ ایک نر پرندے کو جوڑے کی تلاش ہے جس نے اپنے لئے ایک علاقہ ڈھونڈ لیا ہے اور صحیح

جوڑے کے انتظار میں ہے تاکہ گھونسلا بنانے کا کام شروع کر سکے۔ کسی خاص جگہ میں اگر خوراک کی سپلائی محدود ہے تو چھوٹی چڑیوں کی سمجھ میں یہ بات آجاتی ہے کہ اس علاقے میں ایک سے زیادہ خاندان کی پرورش نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے نر پرندے ایک خاص علاقہ چن لیتے ہیں اور اگر کوئی دوسرا نر پرندہ اس علاقے میں آجائے تو اس سے لڑ کر بھگا دیتے ہیں۔ گانے کی زوردار آواز ان کا خاص ہتھیار ہے۔ نسل کشی کے موسم میں وہ پرندے بھی جو کسی طرح بھی نہیں گا سکتے کچھ زیادہ شور غل مچانے لگتے ہیں۔ جیسے جانگھل میں بولنے کی صلاحیت نہیں ہوتی لیکن اس زمانے میں وہ بھی اپنے جبڑے سے کٹ کٹ کی آواز نکال لیتے ہیں۔

زیادہ تر پرندوں میں ایک طرح کی کورٹ شپ ہوتی ہے بلکہ نر مادہ کا دل جیتنا چاہتا ہے۔ مور کا نام مشہور ہے وہ بلا امتیاز کسی کو متاثر کرنے کے لئے خواہ وہ پرندہ ہو یا انسان رقص کرتا ہے چاہے کوئی دیکھ رہا ہو یا نہ دیکھ رہا ہو۔ لوٹن کبوتر اور اس نوع کے دوسرے پرندے مادہ کے سامنے اچھل کود کرتے ہیں اڑتے ہوئے گرہ لگاتے ہیں اور عجیب و غریب حرکتیں کرتے ہیں۔ جبکہ پیرا کیٹ مضحکہ خیز پوز دیتے ہیں، پہلے ایک پیر پر پھر دوسرے پیر پر کھڑے ہوتے ہیں۔ بعض نر پرندے اپنے ان نئے پروں کو دکھاتے ہیں جو اس زمانے میں نکلتے ہیں اور اس عمل میں اچک پھاند کرتے ہیں۔ لیکن بعض مادہ کی تلاش سمجھ داری اور خاموشی سے کرتے ہیں۔ بعض پرندے جیسے بیا کی مادہ اس نر کو پسند کرتی ہیں جس کا بنایا ہوا گھونسلا اسے زیادہ پسند آتا ہے۔ بعض قسموں میں کیڑے مکوڑوں کی پیش کش یا اسی طرح کی چھوٹی چھوٹی باتیں رجھانے کا ایک حصہ ہوتی ہیں اور مادہ اس سے خوب فائدہ اٹھاتی ہے اور نر سے اپنی پسندیدہ خوراک خوب وصول کرتی ہے۔

اس کے بعد جوڑا یا بعض قسموں میں صرف نر اور بعض میں صرف مادہ گھونسلا بنانے کے کام میں لگ جاتی ہے۔ عام قاعدے کے مطابق پرندے ان ہی جگہوں میں گھونسلا بناتے ہیں جن میں وہ رہنے کے عادی ہوتے ہیں عقاب چونکہ بہت بلندیوں پر رہنے کا عادی ہے اس لئے وہ اونچی چوٹیوں یا چٹانوں کے کھلے ہوئے حصوں پر نشیمن بناتا ہے۔ درختوں کے جھرمٹ میں رہنے والے پرندے پتوں کے درمیان گھر بناتے ہیں۔ تیتر اور لوا جیسے پرندے

جو زمین پر زیادہ وقت گذارتے ہیں، زمین پر ہی انڈے دیتے ہیں۔ ماہی خور اور بگلے جیسے پرندے جو پانی میں زیادہ وقت گذارتے ہیں وہ اپنا گھونسلا پانی کے نزدیک بناتے ہیں۔ یہ عام طریقہ ہے لیکن اس کے اندر بہت سی مستثنیات ہیں جس کی دو مثالیں کافی ہونگی۔ پترنگا جو ہرگز زمینی پرندہ نہیں ہے وہ زمینی کناروں پر سرنگ نما گھگھونسلا بناتا ہے اور بہت سی بطیں درختوں پر گھونسلہ بناتی ہیں۔

گھونسلوں کی بناوٹ اور شکلوں میں بڑی رنگارنگی ہے۔ کچھ زمینی پرندے تھوڑی سی زمین کھود کر مٹی ایک طرف ہٹادیتے ہیں اور اس گڈھے میں انڈے دے دیتے ہیں۔ اس کے برعکس بیا کے گھونسلے ہیں جو بڑی چابک دستی سے بناتے ہیں اور ان کے اندر انڈے دینے کا خانہ بھی ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ماہر ٹوکری بننے والے ہاتھوں نے ان گھونسلوں کو بنایا ہے۔ کچھ پرندے کسی سوکھی شاخ یا دیوار کے سوراخ میں گھر بناتے ہیں۔ اس سوراخ میں وہ کچھ نرم چیزیں رکھ دیتے ہیں۔ بعض سرنگ بھی کھود لیتے ہیں اور بعض شاخوں میں گھاس کے پیالے بنا لیتے ہیں۔ جاکانا کی طرح بعض آبی پرندے اپنا مختصر سا گھونسلا پانی میں اگے ہوئے پودوں کے بہنے والے پتوں پر بنا لیتے ہیں۔ بعض پرندے جیسا کہ ہم نے پہلے بتایا ہے اس بات کا اطمینان کر لیتے ہیں کہ ان کی برادری کا کوئی دوسرا پرندہ ان کے علاقے میں گھونسلا نہ بنائے، جب کہ بعض دوسرے اس جگہ گھر بناتے ہیں جہاں ان کے جیسے بہت سے دوسروں نے اپنا ٹھکانہ بنایا ہے۔ بلاشبہ ایک ساتھ رہنے میں حفاظت رہتی ہے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اکثر بڑے اور کمزور پرندے جیسے جانگھل، ناری کبود اور بگلے کالونی بنا کر رہتے ہیں جب کہ چھوٹے پرندے جیسے رابن، پھٹکی، درزی (ٹیلر برڈ) الگ الگ گھونسلے بناتے ہیں اور اپنے گھونسلوں کو چھپا کر تحفظ حاصل کرتے ہیں۔ ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ چھوٹی چڑیا خوراک کی تلاش میں دور تک نہیں جاسکتی اور اس بات کا اطمینان چاہتی ہے کہ آس پاس خوراک کے حصول میں اس کا کوئی حریف نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس بڑے پرندے دور دور تک جا کر خوراک حاصل کر سکتے ہیں لہٰذا خوراک کے دوسرے متلاشیوں سے انھیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

انڈے سینا اور چھوٹے بچوں کو کھلانا یہ کام مختلف نوع کے پرندوں میں نر اور مادہ کے درمیان مختلف تناسب میں بٹا ہوا ہے۔ بعض پرندوں میں یہ کام نر اور مادہ میں برابر بٹا ہوا ہے اور بعض میں مادہ کی زیادہ ذمہ داری ہے اور بعض استثنائی صورتوں میں جسے نقش و نگار والے چہے اور جاکانا میں نر زیادہ تر گھریلو کام کرتے ہیں۔ لیکن ہر صورت میں چھوٹے بچوں کو پالنے کے لئے ماں باپ دونوں کو سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اپنی پیدائش کے ابتدائی دنوں میں چھوٹے بچے ہر روز اپنی جسامت سے دگنی خوراک کھاتے ہیں۔ یہ بچے بڑی تیزی سے بڑھتے ہیں۔ لیکن شروع شروع میں انھیں بڑی مقدار میں خوراک کھلانی پڑتی ہے۔ انڈے میں سے نکلنے کے پہلے ہفتے میں اور اس کے بعد بھی ماں باپ صبح سے شام تک خوراک جٹانے میں چکر لگاتے رہتے ہیں لیکن ان بچوں کا پیٹ ہی نہیں بھرتا۔

شکار خور پرندوں اور دوسرے حادثات سے بچ جانے کے بعد گھونسلوں کی زندگی خطرات سے پر ہوتی ہے۔ وہ بچہ جو سب سے اخیر میں انڈے سے نکلتا ہے یا جو شروع سے کمزور ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ خوراک کے معاملے میں نظر انداز ہو جائے اور اس کے بھائی بہن ساری خوراک خود کھا جائیں کیونکہ جو زیادہ مانگتا ہے اسے پہلے ملتا ہے اس کا بھی خطرہ رہتا ہے کہ کمزور بچہ گھونسلے میں کچلا جائے یا گھونسلے سے باہر گر جائے۔ بیرونی خطروں کے علاوہ بلی، گرگٹ، چوہے، سانپ، کوے اور دوسرے پرندوں کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ ان کے علاوہ آندھی، طوفان اور دوسرے قدرتی آفات الگ ہیں اور یہ خطرے اس وقت بھی رہتے ہیں جب کہ بچے گھونسلا چھوڑ کر اڑنے لگتے ہیں۔ اس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ حالاں کہ بعض قسمیں یکے بعد دیگرے کئی جھول میں انڈے دیتی ہیں اور ہر جھول میں کئی کئی انڈے ہوتے ہیں لیکن وہ نسل کشی میں بڑی مشکل سے کامیاب ہوتی ہیں اور اپنی آبادی کی سطح کو برقرار رکھ پاتی ہیں۔ وہ قسمیں جو زیادہ خطرات سے دوچار رہتی ہیں ان کے ایک جھول میں کئی کئی انڈے ہوتے ہیں جیسے بطیں، چھوٹی چہچہاتی چڑیائیں ہر موسم میں ایک بار سے زیادہ انڈے دیتی ہیں۔ اگر انڈوں اور بچوں سے بھرا گھونسلا برباد ہو جاتا ہے تو والدین ماتم کرنے میں وقت برباد نہیں کرتے وہ فوراً ہی دوسرا گھونسلا بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے

اس باب کے شروع میں کہا ہے پرندوں میں افزائش نسل کا جذبہ سب سے قوی ہوتا ہے۔ یہی بات چھوٹے جانوروں کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے۔اس عمل میں وہ بڑی سے بڑی رکاوٹوں کا سامنا کر لیتے ہیں۔

نقل مکانی

نقل مکانی یا ہجرت پرندوں کی ایک عجیب و غریب عادت ہے اور اس معمے کو آج تک حل نہیں کیا جاسکا ہے۔ ہر سال دو بار موسم بہار اور موسم خزاں میں لاکھوں پرندے اڑان بھرتے ہیں اور بڑی لمبی لمبی مسافتیں طے کر کے اپنی منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ بعض اوقات یہ پرندے کئی کئی سمندروں اور براعظموں کو پار کر جاتے ہیں۔ کون سی بات انھیں اڑان پر مجبور کرتی ہے؟ کیوں وہ اتنا خطرناک سفر کر کے خطرات مول لیتے ہیں؟ انھیں کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کونسا راستہ اختیار کریں؟ ان بنیادی سوالوں کا خاطر خواہ جواب نہیں مل سکا ہے۔ لیکن احتیاط سے کئے گئے تجربات اور بڑے پیمانے پر نقل مکانی کرنے والے پرندوں کے پیروں میں چھلے پہنانے کی وجہ سے ہمارے علم میں بہت سے ایسے حقائق آگئے ہیں جو پہلے دستیاب نہیں تھے۔

تمام پرندوں کے نقل مکانی میں یہ چیز مشترک ہے کہ وہ بڑی پابندی سے اسی نقطہ آغاز سے سفر کرتے ہیں اور اسی منزل پر پہنچتے ہیں جو متعین ہوتی ہے۔ایک ہفتہ پہلے سے یا اس سے کم مدت میں یہ اندازہ لگ جاتا ہے کہ پرندے اب سفر کرنے والے ہیں۔ پرندے اس علاقے میں واپس آجاتے ہیں اور اکثر صورتوں میں اس باغ یا میدان میں واپس آجاتے ہیں جہاں سے گئے تھے۔ یہ صورت موسم سرما اور گرما دونوں موسموں کے نقل مکانی میں ہوتی ہے حالاں کہ اکثر ان دونوں کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہوتا ہے۔

سب سے پہلے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ بعض قسم کے پرندے ہی کیوں نقل مکانی کرتے ہیں جب کہ دوسری قسم کے نہیں کرتے۔ اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ بعض نوع کے پرندوں کے لئے نقل مکانی اور ان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہوتا ہے۔ جب کہ دوسروں کے لئے نہیں۔ لیکن بعض نوع کے پرندوں کے لئے نقل مکانی زندہ رہنے کے

لئے ضروری نہیں ہے کیونکہ ان کے جھنڈ کے کچھ پرندے ہجرت کرتے ہیں اور کچھ وہیں رہ جاتے ہیں کوئی فیصلہ نہ کرپانے والی قسموں میں ایک خاص قسم کی مرغابی (Coot) اور چھچہ بازا کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ ان کی آبادی کا ایک حصہ ہر سال نقل مکانی کرتا ہے جب کہ ایک حصہ اس جگہ رہ جاتا ہے اور اس رہ جانے والے حصے کو بظاہر کوئی نقصان یا خطرہ نہیں ہوتا۔

شمالی نصف کرہ میں افزائش نسل کی جگہ سے موسم خزاں کے زمانے کا ترک وطن شمال سے جنوب کی طرف اور اونچی جگہوں سے نیچی جگہوں کی طرف ہوتا ہے۔ جنوبی نصف کرہ پر سمت الٹی ہو جاتی ہے۔ ایسا ہونا فطری بات ہے کہ پرندے جنوبی خطے کی ٹھنڈ سے بچنا چاہتے ہیں اس لئے شمال کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کیونکہ بہت سے پرندے جاڑے کی سخت سردی سے بچنا چاہتے ہیں اور ٹھنڈ شروع ہونے سے پہلے ترک وطن کرنا چاہتے ہیں اور جیسے ہی سردی کم ہو جاتی ہے وہ اپنے مسکن پر واپس آتے ہیں۔ پرندے اول الذکر مقام پر اس وقت آتے ہیں جب درختوں میں نئی پتیاں اور پھول لگے ہوتے ہیں اور اس وقت کیڑے مکوڑوں کو بہتات ہوتی ہے جس سے افراد خاندان کا پیٹ بھرا جاسکتا ہے۔ گرمی کا موسم ختم ہوتے ہوتے بچے بڑے اور خود مختار ہو جاتے ہیں اور موسم خزاں کی پہلی سردی محسوس ہونے سے پہلے پرندے جنوب کی طرف پرواز کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ بعض پرندے افزائش نسل کی جگہ پر کم سے کم وقت گذارتے ہیں۔ تلیریا روزی پاسٹر وسطی ایشیا میں افزائش نسل کرتی ہے۔ یہ چڑیا مئی میں ہندوستان چھوڑ دیتی ہے اور عام طور سے اگست میں واپس آجاتی ہے۔ لیکن زیادہ تر پرندے زیادہ وقت لیتے ہیں۔ وہ مارچ میں رخصت ہوتے ہیں اور ستمبر میں واپس آتے ہیں۔

نقل مکانی کی لمبی اور کٹھن مسافت کا ہجرت کرنے والے پرندوں کو کچھ فائدہ پہنچتا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے لئے یہ ضروری بھی ہو۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ بعض حالتوں میں پورب اور پچھم کی طرف بھی نقل مکانی ہوتی ہے جب کہ پرندے جس دوسری جگہ پر گھونسلا بناتے ہیں وہ تقریباً یکساں طول البلد پر ہوتا ہے اور موسم بھی تقریباً ایک جیسا ہوتا ہے۔ بعض پرندے صرف چند میل کی مسافت طے کرتے ہیں اور یہ بات

سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ مقامی نقل مکانی ان کے لئے مفید اور ضروری کیوں کر ہے۔ مثال کے طور پر بمبئی میں دیا اور شوبیگی برسات میں شہری علاقوں کو چھوڑ کر دکن پلیٹو یا وسطی ہند کی طرف چند میل چلی جاتی ہیں اور بڑی پابندی سے اوائل ستمبر میں واپس آجاتی ہیں۔ اس کے بارے میں ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے کہ یہ مقامی ہجرت وسیع پیمانے پر ہوتی ہے اور بس۔ اور جب تک کہ ہم بہت بڑی تعداد میں پرندوں کو چھلا نہیں پہناتے ان کی مقامی نقل و حرکت کے بارے میں ہمیں مستند حالات نہیں مل سکتے۔

دوسرا پہلو جو نقل مکانی کے معاملے کو پیچیدہ بناتا ہے وہ یہ ہے کہ زیادہ تر پرندے افزائش نسل کی جگہ جاتے ہیں اور پھر اپنی اصلی جگہ واپس آجاتے ہیں جب کہ بعض دوسرے راستے سے بھی واپس آتے ہیں۔ لیکن بعض مہم جو نہایت پیچیدہ سفر کرتے ہیں۔ وہ پہلے افزائش نسل کی جگہ جاتے ہیں اور بچوں کو پروان چڑھانے کے بعد ایک دوسری جگہ چلے جاتے ہیں کہ چھٹی منا رہے ہوں اور موسم سرما کے اپنے مسکن میں لوٹنے سے پہلے افزائش نسل والی جگہ پر تھوڑی دیر کے لئے پھر جاتے ہیں۔ پرندوں کی نقل مکانی کا ماملہ نہایت پیچیدہ نقل و حرکت کا مسئلہ ہے جس کے بعض پہلوؤں کی کوئی توجہ نہیں کی جاسکتی لیکن اس کی خصوصیتیں یہی ہیں جو ہم بتا چکے ہیں یعنی اپنے مسکن سے جاتے ہیں اور پھر وہیں واپس آجاتے ہیں اور یہ کام بڑی باقاعدگی سے ہوتا ہے اور اس کا خاص مقصد یہ ہے کہ سال کے مختلف موسموں میں ایسی جگہ رہا جائے جہاں حالات بہتر ہوں۔

یہ مسافت شروع کرنے سے پہلے تارکین وطن اس کی تیاری کرتے ہیں۔ وہ مفت خور کی طرح کھاتے ہیں تاکہ چربی کی ایک مزید تہہ جم جائے جو ان کے سفر میں کام آئے۔ کچھ جھنڈ بنانے اور جھنڈ میں اڑنے کی مشق شروع کر دیتے ہیں۔ تجربات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آفتاب کے طلوع و غروب سے تارکین وطن کو سفر کا اشارہ ملتا ہے۔ سورج ہی ان کا قطب نما ہے اور اپنے لمبے سفر میں وہ سورج کے زاویے کو دیکھ کر اپنا رخ متعین کرتے ہیں۔ کہرے اور دھند کی وجہ سے اگر سورج نظر نہیں آتا تو پرندے اپنا راستہ بھول جاتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی سورج دکھائی دینے لگتا ہے وہ اپنی سمت درست کر لیتے ہیں اہم نشانات منزل اگر کہیں

موجود ہیں تو وہ نظر انداز نہیں کئے جاتے۔ لیکن ان کا اصلی رہ نما دن میں سورج اور رات میں ستارے ہیں۔ پرندے عام طور سے ۶ سے ۱۳ سو میٹر کی بلندی پر اڑتے ہیں۔ اس لئے چھوٹے موٹے نشانات منزل نظر نہیں آتے ہوں گے لیکن نشانات منزل کی اہمیت ہے جس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ بہت سی قسموں میں نوجوان پرندے جو پہلی بار اڑان بھرتے ہیں عام طور سے اپنے اپنے والدین سے پہلے آزادانہ سفر شروع کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ سورج کی مدد سے مسافت طے کرنے کی خصوصیت کا تجزیہ ناممکن ہے اور اسے جبلت کا نام ہی دیا جا سکتا ہے۔

بعض قسمیں الگ الگ پرواز کرتی ہیں لیکن زیادہ تر یہ چھوٹے یا بڑے جھنڈ میں شامل رہتی ہیں۔ بہت سی چھوٹی چڑیا جو دن میں نقل و حرکت کرتی ہے رات کو سفر کو ترجیح دیتی ہے تاکہ شکار خور پرندوں سے محفوظ رہے۔ چھوٹے پرندوں کے اڑنے کی رفتار ۳۰ کلو میٹر فی گھنٹہ ہے اور چونکہ نقل مکانی کرنے والے پرندے کے کام کے وقت کا اندازہ آٹھ گھنٹہ یومیہ ہے، لہٰذا ایک دن کی پرواز میں ڈھائی سو کلو میٹر کے لگ بھگ مسافت طے ہو سکتی ہے بڑے پرندے ایک رفتار سے ۸۰ کلو میٹر فی گھنٹہ کے حساب سے پرواز کرتے ہیں لہٰذا ایک دن میں بہت زیادہ مسافت طے کر سکتے ہیں۔ سمندروں کو پار کرتے وقت پرندوں کو مجبوراً مسلسل بڑی دیر تک اڑان کرنی پڑتی ہے اور بعض جھنڈ بغیر رکے ہوئے مسلسل ۳۶ گھنٹے تک اڑتے ہیں۔ پرندوں کو اکثر خراب موسم کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور آندھی طوفان سے گزرنا پڑتا ہے۔ خصوصاً جب کہ پرندے اترنے کے لئے نیچے آتے ہیں۔ ایسی صورت میں بہت سے پرندے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نقل مکانی کے لئے سفر بہر صورت بڑا مشکل اور تھکا دینے والا ہوتا ہے اور اکثر خطرناک بھی ثابت ہوتا ہے۔

نقل مکانی کتنے بڑے پیمانے پر ہوتی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے ایک اندازے کے مطابق جو قسمیں یورپ اور ایشیا کے جنوبی حصے میں نسل کشی کرتی ہیں ان میں تقریباً ۴۰ فیصد نقل مکانی کرتی ہیں یعنی نصف سے کم۔ برطانیہ کی سانگ برڈ کی ۶۸ قسموں میں سے ۲۲ ہجرت کرتی ہیں۔ ہندوستان میں ہر نوع کے پرندوں کی ۱۲۰۰ قسموں میں سے ۳۰۰ سے زائد

موسم سرما میں دور دراز کے ملکوں سے آتی ہیں۔ دور دراز مسافت طے کرنے کی ایک مثال قطب شمالی سے تعلق رکھنے والی چڑیا ٹرن کی ہے جو ہر سال نارتھ پول سے ساؤتھ پول کا سفر کرتی ہے اور واپس آتی ہے اور اس طرح لگ بھگ ۳۵ ہزار کلو میٹر کی مسافت طے کرتی ہے۔ سینکڑوں کلو میٹر کا سفر طے کرنا پرندوں کے لئے کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ بہت سی قسمیں جو یورپ میں رہتی ہیں سردیوں میں جنوبی افریقہ تک چلی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی صحیح ہے کہ زیادہ تر صرف میڈیٹرینین ممالک تک جاتی ہیں اور وہاں رک جاتی ہیں۔

موسم سرما میں نقل مکانی کرنے والی زیادہ تر قسموں کے لئے ہندوستان ہی منزل ہے۔ بہت سی قسمیں جو مشرقی یورپ، شمالی اور وسطی ایشیا یا ہمالیہ کے پہاڑی سلسلوں میں اپنا گھونسلا بناتی ہیں سردیوں میں ہمارے میدانی علاقوں میں آجاتی ہیں۔ ہمارے یہاں جو پرندے نقل مکانی کرنے آتے ہیں ان میں زیادہ تر بطخیں اور پانی میں ڈبکی لگانے والی قسمیں ہوتی ہیں جو ہماری ندیوں، دریاؤں اور جھیلوں کے ارد گرد ڈیرہ جماتی ہیں۔

ان حقائق کے علاوہ ہم ہندوستانی پرندوں کے نقل مکانی کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔ مثلاً ان کے مسکن کی صحیح جانکاری، ان کی آبادی، اور آپسی اختلاط سے نکلنے والی متعدد قسمیں، ملک سے جانے اور واپس آنے کے راستے اور موسمی نقل و حرکت سے متعلق دوسری تفصیلات ہمارے علم میں نہیں ہیں۔ ایک طریقہ جو اسی صدی کے آغاز سے دنیا کے زیادہ تر ملکوں میں اپنایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے پیروں میں المونیم کے چھلّے پہنا دیے جائیں۔ اس طرح نقل مکانی کرنے والے پرندے کے بارے میں ہمیں صحیح اطلاع مل جاتی ہے۔ پرندوں کو جال یا پھندے کی مدد سے پکڑا جاتا ہے۔ چھلے پہنائے جاتے ہیں۔ ان کا اندارج کیا جاتا ہے پھر چھوڑ دیا جاتا ہے چھلے مختلف اور مناسب سائز کے ہوتے ہیں۔ ان چھلوں میں ایک سیریل نمبر ہوتا ہے اور اس شخص کا پتہ ہوتا ہے جس نے چھلے پہنائے ہیں تاکہ وہ پرندہ اگر اتفاق سے یا کسی وجہ سے دوسرے شخص کے ہاتھ لگ جائے تو وہ چھلے پہنانے والے کو مطلع کر سکے۔ بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی نقل مکانی کرنے والی بہت سی قسموں کو

چھلے پہنانے کے ایک منصوبے پر عمل پیرا ہے اور گذشتہ بیس برسوں سے بہت ہی قابل قدر مواد جمع ہو گیا ہے جو اس سے پہلے دستیاب نہیں تھا۔ ہماری بعض جنگلی بطیں ۸۰۰۴ کلو میٹر دور سائبیریا میں ملی ہیں۔ دوسری قسموں کے بارے میں بڑی مفید اطلاعیں مل رہی ہیں جو دور دراز کی جگہوں سے دستیاب ہوئیں ہیں۔ چھلوں پر سیریل نمبر کے علاوہ یہ کندہ ہوتا ہے "اطلاع دیجئے بمبئی کی نیچرل ہسٹری سوسائٹی کو" ناظرین سے گذارش ہے کہ اس بات کو وسیع پیمانے پر تشہیر کریں تاکہ اگر کسی شخص کو مردہ پرندے کے پیر میں کوئی چھلا ملے تو وہ اطلاع دے سکے اور مفید معلومات ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ ہندوستان میں بہت سے ایسے پرندے بھی ملے ہیں جن میں غیر ممالک میں چھلے پہنائے گئے تھے۔ تمام چھلے خواہ وہ ملکی ہوں یا غیر ملکی سوسائٹی کو بھیج دیے جائیں اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو صحیح صحیح نمبر، تاریخ اور علاقہ اور کن حالات میں یہ چھلا ملا اس کی اطلاع دے دی جائے۔ پرندوں کی نقل و حرکت کے بارے میں بھرپور جانکاری باہمی تعاون اور اشتراک سے ہی مل سکتی ہے۔

پرندوں کی قسمیں

پن ڈبی، ڈبڈبی اور لاؤکری (Gresbes) چھوٹے پروں اور بغیر دم والے پانی کے پرندے جن کے پیر کافی پیچھے ہوتے ہیں پنجے میں دونوں طرف کھال ہوتی ہے جس کی بناوٹ رگ دار پتوں کی سی ہوتی ہے۔ اس خاندان کا سب سے معروف نمائندہ جو ہمارے حدود میں پایا جاتا ہے وہ پن ڈبی، ڈبڈبی اور لاؤکری ہے۔ یہ بادامی رنگ کا بھرے بھرے جسم کا چھوٹا سا تیرنے والا پرندہ ہے جس کے جسم کا نچلا حصہ ریشمی ہوتا ہے، چونچ چھوٹی اور نوکیلی اور دم غائب ہوتی ہے۔ نسل کشی کے زمانے میں جو بال و پر نکلتے ہیں ان میں سر اور گردن کے پر گہرے بادامی اور سرخی مائل ہو جاتے ہیں اور پھولا ہوا گلا نمایاں ہو جاتا ہے۔ یہ پرندہ پوکھر، تالاب یا جھیل میں نظر آتا ہے اور چھوٹی بط کی طرح پانی میں تیرتا ہے، ذرا سا شبہ ہو جانے پر پانی میں ڈبکی لگا لیتا ہے۔ چھوٹے تالاب میں یہ دو تین کی تعداد میں نظر آتے ہیں لیکن بڑی بڑی جھیلوں میں یہ پچاس یا اس سے زیادہ کی تعداد میں ملتے ہیں۔ یہ غوطہ لگانے کے فن میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ اس تیزی کے ساتھ یہ پانی میں ڈبکی لگا لیتے ہیں کہ پانی میں ایک لہر بھی نہیں پیدا ہوتی۔ ان کا یہ عمل بڑا حیرت انگیز ہے۔ اگر بندوق سے فائر کیا جائے تو اکثر چھرے کی پہنچ سے پہلے ہی غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ پانی کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے اگر انھیں پریشان کیا جائے تو یہ تیز قدموں سے سطح پر دوڑتے ہوئے کچھ دور چلے جائیں گے لیکن پھر پانی میں واپس آ جائیں گے۔ اپنے چھوٹے پروں کے باوجود یہ پرندے تیزی سے اڑتے ہیں۔ جب ایک پوکھر کا پانی سوکھ جاتا ہے تو یہ دوسرے پوکھر پر منتقل ہو جاتے ہیں اس عمل میں یہ کافی لمبی دوری بھی طے کر لیتے ہیں۔ ان کی بولی تیز باریک اور سریلی ہوتی ہے۔ عام طور سے یہ آواز شام کے وقت سنائی دیتی ہے جب یہ پرندے کللیں کرتے ہیں اور اپنی عادت کے مطابق سطح آب پر کچھ دوڑتے ہوئے اور کچھ اڑتے ہوئے اپنے گٹھے ہوئے پروں سے ارتعاش پیدا

کرتے ہوئے ایک دوسرے کا پیچھا کرتے ہیں۔ ان کی خوراک پانی کے کیڑے مکوڑے ، مینڈک کے بچے ، گھونگھے ، چھوٹی مچھلیاں جو زیر آب پودوں کے اوپر یا نیچے ہوتی ہیں اور پانی میں ڈبکی لگا کر اور پیچھا کر کے پکڑی جاتی ہیں۔ ان کا گھونسلا گھاس پھوس کی ڈنڈیوں کا گدا سا ہوتا ہے جو پانی میں کچھ حد تک ڈوبے ہوئے اور کچھ حد تک سطح آب پر تیرتے ہوئے پودوں پر بنایا جاتا ہے۔ انڈے ۳ سے ۵ تک ہوتے ہیں۔ ابتداً سفید ہوتے ہیں لیکن بھیگی گھاس میں ہونے کی وجہ سے گندے اور بے رنگ ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ہر بار جب یہ چڑیا اپنا گھونسلہ چھوڑتی ہے تو انڈوں کو گھاس سے ڈھک دیتی ہے۔ ان کے چھوٹے روئیں دار بچوں کے جسم پر لکیریں ہوتی ہیں اور اکثر والدین اپنی پیٹھ پر بٹھا کر ادھر ادھر لے جاتے ہیں۔

دوسری قسم پیلی کین وغیرہ کی ہے جس کا ہندوستانی نام حواصل یا کریہے (پلیٹ نمبر ۱) حواصل بڑا اور بھاری جسم کا پرندہ ہے 'پیر چھوٹے اور مضبوط ، پنجے پوری طرح جھلی دار ، کافی لمبی اور چپٹی چونچ جس کے نیچے کھال کی چوڑی چمک دار تھیلی ہوتی ہے۔ جال میں مچھلی پھنسانے کے لئے یہ چارے کے طور پر استعمال ہوتا ہے کیونکہ مچھلی ان کی خاص خوراک ہے۔ دیکھنے میں یہ بے ڈول لگتے ہیں لیکن حواصل غیر معمولی حد تک ہلکی ہڈی والے پرندے ہیں اور تیزی اور پھرتی کے ساتھ اڑ سکتے ہیں۔ اپنے بہت سے رشتہ داروں جانگھل اور گدھ کے ساتھ جب دھوپ پھیلی ہوتی ہے تو آسمان میں بہت اونچائی تک اڑتے ہیں اور بے حس و حرکت ہو کر فضا کی سیر کا لطف اٹھاتے ہیں۔ ہندوستان میں ان کی تین قسمیں ملتی ہیں مگر صرف ایک قسم کے حواصل یاکر یہاں کے باسی ہیں۔ باقی دو قسمیں سردیوں میں آتی ہیں۔ اس قسم میں ان کی چونچ کے اوپری حصے پر بڑے بڑے کالے اور نیلے دھبے ہوتے ہیں، چونچ کے نیچے کی تھیلی مدھم ارغوانی ہوتی ہے۔ بڑے پرندے سیاہی مائل سفید اور چھوٹے بچے بادامی ہوتے ہیں۔ بازو کے پر سیاہی مائل ہوتے ہیں جو اڑنے میں زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے اور دم بھور بادامی ہو جاتی ہے ان کی وجہ سے ان کو پہچاننے میں مزید سہولت ہو جاتی ہے۔ جھیلوں پر یہ چھوٹی بڑی تعداد میں نظر آتے ہیں۔ تیرتے ہوئے ، مچھلیاں پکڑتے ہوئے اور پانی پر آرام

کرتے ہوئے یا کنارے پر بھوک لگنے کے انتظار میں چونچ سے اپنے پروں کو سنوارتے رہتے ہیں یہ بڑے خوش خوراک ہوتے ہیں اور کافی مقدار میں مچھلیاں کھا جاتے ہیں۔ ان کے شکار کرنے کا طریقہ پن کوے کی طرح ایک مشترک کوشش ہوتی ہے لیکن یہ شکار کے پیچھے پانی میں ڈبکی نہیں لگاتے۔ بہت سے پرندے مل کر ایک نیم دائرہ بنا لیتے ہیں اور اپنے بڑے بڑے پروں کو زور سے پھڑ پھڑا کر مچھلیوں کو اتھلے پانی میں لے آتے ہیں۔ پھر یہ ان اتھلے گڈھوں میں تیر کر مچھلیاں پکڑتے ہیں اور اپنا شکار اپنی تھیلیوں میں بھی جمع کرتے جاتے ہیں۔ پیلی کن یا حواصل تھوڑی کوشش کر کے پانی کے اوپر اڑتے ہیں اور جب اڑتے ہیں تو اپنی گردن پیچھے موڑ لیتے ہیں جس سے چپٹے ایس (S) کی شکل بن جاتے ہیں۔ پروں سے اڑتے وقت سیٹی کی آواز نکلتی ہے اور ان کا چپٹا جسم اڑتی ہوئی چپٹی کشتی کی طرح لگتا ہے۔ حواصل اندھرا کے مشرقی گوداوری ضلع میں نسل کشی کرتے ہیں۔ کچھ چھوٹے گروہ اس جزیرہ نما کے دوسرے حصوں میں انڈے دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑی تعداد میں یکجا ہو کر بہت بڑے علاقے میں اونچے اور پام کے درختوں میں اپنا گھونسلا بناتے ہیں۔ یہ گھونسلے ڈنڈیوں کو جمع کر کے پلیٹ فارم جیسے بنائے جاتے ہیں اور بڑے ہوتے ہیں۔ ان کو بنانے میں کوئی سلیقہ نظر نہیں آتا۔ ایک ہی درخت میں کئی کئی گھونسلے ہوتے ہیں اور اکثر ایک دوسرے کے لئے ہوتے ہیں۔ عام طور سے تین انڈے ہوتے ہیں ان کا رنگ چاک کی طرح سفید ہوتا ہے لیکن جیسے جیسے بچوں کے نکلنے کا وقت آتا جاتا ہے ان کی رنگت میلی بھوری ہو جاتی ہے۔

دوسرا خاندان بانبی یا اسنیک برڈ یا پن کوے پر مشتمل ہے ڈارٹر کا ہندوستانی نام بانبی ہے (پلیٹ ۲، نمبر ۷) بانبی کالے پانی میں رہتی ہے اور اس کی گردن سانپ کی طرح چمک دار ہوتی ہے، سر چھوٹا اور چونچ نوکیلی اور خنجر کی طرح ہوتی ہے۔ پشت پر سلور گرے رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ دم لمبی سخت اور گول ہوتی ہے۔ یہ پرندے اکیلے یا چھوٹے غول میں ، جھیل ، گاؤں کے تالاب ، پوکھر اور ندیوں کے آس پاس نظر آتے ہیں اور کبھی کبھی مدو جزر والے دریاؤں کے دہانے کے نزدیک دیکھے جاتے ہیں۔ سطح آب پر تیرتے وقت اس کے جسم کا کبھی تھوڑا حصہ اور کبھی پورا حصہ زیر آب ہوتا ہے اور صرف سانپ سا سر اور گردن پانی کے

اوپر نظر آتی ہے اور یہ چڑیا بڑی تیزی سے پانی میں ادھر ادھر مڑتی ہے۔ اس کی خاص خوراک مچھلی ہے ماہر غوطہ خور ہے اور پانی میں نیچے تک ڈوب کر تیرتی ہے اپنے پروں کو آدھا کھولے ہوئے مچھلیوں کا پیچھا کرتی ہے سر اور گردن آگے پیچھے ہوتی رہتی ہے جیسا کہ جیولین پھینکتے وقت پھینکنے والے کی حالت ہوتی ہے۔ اس کی گردن کے فقری حصے میں ایک خصوصی ساخت کی وجہ سے یہ اپنی چونچ کو بڑی سرعت کے ساتھ لمبا کر لیتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کوئی اسپرنگ لگی ہوئی ہے، جس کے جھٹکے سے چونچ لمبی ہو جاتی ہے اور اپنی چونچ کی خنجر نما بناوٹ کی مدد سے یہ چونچ کے نچلے حصے میں مچھلی کو جکڑ لیتی ہے۔ اب سانپ جیسی گردن پانی سے باہر آتی ہے اور ایک جھٹکے سے یہ مچھلی ہوا میں اچھال دی جاتی ہے اس کے بعد جبڑوں میں پکڑ کر نگل لی جاتی ہے۔ حالاں کہ گردن اور حلق تنگ ہوتا ہے مگر لمبی لمبی بڑے سائز کی مچھلیاں اس طرح نگل لی جاتی ہیں جو حیرت انگیز بات ہے۔ بیٹھتے وقت یہ درختوں یا بیلوں کے سرے پر سیدھی بیٹھتی ہے اور سکھانے کے لئے اپنے پر اور دم کو پھیلائے ہوتی ہے۔ حالاں کہ یہ اپنی زندگی کا زیادہ حصہ پانی میں گذارتی ہے لیکن اس کے بال و بربط کی طرح واٹر پروف نہیں ہوتے۔ اس لئے پر پانی سے بھیگ جاتے ہیں اور ان سے دوبارہ کام لینے کے لئے انھیں سکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی بولی عام طور سے دور کنی، چی گی، چی گی، جیسی ٹراہٹ ہوتی ہے۔ اڑنے میں اور اپنی دیگر عادتوں میں یہ پرندہ پن کوے سے ملتا جلتا ہے۔ باہن ملی جلی کالونیوں میں بگلوں، جانگھل اور اس جیسے دوسرے پرندوں کے ساتھ گھونسلے بناتی ہے۔ پانی کے نزدیک درختوں پر یہ ڈنڈیاں جمع کر کے پلیٹ فارم سے بنا لیتی ہیں۔ تین چار انڈے دیتی ہیں جو پتلے اور لمبے ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ ہلکا سبزی مائل نیلاہٹ لئے ہوئے ہوتا ہے اور اوپر چاک جیسی سفیدی ہوتی ہے۔

پن کوا یا چھوٹا گانہل جنگلی کوے سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے۔ دیکھنے میں یہ معمولی ہے لیکن اس کے کالے پر چمکتے ہیں۔ یہ بط جیسا آبی پرندہ ہے۔ دم لمبی اور سخت، چونچ پتلی اور بھنچی ہوئی اور سرے پر خم دار ہوتی ہے۔ حلق کے اوپر ایک سفید دھبہ اور سر کے پچھلے حصے پر ایک چوٹی سی بنی ہوئی لگتی ہے۔ (پلیٹ نمبر ۲ نمبر ۸)

گاؤں کے تالاب، جھیل، ندیوں پر اکیلی، چھوٹے جھنڈ یا بڑے گروہوں میں عام طور سے آتی ہے۔ کبھی کبھار کھاری ساحلی جھیلوں پر بھی نظر آ جاتی ہے۔ یہ پرندہ اور چٹانوں یا مچھلی پکڑنے کے لئے لگائے گئے پھندوں یا پانی کے اوپر جھکے ہوئے درختوں پر پر پھیلائے ہوئے دھوپ سینکتا رہتا ہے۔ ان کی خاص خوراک مچھلی ہے۔ یہ ماہر تیراک اور غوطہ خور ہوتے ہیں اور مچھلی کا شکار پانی کے اندر کرتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ مل جل کر شکار کرتے ہیں۔ ان کا ایک جھنڈ مچھلیوں کے گروہ کو گھیر لیتا ہے یا اس کا پیچھا کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے بڑے اضطراری انداز میں ایک دوسرے کے اوپر اچھلتے ہوئے غوطہ لگاتے جاتے ہیں اور مچھلیاں پکڑتے جاتے ہیں۔ مچھلیاں چونچ میں آڑی ترچھی پکڑی جاتی ہیں پھر یہ بڑی مہارت سے اسے اوپر کی طرف لے جاتے ہیں اور سیدھا کر لیتے ہیں اور سر کی طرف سے نگل لیتے ہیں۔ پھر فوراً دوسرے شکار کے لئے غوطہ لگاتے ہیں اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ بعض وقت بڑی مچھلیاں بھی نگل جاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ یہ بڑا بسیار خور پرندہ ہے۔ کالے پن کوے کی دو اور قسمیں، چھوٹے گانہل کے علاوہ ہوتی ہیں۔ بڑا پن کوا، کوا اور ہندوستانی شاگ۔ بڑے پن کوے گھریلو بط جیسے بڑے ہوتے ہیں۔ سر سیاہی مائل سبز اور گردن انڈے دینے کے زمانے میں اسی رنگ کی ہو جاتی ہے۔ جانگھلوں پر انڈا نما سفید دھبہ ہوتا ہے جو اڑتے وقت زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ شاگ کی جسامت درمیانہ درجے کی ہوتی ہے اور اسے دوسری قسم سے تمیز کرنے میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔ البتہ نسل کشی کے زمانے میں دوسروں سے الگ نظر آتے ہیں جب ان کی آنکھوں کے پیچھے سفید پروں کا گچھا بن جاتا ہے اور سر اور گردن پر چھوٹے چھوٹے سفید دھبے نظر آتے ہیں۔ تمام پن کوے پانی میں اگے ہوئے یا پانی کے نزدیک کے درختوں پر اتھلا سا پلیٹ فارم نما گھونسلا بناتے ہیں۔ عام طور سے بگلوں اور جانگھلوں کے ساتھ ملی جلی جگہوں پر بسیرا کرتے ہیں۔ چار پانچ انڈے دیتے ہیں جو ہلکی نیلاہٹ لئے سبزی مائل ہوتے ہیں اور اوپری سطح چاک جیسی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے جسامت میں الگ ہوتے ہیں۔

سیکونی فارم (Ciconiiform) کے سلسلے کے چار خاندان ہندوستان میں پائے

جاتے ہیں۔ ایک خاندان کے پرندے ناری کبود، انجان (پلیٹ ۲، نمبر ۹) اور بگلے وغیرہ
ہیں۔ دوسرے خاندان کے پرندے جانگھل، ہرگیلا، گڑوریاڈھینگ ہیں۔ تیسرے خاندان
کے مندا، منڈھوک یا سفید باز اور کراکل ہیں۔ چوتھے خاندان کے پرندے فلیمنگو یا یوگ ہنس
یاچرج بگو کہلاتے ہیں۔

ناری کبود اور بگلے لمبی ٹانگوں والے پرندے ہیں۔ پیروں کا نچلا حصہ بڑی حد تک
بے بال و پر ہے۔ پنجے بغیر جھلی کے اور لمبے ہوتے ہیں۔ گردن لمبی اور لچک دار ہوتی ہے اور
بھالے کی جیسی نوکیلی چونچ ہوتی ہے۔ ناری کبود دبلا پتلا خالی خالی ٹانگوں والا اور جانگھل سے ملتا
جلتا جانور ہے جو دلدل یا کیچڑ میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ اوپری حصہ خاکستری، سفید تاج اور
گردن اور نچلا حصہ خاکستری مائل سفید ہوتا ہے۔ لمبی اور پتلی گردن انگریزی کے لفظ
(S) جیسی، سر چھوٹا مضبوط، نوکیلی اور خنجر نما چونچ، پشت سر پر لمبی کالی چوٹی، سینے پر گاؤدم اور
کالی دھاری والے شہپر، گردن کے اوپری حصے کے وسط میں پتلی کالی لکیریں اس کی شناخت کو
آسان بناتی ہیں۔ مادہ بھی ایسی ہی ہوتی ہے لیکن اس کی چوٹی اور سینے کے شہپر بالیدہ ہوتے
ہیں۔ ناری کبود عام طور سے اکیلا نظر آتا ہے جو گھٹنوں پانی میں چپ چاپ رہتا ہے۔ سر دونوں
بازوؤں کے اندر گھسار ہتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ نیند میں بے خبر ہے۔ لیکن یہ ہر وقت چوکنا رہتا
ہے چھچھلے پانی میں نظریں گاڑے رہتا ہے تاکہ کوئی مچھلی یا مینڈک کسی طرح اس کی چونچ کی
زد میں آجائے۔ شکار کے نظر آتے ہی اس کی آگے پیچھے ہونے والی گردن تیزی سے آگے
بڑھ جاتی ہے اور چونچ داؤ لگا کر بالکل ساکت ہو جاتی ہے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے کٹاری دار
چونچ آگے بڑھ کر شکار کے جسم کو چھید دیتی ہے یا جکڑ لیتی ہے۔ پھر شکار کو تیزی سے اوپر کی
طرف لیجاتا ہے اور سیدھی پوزیشن میں لا کر زیادہ تر سر کی طرف سے نگل جاتا ہے۔ اڑان
بھرتے ہوئے پروں کی زوردار اور مسلسل پھڑپھڑاہٹ کی بدولت گردن کو موڑ لیتا ہے (ناری
کبود خاندان کی یہ خاص خصوصیت ہے) اور سر دونوں کندھوں کے بیچ میں آجاتا ہے۔ لمبی
لمبی ٹانگیں دم کے اندر چلی جاتی ہیں اور پیچھے ہو جاتی ہیں۔ وقتاً فوقتاً صرف ایک گہری اور
کرخت ٹراہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس کا گھونسلا ڈنڈیوں کا پلیٹ فارم ہوتا ہے، وسط میں

نیچے کی طرف دبا ہوا جس کے چاروں طرف گھاس ہوتی ہے۔ گھونسلا عام طور سے پانی کے
نزدیک کے درختوں پر بنایا جاتا ہے اور عام طور پر اسی خاندان کے دوسرے پرندوں کے
ساتھ بھی ہوتا ہے۔ انڈے ۳ سے ۶ گہرے سبز سمندری رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس کی ایک
خاص قسم ارغوانی رنگ کی ہوتی ہے اور قدرے چھوٹی ہوتی ہے۔ عام طور سے اس کی شباہت
اور عادتیں بھی ان ہی جیسی ہوتی ہیں اور دلدلی علاقوں میں رہتی ہے۔ اوپری حصہ نیلا یا
ارغوانی بھورا، سر اور گردن بادامی اور نچلا حصہ کالا اور سرخی مائل بھورا ہوتا ہے۔

سفید بگلوں کی تین قسمیں، بڑی، اوسط اور چھوٹی، دلدل، پانی اور کیچڑ والی جگہوں پر
نظر آتی ہیں۔ بڑا بگلا سفید بالکل برف جیسا ہوتا ہے اور عام طور سے اکیلا رہتا ہے۔ اوسط یا
منجھلا قدرے چھوٹا ہوتا ہے اور چھوٹا بگلا جسے بعض علاقوں میں کرچھیا بگلا کہتے ہیں وہ گھریلو
مرغی یا سرخیا بگلا یا گائے بگلا کے برابر ہوتا ہے۔ نسل کشی کے زمانے میں ہر قسم کے سفید
بگلوں کی پشت پر بڑے آرائشی اور خوبصورت جھالر جیسے پر نکل آتے ہیں۔ ان آرائشی پروں
کی اس صدی کی شروعات میں یورپ اور امریکہ میں بہت مانگ تھی کیونکہ انھیں عورتوں کے
لباس کو فیشن ایبل بنانے کے لئے ٹوپیوں میں لگایا جاتا تھا۔ ان پروں کی تجارت بڑی نفع بخش
تھی لہٰذا پروں کو حاصل کرنے کے لئے ان پرندوں کو بڑے پیمانے پر مارا جانے لگا کہ دنیا کے
بہت سے حصوں سے ان کی نسل ناپید ہونے لگی۔ لہٰذا جنگلی پرندوں کے پروں کی تجارت پر
عالمی سطح پر پابندی لگائی گئی اور متاثرہ ملکوں میں ان کے مارنے پر پابندی لگانے کے قوانین
بنائے گئے اور عورتوں کے فیشن میں صحت مند تبدیلی آئی تب جاکر پرندوں کی یہ نسل ختم
ہونے سے بچ سکی۔

سرخیا بگلا یا گائے بگلا چھوٹے سفید عام بگلے کے برابر ہوتا ہے۔ یہ بھی سفید رنگ کا
ہوتا ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ گائے بگلے کی چونچ مضبوط اور زرد ہوتی ہے کالی
نہیں۔ نسل کشی کے زمانے میں اس کا سنہرا سر، گردن اور پشت اس کی پہچان کو یقینی بنادیتے
ہیں۔ یہ عام سفید بگلوں اور اپنے دوسرے رشتہ داروں کے مقابلے میں جو دلدلی جگہوں پر شکار
کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں پانی پر کم انحصار کرتا ہے اور یہ اکثر اکیلے یا غول کی صورت میں

چرنے والے جانوروں کے آس پاس نظر آتا ہے اس کی خوراک عام طور سے زمین پر پائے جانے والے کیڑے مکوڑے ہیں۔ یہ پرندہ جانوروں کے پیروں کے درمیان دبے پاوں، کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر چلتا رہتا ہے۔ جانوروں کے چلنے سے کیڑے مکوڑے تیز رفتاری سے ادھر ادھر ہوتے ہیں اور یہ بگلا انھیں جھپٹ لیتا ہے۔ یہ جانوروں کی پشت پر بھی سوار ہو جاتا ہے تاکہ آس پاس کی جگہ کا اچھی طرح سے جائزہ لے سکے۔ ٹڈوں اور دوسرے کیڑوں کے لئے خاص طور سے تاک لگائے رہتا ہے اور جانوروں کی حرکت سے جیسے ہی کیڑے مکوڑے ادھر ادھر ہوتے ہیں اپنی لمبی ہو جانے والی گردن اور نوکیلی چونچ کی مدد سے انھیں پکڑ لیتا ہے۔ جانوروں کے جسم سے لپٹے رہنے والے طرح طرح کے کیڑے جیسے خون چوس مکھی وغیرہ کو بھی جانوروں کی پیٹھ، پیٹ اور کانوں کے پاس سے پکڑ لیتا ہے۔ گائے بگلا اپنے پسندیدہ درختوں پر دوسرے جانورں جیسے کووں، آبی بگلوں وغیرہ کے ساتھ بسیرا لیتا ہے۔ بسیرے کی جگہ وہ سورج غروب ہوتے ہی پہنچ جاتے ہیں۔ یہ آڑے ترچھے اڑتے ہیں یا منتشر غول کی شکل میں ہوتے ہیں اور اڑنے میں گردن کو پیچھے موڑ لیتے ہیں۔ سر دونوں کندھوں کے بیچ میں کر لیتے ہیں اور ٹانگیں دم کے اندر کر لیتے ہیں جو دم سے باہر نکلتی دکھائی دیتی ہیں۔ یہ اپنی کالونیوں میں یا تالابی بگلوں اور دوسرے آبی پرندوں کے ساتھ گھونسلے بناتے اور انڈے دیتے ہیں۔ ان کے گھونسلے ڈالیوں اور ٹہنیوں کی مدد سے بے ترتیب سے بنے ہوتے ہیں جیسا کہ عام طور سے کوے بناتے ہیں۔ یہ گھونسلے پتے دار درختوں میں بنائے جاتے ہیں اور یہ بھی کوئی ضروری نہیں ہے کہ یہ درخت پانی کے کنارے ہوں۔ اکثر ان کے گھونسلے ان درختوں پر بھی ہوتے ہیں جو شہر کے پر شور حصوں یا گاؤں کے بازار کے پاس ہوتے ہیں۔ ایک جھول میں ۳ سے ۵ انڈے دیتے ہیں۔ ان کی رنگت ملائی اترے ہوئے دودھ جیسی ہوتی ہے۔

تالابی بگلوں کی ایک اور قسم عام طور سے نظر آتی ہے جسے بعض علاقوں میں اندھا بگلا کہتے ہیں۔ یہ گاوں میں پائی جانے والی مرغیوں کے برابر ہوتا ہے۔ مٹیالا رنگ اور جسم پر پتلی دھاریاں ہوتی ہیں۔ جب بیٹھا ہوتا ہے تو چمکتے ہوئے سفید ڈینے اور دم چھپی رہتی ہے اور جیسے ہی اڑتا ہے یہ چیزیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ نسل کشی کے موسم میں پشت پر بادامی رنگ کے

روئیں جیسے پر نکل آتے ہیں اور پشت سر پر ایک لمبی سفید کلغی نمودار ہو جاتی ہے اور اس طرح ایک ادنی سا نظر آنے والا پرندہ ایک خاص خوبصورت چیز بن جاتا ہے۔ تالابی بگلا اکیلے دو یا تین کی تعداد میں گندے تالاب اور جوہڑوں کے آس پاس یا ایسی تمام جگھوں پر جہاں مینڈک گدلے پانی میں ہونے والی مچھلیاں یا کیکڑے مل سکتے ہیں نظر آتا ہے کیوں کہ یہی چیزیں اس کی خاص خوراک ہیں۔ کچے کنویں یا مندروں کے تالاب میں جو اکثر شہر کے وسط میں ہوتے ہیں، اسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جوہڑوں اور گڈھوں میں کھڑا پانی بھی برسات کے بعد سوکھنے لگتا ہے۔ اس کی آماجگاہ ہوتے ہیں کیونکہ ان میں پناہ گزیں مینڈک خوراک کے لئے دستیاب ہوتے ہیں۔ یہ پرندے پشت کو خمیدہ کئے ہوئے بے حس و حرکت کیچڑ میں یا چھچھلے پانی کے کنارے سر کو دونوں بازوؤں کے درمیان ڈالے کھڑا رہتا ہے دراصل یہ بڑا چوکنا ہوتا ہے اور کسی مینڈک یا مچھلی کی تاک میں ہوتا ہے جو بھول سے اس کی زد میں آجائے۔ بعض اوقات یہ چپ چاپ پانی میں چلتا ہے۔ پاؤں کو بڑی احتیاط سے پانی کے اوپر اٹھاتا ہے اور پھر بڑی ساودھانی سے پانی میں رکھتا ہے۔ گردن آگے کو نکلی ہوتی ہے اور چونچ شکار کو جھپٹ لینے کے لئے ہمہ وقت تیار۔ اگر ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کی جائے تو یہ پالتو کی طرح ہو جاتے ہیں اور پانی کے کنارے کھڑے رہتے ہیں۔ دھوبی جہاں کپڑے دھوتے ہیں یا عورتیں اپنے گھڑوں میں پانی بھرتی ہیں ان کے آس پاس پھرتے نظر آتے ہیں۔ جب ڈر کر اڑتے ہیں تو تیز ٹراہٹ کی آواز نکالتے ہیں اور ان کے برف جیسے سفید پر اچانک نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے خاص انداز میں اڑتے چلے جاتے ہیں۔ شام کو جھنڈ کے جھنڈ اپنے پسندیدہ درختوں پر بسیرا لینے کے لئے آجاتے ہیں۔ یہ کووں کی طرح کے گھونسلے ٹہنیوں اور ڈالیوں سے بناتے ہیں۔ یہ گھونسلے بڑے بڑے درختوں میں ہوتے ہیں جو شہر یا گاؤں کے بیچوں بیچ ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ بسیرے والے درخت پانی کے کنارے ہی ہوں۔ یہ اپنی نسل کے دوسرے پرندوں کے ساتھ رہتے ہیں اور سال بہ سال ایک ہی درخت پر بسیرا لیتے ہیں۔ انڈے ۳ سے ۵ تک ہوتے ہیں اور انکی رنگت ہلکی سبزی مائل نیلی ہوتی ہے۔

جانگھل جسامت میں بڑے بگلوں کے برابر لگتے ہیں۔ ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں اور

ٹانگوں کے نچلے حصے جزوی حد تک خالی ہوتے ہیں۔ چونچ بھاری مخروطی اور نکیلی ہوتی ہے۔
اڑتے وقت انکو فوراً پہچانا جاسکتا ہے کیونکہ اپنی گردن اگے کو نکالے ہوئے ہوتے ہیں جب کہ
بگلے اپنی گردن کو خم دار بنا کر انگریزی حروف (S) کی صورت میں رکھتے ہیں۔ جانگھل میں
آواز کے عضلات نہیں ہوتے اس لئے خاموش رہتے ہیں۔ کبھی کبھی حلق سے غراہٹ جیسی
آواز نکالتے ہیں اور افزائش نسل کے زمانے میں نر اور مادہ دونوں اپنے جبڑوں سے اکثر
کڑکڑاہٹ جیسی آواز پیدا کرتے ہیں۔ جانگھل کی جو عام قسم ہندوستان میں پائی جاتی ہے اسے
جانگھل، ڈھوک، کانکاری وغیرہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ گدھ کے برابر ہوتی ہے اور سر
کی اونچائی ایک میٹر سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے سفید بال و پر نزدیک نزدیک نشان اور
دھاریوں پر مشتمل ہوتے ہیں جو چمک دار سبزی مائل سیاہ ہوتے ہیں۔ اس کے سینے پر ایک
ایک کالی دھاری ہوتی ہے۔ دم کے نزدیک گلابی رنگ کے نازک سے پر ہوتے ہیں۔ چہرہ بال و
پر سے خالی اور مومی زرد رنگ کا ہوتا ہے اور چونچ بھاری اور پیلی ہوتی ہے۔ اور سرے پر
تھوڑی سی مڑی ہوتی ہے۔ یہ پرندے چھوٹے گروہوں یا بڑے بڑے غول میں جھیلوں اور
دلدلی جگہوں پر نظر آتے ہیں۔ دوسری قسم کے جانگھلوں کی طرح یہ سارا دن اپنے جسم کو
سکوڑے اور بے حس و حرکت کھڑے رہنے یا دلدل اور چھچلے پانی میں دبے پاؤں چلتے ہوئے
مچھلی اور مینڈک کی تلاش میں گذارتے ہیں جو ان کی خاص خوراک ہے۔ اس کی خوراک میں
پانی میں پائے جانے والے کیڑے مکوڑے، گھونگھے وار کیکڑے بھی شامل ہیں۔ شکار کرنے کا
طریقہ یہ ہے کہ چھچلے پانی میں آہستہ چلا جائے۔ گردن نیچے کو جھکی، چونچ کھلی اور کچھ حد تک
کھلی ہوئی پانی کے اندر۔ اس طرح گردن یا تو بالکل جامد حالت میں ہوتی ہے یا ادھر ادھر گھمائی
جاتی ہے اور ایک پیر اوپر اٹھایا جاتا ہے اور آگے پیچھے کیا جاتا ہے تاکہ پانی میں ارتعاش پیدا ہو
اور شکار کھلے جبڑوں کی طرف جائے۔ پیر کو پانی میں آگے پچھے کرنے کے ساتھ ساتھ اکثر
اچانک پر کھول دیتا ہے تاکہ پانی پر اس کا سایہ پڑے اور اس عمل کا مقصد شکار کی حرکت کو تیز
کرنا ہوتا ہے۔ یہ پرندے پانی میں یا پانی کے نزدیک درختوں پر بیٹھتے اور بسیرا کرتے ہیں۔ اڑان
بھرتے ہوئے پروں کو کئی طاقت ور جھٹکے دیتے ہیں اور انھیں سمیٹ کر فضا میں تیرتے ہیں۔

دائرہ بناتے ہوئے فضا میں بہت اوپر تک اڑنا ان کی عادت ہے خصوصاً گرمیوں کے دنوں میں
یہ دیر تک فضا میں رہتے ہیں۔ ان کا گھونسلا ٹہنیوں اور ڈنٹھلوں کا ایک بڑا سے پلیٹ فارم ہوتا
ہے اور بیچ میں قدرے دھنسا ہوا ہوتا ہے اور اس کے چاروں طرف پانی میں گرنے والے
پودوں کے پتے اور ڈنٹھل بچھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ گھونسلے پانی میں اگے درختوں یا پانی کے
نزدیک پیڑوں پر بنائے جاتے ہیں اور اکثر ایک ہی درخت پر دس سے بیس ہوتے ہیں اور
بگلوں اور دوسرے ماہی خور پرندوں کے ساتھ مشترکہ طور پر ہوتے ہیں۔ انڈے ۳ سے ۵
تک دیدتے ہیں جن کا رنگ مٹیالا سفید ہوتا ہے۔ اکثر ان پر چتیاں اور دھاریاں بھی ہوتی ہیں۔

ہمارے یہاں سب سے عام اور زیادہ تر پائی جانے والی قسم، کھلے چونچ والی جانگھل
ہے جس کا ہندوستانی نام گنگلا یا گھونگھل ہے اس کی اونچائی سر تک ایک میٹر سے کم ہوتی ہے۔
اس کا رنگ سفید یا سیاہی مائل سفید ہوتا ہے اور ڈینے کالے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی دور سے دیکھنے
پر یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ نقل وطن کر کے آنے والے سفید جانگھل ہیں۔ ان کی خاص پہچان
یہ ہے کہ ان کی چونچ سرخی مائل سیاہ ہوتی ہے۔ عام طور سے یہ پرندے دو تین کی تعداد یا
جھنڈ میں جھیلوں اور دلدلی جگہوں پر نظر آتے ہیں۔ ان کی خاص قسم کی چونچ کی اہمیت اور ان
سے لئے جانے والے کام کو پوری طرح نہیں سمجھا گیا ہے بنیادی طور سے ان کی مخصوص
وضع بڑے بڑے گھونگھوں کو نگلنے کے لئے ہے جو ان کی مخصوص خوراک ہے۔ چونچ میں جو
تھوڑی سی کھلی جگہ ہوتی ہے اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ خول یا ہڈی کو توڑ سکے۔ اس
طرح خول ڈھکن کی طرح کھل جاتا ہے اور اس کے اندر سے جسم کا نرم حصہ بر آمد ہو جاتا
ہے جسے آسانی کے ساتھ نگلا جاسکتا ہے۔ مینڈک، مچھلی اور کیکڑے، بڑے بڑے کیڑے اور
دوسری چھوٹی چیزیں ان کی خوراک ہیں۔ گنگلے نسل کشی کے لئے بڑی بڑی کالونیاں سی آباد
کر لیتے ہیں جن میں وہ دوسرے آبی پرندوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں۔ گھونسلے ٹہنیوں
سے بنے ہوئے دائرہ نما ہوتے ہیں اور وسط میں نشیبی جگہ کے چاروں طرف پانی کے پودوں
کے پتے اور ڈالیاں ہوتی ہیں۔ ایک درخت پر بہت سے گھونسلے ہوتے ہیں اور یہ درخت پانی
میں یا جھیل کے کنارے ہوتے ہیں جو بعض اوقات گاؤں سے نزدیک بھی ہو سکتے ہیں۔ تین

چار انڈے ہوتے ہیں جو مٹیالے سفید ہوتے ہیں اور ان پر کسی قسم کا نشان نہیں ہوتا۔

ہمارے یہاں پائی جانے والی قسموں میں سب سے بڑی قسم ایڈجوٹنٹ اسٹورک کی ہے جسے ہندوستان میں ہرگیلا، گروڑیا ڈھینک کہتے ہیں۔ یہ تقریباً ڈیڑھ میٹر اونچا ہوتا ہے۔ یہ پرندہ دھندلا کالا خاکستری یا سفید مٹیالے رنگ کا ہوتا ہے۔ چونچ گہری پیلی اور چوطرفہ نوکدار ہوتی ہے۔ ۳۰ سینٹی میٹر لمبی تھیلی جس پر کوئی بال یا روئیں نہیں ہوتے اس کی چھاتی کے ساتھ لٹکی ہوتی ہے یہ سرخی مائل ہوتی ہے اور یہی چیز اس کی پہچان کو یقینی بناتی ہے۔ عام طور سے یہ اکیلا یا چھوٹے گروہوں میں سوکھتے ہوئے دلدلی علاقوں میں یا بعض علاقوں میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں کے پاس نظر آتا ہے۔ اس پرندہ کا انگریزی نام ایڈجوٹنٹ اس وجہ سے ہے کہ یہ فوجیوں کی طرح اونچے اونچے قدم اٹھاتا ہوا خوراک کی تلاش کرتا ہے۔ لٹکی ہوئی تھیلی کا اصل مقصد کیا ہے یہ سمجھ میں نہیں آسکا ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک قسم کی ہوا کی تھیلی ہے جو ناک کے جوف کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔ نرخرے کے ساتھ نہیں جڑی ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ اس تھیلی میں خوراک نہیں لے جاتا اور نہ ہی اس میں جمع کرتا ہے جیسا کہ عام طور سے سمجھا جاتا ہے۔ کوڑا کرکٹ اور غلاظت سے خوراک حاصل کرنے کے علاوہ یہ گدھوں کے ساتھ مردار بھی کھاتا ہے۔ یہ مردہ مچھلی، مینڈک، سانپ، چھوٹے جانور، ٹڈیاں اور بڑے کیڑے بھی کھاتا ہے۔ اڑتے وقت شور ہوتا ہے اور پھڑپھڑاتے ہوئے کچھ دور تک دوڑ لگاتا ہے پھر اڑتا ہے اور چکر لگاتا رہتا ہے۔ زمین پر اس کا انداز نشست بڑا مخصوص ہے۔ پیر کا نچلا حصہ پنجوں سے گھٹنوں تک مڑا ہوا آگے کو نکلا رہتا ہے، سر دونوں کندھوں کے درمیان دبا ہوا ہوتا ہے دیکھنے میں بڑا حقارت آمیز اور قابل رحم نظر آتا ہے۔ اس کا گھونسلا بہت بڑا ہوتا ہے۔ اور ٹہنیوں اور ڈالیوں سے بنا ہوا ہوتا ہے۔ جو چٹان کی اونچائیوں اور بڑے اور اونچے پیڑوں میں بنایا جاتا ہے۔ انڈے ۳ سے ۴ ہوتے ہیں جو سفید مگر خاصے مٹیالے ہوتے ہیں۔

ان کی ایک چھوٹی قسم بھی ہوتی ہے وہ ایک وسیع علاقے بشمول کیرالہ اور شری لنکا میں کہیں کہیں نظر آتی ہے۔ اوپری رنگ چمک دار کالا اور نچلا حصہ سفید ہوتا ہے۔ یہ لٹکی

ہوئی تھیلی سے محروم ہوتا ہے۔

آبی پرندوں کی ایک قسم مندایا منڈھوک، کرنکل یا دابل کہلاتی ہے یہ ایک قسم (انگریزی نام وہاہٹ آئی بس) منڈایا منڈھوک یا سفید بازا کہلاتی ہے۔ جسامت میں گھریلو مرغی کے برابر ہوتا ہے۔ یہ ایک بڑا سفید دلدلی پرندہ ہے۔ جس کا سر اور گردن کالے رنگ کی اور چونچ لمبی، مضبوط، کالی اور نیچے کو مڑی ہوتی ہے۔ افزائش نسل کے زمانے میں شانوں اور پروں پر سلیٹی خاکستری رنگ ابھر آتا ہے اور گردن کے نچلے حصہ پر لمبے آرائشی پر نکل آتے ہیں۔ یہ اکثر بڑے بڑے جھنڈ میں رہتا ہے اور دلدلی علاقوں اور جھیل کے کنارے نظر آتا ہے۔ دابل یا چمچہ بازا، جانگھل یا اس قسم کے دوسرے پرندوں کے ساتھ جوڑا بناتا ہے۔ دلدلی زمینوں اور دھان کے پود لگے کھیتوں میں کیچڑ میں گھومتا ہوا شکار کی تلاش کرتا ہے اور شکار کرنے میں اپنی چونچ جو زنبور نما اور ادھ کھلی ہوتی ہے سے مدد لیتا ہے۔ چھچھلے پانی میں اس طرح شکار تلاش کرتے ہوئے وہ اکثر اپنے سر کو پانی کے بالکل اندر کر لیتا ہے۔ اس کی خوراک خاص طور سے صدفے، گھونگھے، خول دار کیڑے مکوڑے، مینڈک اور کبھی کبھی مچھلی بھی ہوتی ہے۔ ڈر کر جب اڑتا ہے بسیرا لینا چاہتا ہے تو درختوں پر بیٹھ جاتا ہے۔ اڑان بھرپور اور درست ہوتی ہے اور لمبی چونچ اور گردن آگے کو نکلی ہوتی ہے۔ اور ٹانگیں دم کے نیچے نکلی رہتی ہیں۔ اڑنے سے پہلے پروں کو زور سے پھڑپھڑاتا ہے اور یہ عمل کئی بار کرتا ہے خوراک کی جگہ پر جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے بطوں کی طرح انگریزی حرف v کی شکل میں یا آڑی ترچھی پٹیوں کی صورت میں اڑتا ہے۔ جانگھل یا دابل کی طرح اس میں آواز نکالنے والے عضلات نہیں ہوتے لیکن انڈا دینے والی مادہ ایک خاص قسم کی آواز نکالتی ہے جو دور سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جو تیز نہیں لیکن گونج دار ہوتی ہے۔ ان کے بسیروں سے دوری پر اگر ان کی آواز سنی جائے تو ایسا محسوس ہوگا جیسے بہت سے لوگ سرگوشی میں باتیں کر رہے ہوں۔

ان کا گھونسلا ڈالیوں اور ڈنٹھلوں کا پلیٹ فارم جیسا ہوتا ہے جس کے اوپر کوئی تہہ نہیں ہوتی۔ یہ گھونسلے پانی کے نزدیک درختوں میں بنائے جاتے ہیں۔ یہ درخت کبھی کبھی

گاوں کے کنارے بھی ہوتے ہیں۔ یہ پرندہ اپنی نوع کے دوسرے آبی پرندوں کے ساتھ مل جل کر بھی رہتا ہے۔ انڈے ۲ سے ۴ تک دیتا ہے جو نیلے سفید، سبزی مائل سفید ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی ان پر پیلے بادامی نشان ہوتے ہیں۔ کالا بازا یا کرنکل (Black Ibis) بڑے سائز کا سیاہ پرندہ ہے جو جسامت اور عام خصوصیات کے لحاظ سے سفید بازا سے ملتا ہوا ہے۔ بازو کے نزدیک ایک سفید دھبہ ہوتا ہے جو بڑا نمایاں ہے اور اس کے پیر اینٹ کے رنگ جیسے سرخ ہوتے ہیں۔ سر بالکل خالی اور کالا مگر سر پر تکونے ارغوانی مسے ہوتے ہیں جو اس کی پہچان کی خاص نشانی ہے۔ یہ پرندہ کھلے میدانی علاقوں میں پایا جاتا ہے اور آبادی کے کناروں پر ۳ یا ۴ کی جھنڈ میں دکھائی دیتا ہے یا الگ الگ ۳ سے ۱۰ تک نظر آتا ہے۔ سفید بازا کے برعکس اس کو پانی سے کم دلچسپی ہے اور جھیل اور ندیوں کے کناروں کے بجائے عام طور سے پانی سے دور نظر آتا ہے۔ اس کی خاص خوراک کیڑے مکوڑے اور اناج ہیں مگر گرگٹ، چھوٹے سانپ اور کھن کھجورا ابھی شوق سے کھاتا ہے۔ یہ پرندے اپنی پسندیدہ جگھوں پر رہتے ہیں اور جن درختوں پر رات کو بسیرا لیتے ہیں ان کے آس پاس رہتے ہیں۔ اڑتے وقت V کی شکل کی قطار بناتے ہیں اور ڈینے کو مضبوطی سے پھڑ پھڑاتے ہیں مگر تھوڑی تھوڑی دیر میں پروں کو سمیٹ کر بے حس و حرکت اڑتے ہیں۔ یہ پرندہ عام طور سے خاموش رہتا ہے مگر کبھی کبھی ایک زور دار چیخ جیسی نکیاہی آواز نکالتا ہے۔ یہ چیخ جیسی آواز برہمنی بط کی یاد دلاتی ہے۔ کالا بازا عام طور سے ملی جلی کالونیوں میں افزائش نسل نہیں کرتا لیکن کبھی کبھی اس خاندان سے تعلق رکھنے والے دوسرے پرندوں کے دو تین گھونسلے اسی پیڑ پر نظر آجاتے ہیں جہاں ان کے گھونسلے ہوتے ہیں۔ ان کا گھونسلا بڑے پیلے جیسا ہوتا ہے جو ٹہنیوں سے بنا ہوتا ہے اور اس پر گھاس پھوس اور پروں کی تہہ ہوتی ہے۔ یہ گھونسلے ایک بڑے درخت میں اونچی جگھوں پر ہوتے ہیں یا پنکھیا کھجور کے اوپری سرے پر جو عام طور سے پانی سے دور ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی باز یا چیلوں کے پرانے گھونسلوں سے بھی فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ انڈے ۲ سے ۴ ہوتے ہیں اور ان کا رنگ گہرا دھندلا سبز ہوتا ہے۔ ان پر عموماً کوئی نشان نہیں ہوتا مگر کسی کسی پر براون رنگ کے دھبے ہوتے ہیں۔

چمچہ بازا یا دابل (Spoon Bill) کی چونچ بالکل الگ قسم کی یا امتیازی ہوتی ہے۔ یہ کالی اور پیلی، چوڑی اور چپٹی اور خاتمے پر چوڑائی دار چپٹی ہوتی ہے۔ یہ پرندے گھریلو بط سے بڑا ہوتا ہے اور کھڑے رہنے کی صورت میں اس کی اونچائی ۴۵ سینٹی میٹر ہوتی ہے پیر اور گردن لمبی اور رنگ برف جیسا سفید ہوتا ہے۔ پشت گردن پر لمبی اور بھری بھری، ہلکے پیلے رنگ کی چوٹی ہوتی ہے۔ انڈے دینے کے زمانے میں گردن کے اگلے حصے پر ایک پیلا دھبہ بھی نظر آنے لگتا ہے۔ یہ پرندہ اکیلا یا ۱۰ سے ۲۰ کے جھنڈ میں اپنی ذات میں مگن رہتا ہے اور کبھی کبھی جانگھل یا دلدلی جگھوں کو پسند کرنے والے دوسرے پرندوں کے ساتھ بھی دیکھا جاتا ہے۔ حالاں کہ اس ذات کے پرندے ہندوستان میں ہوتے ہیں مگر ان کی تعداد جاڑوں میں بہت بڑھ جاتی ہے جب اس ذات کے پرندے دوسرے ملکوں سے بھی یہاں آتے ہیں۔ چمچہ بازا دلدلوں، جھیلوں، کیچڑ والی جگھوں، ندیوں یا بڑے دریاوں کے کیچڑ دار دہانوں کے آس پاس رہنا پسند کرتا ہے۔ اپنی خوراک یہ چھچھلے پانی کے کناروں پر تلاش کرتے ہیں اور صبح اور شام کو بڑے سرگرم ہو جاتے ہیں۔ دن کے اوقات میں رتیلے کناروں پر آرام کرتے ہیں۔ اپنی خوراک کی جگہ پر آنے یا یہاں سے اڑتے وقت یہ آڑے ہو کر یا V کی شکل میں اڑتے ہیں۔ پنکھوں کو قدرے دھیرے مگر مضبوطی سے پھڑ پھڑاتے ہیں۔ اس صورت میں گردن اور پیر کو بالکل لمبا کر لیتے ہیں اور اکثر بہت اونچائی پر اڑتے ہیں۔ ان کی خوراک مینڈک اور اس کے بچے، گھونگھے، پانی کے کیڑے مکوڑے ہیں مگر سبزی کا بھی خاصا حصہ ہوتا ہے۔ ان کا جھنڈ جھیل کے کنارے چھچھلے پانی میں ادھر ادھر گھومتا رہتا ہے۔ گردن آگے کو نکالے ہوئے قدرے کھلی چونچ، گھات لگائے اور پانی کی تہہ کو نچلے جبڑے کی نوک سے ٹٹولتے ہوئے گدلے پانی میں ایک سے دوسری طرف چکر لگاتا ہے۔ پیوستہ، سرگرم ایک دوسرے کو دھکا دیتے ہوئے یا جھنڈ آگے بڑھتا ہے اور تقریباً دوڑتے ہوئے اور جہاں زیادہ خوراک ملتی ہے وہاں بڑی باقاعدگی سے خوراک تلاش کرتا ہے۔ یہ پرندے کبھی کبھار جو آواز نکالتا ہے وہ ایک ہلکی سی غراہٹ کے مشابہ ہوتی ہے۔ چمچہ بازا کالونی میں گھونسلا بناتا ہے جہاں انکی اپنی ذات کے پرندے ہوتے ہیں یا سفید یا کالے بازے، ناری کبود، پن کوے، بگلے یا جانگھل کے

گھونسلے ہوتے ہیں۔ ان کا گھونسلا ٹہنیوں کا بڑا سا پلیٹ فارم ہوتا ہے جو ان درختوں پر ہوتا جو آبادی سے باہر جھیل کے اندر یا اس کے کنارے ہوتے ہیں۔ ایک جھول میں عام طور سے ۴ انڈے ہوتے ہیں جو پیلے سفید ہوتے ہیں۔ شاذ و نادر اس پر دھبے ہوتے ہیں جو گہرے سرخی مائل بادامی ہوتے ہیں۔

ایک اور خاندان (Phoenicopter Dae) کی دو قسمیں بڑے اور چھوٹے فلیمنگو ہندوستان میں پائی جاتی ہیں۔ جن کا ہندوستانی نام بگ ہنس یا چرچیکو (پلیٹ انمبر ا) ہے۔ بڑا فلیمنگو ہلکا گلابی سفیدی مائل ہوتا ہے جو جسامت میں گھریلو ہنس کے برابر ہوتا ہے۔ لمبے خالی گلابی پیر اور لمبی لہردار گردن کے ساتھ اس کی اونچائی ڈیڑھ میٹر کے قریب ہوتی ہے۔ انوکھی بھاری گلابی چونچ تقریباً نصف نیچے جھکی ہوئی بڑی عجیب و غریب نظر آتی ہے۔ پیر کے پنجے بط کی طرح جھلی دار ہوتے ہیں۔ اڑتا ہوا انکا جھنڈار غوانی پر پھیلائے ہوئے جس کے کنارے سیاہ ہوتے ہیں۔ بڑا دل کش نظارہ پیش کرتا ہے فلیمنگو جھنڈ کی صورت میں جھیلوں، کھاری لیگون اور جوار بھاٹا والے کیچڑ سے بھری جگھوں پر رہتے ہیں۔ یہ پورے ملک میں ہی پائے جاتے ہیں اور پاکستان اور سری لنکا بھی ان کا مسکن ہے۔ کبھی کبھار ترک وطن کرتے ہیں اور اکثر مقامی نقل مکانی بھی کرتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے جھنڈ میں بھی ہوتے ہیں اور بڑے جھنڈ میں بھی جو کئی ہزار پرندوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان کی خوراک تلاش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ اتھلے پانی میں اپنی گردن کو نیچے جھکائے ہوئے سر کو پانی میں ڈبائے ہوئے خوراک ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ انوکھی چونچ اس طرح مڑی ہوتی ہے کہ اس کا اوپری حصہ زمین کو کھرچتا رہتا ہے اور کیچڑ کی نچلی تہہ کو پوری طرح کھنگال ڈالتا ہے۔ اس پوزیشن میں جبڑے کا نچلا حصہ ایک کھوکھلا کفچہ بن جاتا ہے جس میں کیچڑ جمع ہو جاتا ہے۔ گوشت دار زبان اس میں غوطہ لگاتی رہتی ہے جس کی مدد سے کنگھی نما پرتوں سے پانی چھن جاتا ہے اور خوراک کے چھوٹے چھوٹے اجزا بچے رہتے ہیں۔ حسب ضرورت پر یہ پرندہ پانی میں تیر سکتا ہے۔ گہرے پانی میں خوراک تلاش کرتے وقت یہ بط کی طرح الٹ جاتے ہیں اور صرف دم پانی کے اوپر دکھائی دیتی ہے۔ اس طرح وہ بالکل نیچے کی تہہ تک خوراک ڈھونڈ لیتے ہیں ان کی خوراک

جھول دار کیڑے مکوڑے، ان کی پہلی روپ، دلدل میں گرنے والے پودوں کے بیج اور نامیاتی گیلی مٹی ہے فلیمنگو اڑتے وقت پنکھ تیز تیز پھڑ پھڑاتے ہیں اور ہنس کی طرح V کی شکل میں یا لمبی لہردار پٹی بنائے ہوئے اڑتے ہیں۔ پتلی گردن آگے کو مڑی ہوتی ہے اور لمبے لال پیر لٹکے رہتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی یہ پرندے بالکل خاموش رہتے ہیں لیکن کبھی کبھی جنگلی ہنس کی سی آواز نکالتے ہیں۔ ان کا جھنڈ کھاتے وقت ہلکی بڑبڑاہٹ کی آواز برابر نکالتا رہتا ہے۔ ہمارے ملک میں ان کی افزائش نسل کی واحد جگہ عظیم کچھ کارن ہے، جہاں ان کے بڑے بڑے جھنڈ اکتوبر سے مارچ کے دوران جمع ہوتے ہیں جب کہ پانی کے حالات ان کے موافق ہوتے ہیں۔ اندازہ لگایا ہے کہ ان کی تعداد ۵ لاکھ سے ۱۰ لاکھ کے درمیان ہوتی ہے اس لئے کچھ کا یہ علاقہ "فلیمنگو شی" بن گیا ہے اور غالباً دنیا میں اس کا سب سے بڑا مسکن ہے۔ ان کا گھونسلہ مخروطی ٹیلہ ہے جیسا ہوتا ہے جس پر نیم گیلی مٹی کا پلاسٹر سا ہوتا ہے جو دھوپ میں سوکھ کر سخت اور پختہ ہو جاتا ہے اس کی اوسطاً اونچائی ۳۰ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ اس کے اوپری حصے پر پان کیک کی شکل کا چپٹا حصہ نیچے کو دبا ہوا ہوتا ہے جسے مٹی سے بند کیا جاتا ہے جس میں دو یا صرف ایک انڈا دیا جاتا ہے۔ انڈے سیتے ہوئے فلیمنگو اپنے پیروں کو سمیٹ کر بیٹھتا ہے۔ ٹیلے پر ٹانگوں کو چیر کر نہیں بیٹھتا جیسا کہ پرانی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔

بطوں کی قسم کے پرندے نہ صرف شکار بلکہ غذا کے لئے بھی حد درجہ مقبول ہیں۔ ان میں بط، بطخ، مرغابی، ہنس، راج ہنس، وغیرہ شامل ہیں۔ چھوٹی بطوں کو ٹیل (Teal) بھی کہتے ہیں۔ جیسے کہ چھوٹے کبوتر فاختہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ ٹیل اور بط میں محض نام کا فرق ہے۔

ہنس قطب شمالی اور ایشیا کے بعض حصوں کے ایسے پرندے ہیں جو سردی کے موسم میں اپنے گھروں سے نکل کر جدھر سینگ سمائے چل پڑتے ہیں۔ چوں کہ ان کی نقل و حرکت میں کوئی باقاعدگی نہیں لہٰذا ان کا ذکر یہاں ضروری نہیں۔ البتہ بطخوں کی قسم میں جو عام طور سے اور باقاعدگی سے ہندوستان آتی ہیں (Bar Headed Goose) ہے جس کا ہندی نام ہنس یا ساون یا بروا ہے۔ یہ جسامت میں پالتو بطخ ہی کے برابر ہوتی ہے۔ اس کا رنگ

خاکی سفید اور کچھ بھورا ہوتا ہے۔ سر اور گردن کے پہلو سفید ہوتے ہیں چونچ زرد اور گدی پر
دو نمایاں کالی پٹیاں ہوتی ہیں جو اس کی خاص پہچان ہیں۔ اس کے جھنڈ دریاؤں یا جھیلوں میں یا
گیہوں یا چنے کی نئی فصل کے آس پاس دیکھے جا سکتے ہیں جھنڈ زیادہ بڑے نہیں، محض ۱۵۔۲۰
پرندوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی کئی کئی جھنڈ گیہوں یا چنے کے نئے دانوں کو چگنے میں
مشغول رہتے ہیں یا دوپہر کی گرمی میں دریا کے ریتیلے کگاروں کے نیچے آرام کرتے دکھائی
دیتے ہیں۔ چونکہ شکاری مستقل طور پر اس کی تاک میں رہتے ہیں لہٰذا یہ بطخ دھندلکے یا رات
کے اندھیرے میں غذا کی تلاش میں نکلتی ہے۔ شام کے جھٹ پٹے میں اس کے بڑے بڑے
جھنڈ غذا کی تلاش میں آسمان پر تکونی یا زاویائی پٹی کی شکل میں اڑتے دکھائی دیتے ہیں ان کی
منزل اپنی جانی پہچانی چراگاہ ہوتی ہے۔ چراگاہوں کہ جب بطخیں دانہ چگتی ہیں تو قطار در قطار
ایک طرف سے دوسری طرف اسی طرح پیدل بڑھتی جاتی ہیں جیسے کہ مویشی۔ اسی طرح یہ
پانی میں چونچ کو ڈباتی ہیں سر اٹھاتی ہیں اور آگے بڑھ جاتی ہیں ان کی غذا جاڑوں کی فصل کی
ہری کونپلوں، دانوں اور دلدلی پودوں کی گانٹھوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

ان کی پکار "آنگ آنگ" قسم کی ایک سریلی جھنکار ہوتی ہے۔ اس کی آواز کو سن کر
جھاڑیوں میں چھپے چڑی مار کے خوشی کے مارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ پرندہ
نہایت محتاط ہوتا ہے اور اس کے پکڑنے کے لئے انتہائی مہارت اور مشاقی درکار ہوتی ہے۔
البتہ جہاں کہیں اس پرندے کو یہ تجربہ ہو جاتا ہے کہ کوئی اسے نقصان نہیں پہنچائے گا مثلاً
بدھ مت کے ماننے والوں کے دیس تبت میں، وہاں یہ حیرت انگیز حد تک انسانوں پر بھروسہ
کرتا ہے اور ایک پالتو پرندے کی طرح یاک پالنے والوں کے خیموں کے آس پاس بے تعلقی
سے ادھر ادھر ٹہلتا رہتا ہے۔

ہندوستان میں اس پرندے کی قریب ترین پرورش گاہ لداخ ہے جہاں یہ بہت
اونچائی پر واقع جھیلوں کے کنارے اگی ہوئی ہری گھاس سے ڈھکے کسی گڑھے میں اپنا گھونسلا
بناتا ہے اور اس پر پروں اور نرم روئیں کا گدا سا بچھا کر اس پر ۳ یا ۴ انڈے دیتا ہے جو ہاتھی
دانت کی طرح پیلاہٹ لئے ہوئے سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔

دوسری عام مہاجر بط (Greylag) یعنی کاج ہے جسے ہماری پالتو بطوں کا جد اعلیٰ کہا
جا سکتا ہے۔ جسامت اور رنگ ڈھنگ میں یہ عام بھوری پالتو بطخ سے ملتی جلتی ہے اس کا پچھلا
حصہ یا پٹھا خاکی ہوتا ہے اور چونچ گلابی۔ یہ ہنس سے یوں مختلف ہے کہ ہنس کو دریا زیادہ پسند
ہے تو اسے جھیل۔

ہندوستان میں کل ملا کر کوئی ۲۰ قسم کی بطخیں پائی جاتی ہیں لیکن ان میں سے محض ۵
یا ۶ قسمیں دیسی ہیں اور یہیں افزائش کرتی ہیں۔ باقی قسمیں بیشتر سائبیریا سے ہجرت کر کے
آتی ہیں۔

دیسی قسموں میں (Spot Bill یا Grey Duck) جس کا ہندی نام گرم پائی یا گگرال
یالڈم ہے (پلیٹ ۳ نمبر ۱۶) سب سے زیادہ علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ بھی جسامت میں
پالتو بطخ کے برابر ہوتی ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے پر ہلکے اور گہرے بھورے رنگ کے
سفنوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے شہپر ترنگے یعنی سفید، سیاہ اور ہرے ہوتے ہیں
اور اس کی خاص پہچان ہیں۔ مزید پہچان کے لئے اس کی شوخ نارنجی ٹانگوں، پیلے کنارے والی
کالی چونچ اور چونچ کی جڑ میں نارنجی دھبے کا بھی ذکر کیا جا سکتا ہے۔

یہ پرندہ سرکنڈوں سے بھری چھچھلی جھیلوں میں اکا دکا یا چھوٹے جھنڈوں میں پایا
جاتا ہے لیکن کہیں بھی اتنی تعداد میں نہیں ملتے جتنے کے دوسرے مہاجر جاڑوں میں دکھائی
دیتے ہیں۔

یہ بطخ سطح آب پر یا خس و خاشاک میں چگنے والی چڑیوں کی نسل سے تعلق رکھتی ہے
اور اپنی بیشتر غذا دلدلی علاقوں اور کیچڑ بھرے دھان کے کھیتوں سے حاصل کرتی ہے۔ جب
کہ یہ چھچھلے پانی میں اپنی چونچ ڈبوتی ہے تو اسکا سر جھک جاتا ہے اور دم مضحک انداز میں اوپر اٹھ
جاتی ہے تب یہ توازن قائم رکھنے کے لئے پر پھڑپھڑاتے لگتی ہے۔

یہ بطخ زیادہ تر سبزی خور ہوتی ہے یعنی پانی میں اگنے والے پودوں کو کونپلوں، دلدلی
گھاس کے بیجوں اور دھان کے دانوں پر گذارہ کرتی ہے لیکن اسے گھونگھے، کیچوے اور پانی کے
کیڑے مکوڑوں سے بھی کوئی پرہیز نہیں۔ اس میں اڑنے کی اچھی طاقت ہوتی ہے لہٰذا شکاری

کو نہ صرف اس کے کھانے میں بلکہ اس کا شکار کرنے میں بھی مزا آتا ہے۔

عام طور پر یہ پرندہ خاموش رہتا ہے۔ نر پرندے کی آواز میں خرخراہٹ ہوتی ہے جب کہ مادہ زور دار آواز میں "قائیں قائیں" کرتی ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب اسے اچانک کسی خطرے کا احساس ہوتا ہے۔ اگر آس پاس پانی ملتا رہے تو یہ پرندہ کم و بیش سال بھر انڈے دیتا رہتا ہے۔ گھونسلہ گھاس پھوس کی ایک گدی ہوتی ہے جس پر نرم پروں اور روئیں کا استر بھی لگایا جاتا ہے۔ یہ گھونسلہ جھیل یا دلدل کے کنارے کسی جھاڑی میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ اس میں ۷ سے ۹ بلکہ کبھی کبھی ۱۲ انڈے تک پائے جاتے ہیں جن کا رنگ خاکی مائل پیلا یا سبزی مائل سفید ہوتا ہے۔ ان پر کوئی نشان نہیں ہوتا۔

(Lesser Whistling Teal) سلہی یا سیلکاہی کے نام سے جانی جاتی ہے (پلیٹ ۳ نمبر ۱۵)۔ گرم پائی۔ سائز کی چھوٹی اور ساری کی ساری سرخی مائل بھورے رنگ کی ہوتی ہے۔، لہٰذا اس کی پہچان آسان ہے۔ اڑتے وقت یہ تیز سیٹی کی سی آواز نکالتی ہے۔ سلہی ۱۰ سے ۱۵ تک کے جھنڈ میں سر کنڈوں ، تیرتی گھاس کے پھوس سے ڈھکی جھیلوں اور تالابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ کبھی کبھی دھان کے کھیتوں میں بھی۔ لیکن وہ ایسے پانی کو زیادہ پسند کرتی ہے جس کے آس پاس درخت بھی ہوں تاکہ وہ ان کی شاخوں پر بیٹھ سکے۔ اگر کبھی سوکھا پڑ جاتا ہے تو یہ پرندہ ادھر ادھر ہجرت کرتا دکھائی دیتا ہے۔ زور سے پر پھڑ پھڑانے کے باوجود اس کی اڑان کمزور ہوتی ہے۔ اڑتے وقت یہ جکانا کی مانند مستقلاً ایک خرخراہٹ بھری سیٹی کی سی آواز نکالتا ہے جو سی سک سی سک سی سنائی دیتی ہے اور دھوبن یا کھنجن کی آواز سے مشابہ ہوتی ہے۔ یہ پرندہ اچھا پیدل چلنے والا اور اچھا غوطہ خور بھی ہوتا ہے۔ اس کی غذا گھونگھے، کیچوے، مینڈک اور مچھلی کے علاوہ ہری ہری کونپلیں اور دھان کے دانے ہوتی ہے۔ سیلہی یا تو پانی کے کنارے کانٹے بھری جھاڑیوں میں یا کبھی کبھی درختوں کے کھوکھلے تنے یا دو شاخے میں گھونسلا تنکوں کی مدد سے بنایا جاتا ہے۔ یہ درخت پانی سے دور بھی ہو سکتا ہے۔ کبھی کبھی یہ چیلوں اور کووں کے پرانے گھونسلے بھی استعمال کر لیتی ہے۔ انڈے ۷ سے ۱۲ تک ہوتے ہیں، عام طور سے ۱۰، جو تازہ ہونے پر دودھیا سفید رنگ کے ہوتے ہیں لیکن سینے کے

دوران بھورے اور دھبے دار ہو جاتے ہیں۔ (Large Whistling Teal) یعنی بڑی ٹیل ہندوستان میں کم دکھائی دیتی ہے۔ یہ چھوٹی ٹیل سے نہ صرف جسامت میں بڑی ہوتی ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی مختلف ہوتی ہے کہ اس کی دم کے اوپری بال سرخی مائل بھورے کی جگہ سفیدی مائل ہوتے ہیں۔

دیسی جنگلی بطوں میں سب سے چھوٹا پرندہ (Cotton Teal) ہے جس کے دیسی نام گریا، گرگرا اور سونیا ہیں۔ (پلیٹ ۳، نمبر ۱۴) یہ ایک پالتو چوزے کے برابر ہوتی ہے۔ اور اس کے پر زیادہ تر سفید ہوتے ہیں۔ نر پرندہ اوپری حصہ میں چکنے کالے رنگ کا ہوتا ہے جب کہ اس کا سر، گردن اور نیچے کا حصہ سفید ہوتا ہے۔ سفید گردن پر ایک کالی پٹی ہوتی ہے اور کالے بازو پر ایک سفید پٹی جو اڑنے میں خاص طور سے نظر آتی ہے۔ مادہ پیلے بھورے رنگ کی ہوتی ہے اور اس کی گردن یا پروں پر کوئی پٹی نہیں ہوتی۔ لیکن نر اور مادہ کے رنگوں میں فرق صرف موسم تولید میں نظر آتا ہے۔ عام طور سے نر اپنی بازو کی پٹی سے پہچانا جاتا ہے۔ گرم پائی کی طرح یہ پرندہ بھی ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ عام طور سے ۵ سے ۱۵ پرندوں کا جھنڈ ہوتا ہے، گو کہ کبھی کبھی ۵۰ پرندوں کا جھنڈ بھی دیکھا گیا ہے۔ یہ بطخ ہر ایسی جگہ دیکھی جا سکتی ہے جہاں پانی ٹھہرا ہوا ہو خواہ وہ نر کل یا بہتی گھاس سے ڈھکا پانی ہو یا گاؤں کا تالاب یا سڑک کے کنارے کوئی پانی بھرا گڈھا یا پانی بھرا دھان کا کھیت۔

اگر اسے چھڑا نہ جائے تو گریا خاصی پالتو اور بھروسہ مند ہو جاتی ہے اور جب دیہاتی لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ بطخ بھی ان سے چند فٹ کے فاصلہ پر تالاب میں تیرتی اور غذا کی تلاش میں اپنی چونچ ڈبوتی رہتی ہے۔ اس کی غذا میں نئی کونپلیں، دانے، کیڑے مکوڑے اور گھونگھے وغیرہ شامل ہیں۔ اڑان میں یہ تیز اور پھرتیلی ہوتی ہے اور جب اپنے پر جھڑنے کے دوران اڑ نہیں سکتی تب بھی غوطہ مار کر یا جھکائی دے کر پکڑے جانے سے بچ نکلتی ہے۔ بہت کم بولتی ہے۔ بس اڑتے وقت کٹ کٹ، یا کٹو کٹو، کی آواز نکالتی ہے۔ اپنا گھونسلا پانی کے پاس کھڑے کسی درخت کے کھوکھلے تنے میں ۲ میٹر سے ۱۰ میٹر کی اونچائی پر بناتی ہے۔ ۶ سے ۱۲ تک انڈے دیتی ہے جو ہاتھی دانت کے رنگ کے ہوتے ہیں۔ نرم

بالوں سے ڈھکے اس کے چوزے دراصل زمین یاپانی تک خود پر پھڑ پھڑا کر اتر جاتے ہیں اگرچہ لوگوں میں یہ خیال عام ہے کہ ان کے بچوں کو والدین زمین یاپانی تک پہنچاتے ہیں۔

شکاری چڑیوں کے قبیلے میں عقاب، شاہین، شکرا، باز، گدھ اور بحری شامل ہیں۔ ان کی چونچ چھوٹی مڑی ہوئی اور مضبوط ہوتی ہے اور پنجے بھی مضبوط اور مڑے ہوئے ہوتے ہیں تاکہ وہ گوشت کو آسانی سے چیر پھاڑ کر سکے۔ ان میں سے کچھ کے بازو چوڑے اور سروں کے سرے گول ہوتے ہیں اور کچھ کے بازو پتلے، سرے نوکیلے اور جسم پھرکی کی طرح کے ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ شکار کا پیچھا کرتے وقت تیز اڑان کر سکیں۔ ان میں سے بعض پرندے مثلاً چیل اور گدھ گندگی اور مردہ گوشت کو غذا بناتے ہیں جب کہ دوسرے مثلاً عقاب اور شکرا عام طور سے زندہ شکار کرتے ہیں۔ وہ تاک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر ایک جھپٹا مار کر اپنے شکار کو دبوچ لیتے ہیں یا ایک مختصر تعاقب کے بعد اسے شکار کر لیتے ہیں۔ شاہین اور باز بجلی کی طرح اپنے شکار پر گرتے ہیں اسی لئے تاک کر شکار کرنے والے پرند گھنے جنگلوں میں بستے ہیں تاکہ چھپ کر شکار پر حملہ کر سکیں۔ جب کہ ہوائی حملہ کرنے والے پرندے کھلے اور وسیع میدانوں کو پسند کرتے ہیں تاکہ شکار کا پیچھا کرنے میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو سکے۔

عقاب ہو یا باز یا شکرا انھیں بلاوجہ بدنام کیا جاتا ہے کیونکہ وہ ایسی زمینی اور شجری چڑیوں کا شکار کرتے ہیں جنھیں انسان خود شکار کرنا چاہتا ہے اور وہ سب سرکاری کتابوں میں ضرر رساں مخلوقات کی فہرست میں شامل ہیں۔ گوکہ عقاب وغیرہ کو کوئی قانونی تحفظ نہیں دیا جاتا تھا لیکن اگر ہم ان پرندوں کی خوراک اور غذائی عادتوں کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے بیشتر چوہوں اور دیگر نقصان رساں جانوروں کا شکار کرتے ہیں اور اس طرح ان کے اضافے کو قدرتی طور پر روکتے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ پرندے مفید ہوتے ہیں نہ کہ نقصان دہ اور بجا طور پر قانونی تحفظ کے مستحق جو انھیں حاصل بھی ہو چکا ہے۔ (Pariah Kite) یعنی چیل اور (Brahminy Kite) یعنی برہمنی چیل دونوں باز کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ انسانی بستیوں کے آس پاس رہتی ہیں کیونکہ ان کی غذا انسانی کوششوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ چیل ایک بڑا باز ہوتی ہے جس کی خاص پہچان اس کی پھٹی ہوئی دم ہے جو

اڑان میں خاص طور سے نمایاں رہتی ہے چیل بیشتر بوچڑ خانوں، مچھلی بازاروں میونسپلٹی کے کوڑے کے ڈھیروں اور بندرگاہوں کے آس پاس اپنی غذا تلاش کرتی ہے۔ شہر کے بھرے پرے بازاروں میں یا تنگ گلیوں میں چیل کسی مردہ چوہے یا گندی چیز کو اٹھانے کے لئے جس آسانی اور خوب صورتی سے جھپٹا لگاتی ہے اور اس سلسلے میں پیدل چلنے والوں اور موٹر گاڑیوں سے جس صفائی سے بچ نکلتی ہے اس سے ہوا باز کے ماہر بھی سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن جب چیل کو اپنے بچوں کو غذا دینی ہوتی ہے اس وقت یہ مرغیوں اور چوزوں کے لئے بھی خطرہ بن جاتی ہے اور مرغی پالنے والوں کو خاصا پریشان اور تنگ کرتی ہے۔ سبھی لوگ چیل کی آواز، ای ور، ور، سے جو ایک سیریلی سیٹی کی طرح نکالتی ہے بخوبی واقف ہیں۔

اس کی دوسری قسم برہمنی چیل یا دھوبیا چیل یا کھیم کرنی کہلاتی ہے۔ یہ جسامت میں معمولی چیل جیسی لیکن اس سے کہیں زیادہ خوب صورت ہوتی ہے۔ اس کا اوپری حصہ چمکیلا زنگ آلود سرخ رنگ کا اور سر، گردن، سینہ اور پیٹ سفید ہوتا ہے۔ کمسن برہمنی چیل چاکلیٹ رنگ کی ہوتی ہے اور عام چیل اور گدھ دونوں سے ملتی جلتی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ اس کی دم پھٹی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ گول ہوتی ہے

برہمنی چیل عام طور سے دریاؤں اور تالابوں کے کنارے لیکن بیشتر سمندری ساحلوں پر پائی جاتی ہیں۔ جہاں وہ مچھیروں کے گاؤں اور بندرگاہوں کے چکر لگاتی رہتی ہیں۔ مانسون کے دوران جب کہ ساحلی علاقوں میں پانی بھر جاتا ہے تو برہمنی چیل اندرونی علاقوں کی طرف بھی آجاتی ہے اور زیادہ تر پانی بھرے دھان کے کھیتوں میں دیکھی جا سکتی ہے اور معمولی چیل اور کوؤں کے ساتھ مل کر انسانی بستیوں میں اپنی غذا تلاش کرتی رہتی ہے۔ لیکن اس کا بس چلے تو یہ زمین کی جگہ محض پانی پر بہتی غذا کو جھپٹ لے۔ اس کی غذائی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے بندرگاہیں بلکہ مچھیروں کے علاقے سب سے زیادہ موزوں اور مناسب ہوتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں اس کی غذا چھپکلی، مچھلی، مینڈک، خشکی کے کیکڑے، چھوٹے سانپ اور کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں۔ معمولی چیل کی طرح یہ پروں والی دیمک کی بھی شوقین ہوتی ہے اور جب یہ بارش کے بعد نکل کر یہ دیمک اڑنے کی کوشش

کرتی ہے تو یہ چیلیں انھیں بے ڈھنگے طریقے سے جھپٹ لیتی ہیں۔

برہمنی چیل کی آواز سخت، خرخراتی ہوئی چیخ سی ہوتی ہے، جیسے کہ معمولی چیل زکام کی حالت میں چیخ رہی ہو۔ دونوں طرح کی چیلیں درختوں پر تنکوں کی مدد سے پلیٹ فارم نما گھونسلا بناتی ہیں۔ البتہ برہمنی چیل ایسی جگہیں پسند کرتی ہے جو پانی کے قریب ہوں۔ ان کے انڈے گلابی سفید یا خاکی سفید ہوتے ہیں اور ان پر سرخی مائل بھورے رنگ کی چھیاں پڑی ہوتی ہیں۔

(Shikra) شکرا (پلیٹ ۴، نمبر ۲۰) قد میں ذرا چھوٹا یعنی کبوتر کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ یہ اوپر سے خاکستری نیلا ہوتا ہے اور نیچے کے حصے میں سفید، جس پر بھورا چارخانہ سا بنا ہوتا ہے۔ دم پر چوڑی کالی پٹیاں ہوتی ہیں۔ مادہ نر سے بڑی اور اوپری حصے میں زیادہ بھوری ہوتی ہے۔ کمسن چڑیاں اوپری حصے میں بھوری بادامی ہوتی ہیں اور ان کے نچلے حصے میں چار خانہ کی جگہ بھورے رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ عام طور سے شکرے کے جوڑے دیہاتوں اور کھیتوں کے قریب جنگلوں اور درختوں کے کنج میں پائے جاتے ہیں۔ شکرے کی غذا ٹڈیاں، چھپکلی، مینڈک، چوہے وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس کے شکار کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کسی پتوں بھرے درخت پر چھپ کر تاک لگا کر سیدھا بیٹھا رہتا ہے پھر قبل اس کے کہ اس کے شکار کو کسی خطرے کا احساس ہو وہ اس پر جھپٹ پڑتا ہے اور پنجوں میں دبوچ کر اسے فوراً ہی نوچ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔ پھر ان ٹکڑوں کو نگل لیتا ہے۔ شکرا پالتو مرغیوں کا خاص دشمن ہوتا ہے خاص طور پر اس وقت جب اسے گھونسلے میں اپنے چھوٹے بچوں کو غذا پہنچانی ہوتی ہے، لہٰذا مرغی پالنے والے اس سے اکثر پریشان رہتے ہیں۔ اس کی آواز سخت اور للکارنے والی ہوتی ہے، بھجنگ کوے جیسی بلکہ اس سے بھی تیز۔ موسم تولید میں شکرے کا جوڑا بہت شور مچاتا ہے "تی توئی تی توئی" قسم کی آواز نکالتا ہے اور ایک عجیب ہوائی کرتب دکھاتا ہے جس میں نر اور مادہ دونوں باری باری ہوا میں ایک دوسرے کا پیچھا کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر غوطہ مارتے ہیں۔ گھونسلا کسی ہرے بھرے درخت کی چوٹی پر کوے کی طرح کا تنکوں سے بنایا جاتا ہے۔ لیکن شکرے کو گاؤں کے قریب کسی کنج میں گھونسلا بنانا زیادہ

پسند ہے۔ ۳ یا ۴ انڈے دیتا ہے جو پیلاہٹ مائل سفید یا ہلکی نیلاہٹ مائل سفید ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی ان پر خاکی رنگ کے ہلکے دھبے بھی ہوتے ہیں۔

(White Backed Vulture) یا گدھ جسے (Bengal Vulture) بھی کہتے ہیں (پلیٹ ۶، نمبر ۳۲) ایک بھاری گندہ سیاہی مائل بھورا اور گھناؤنا پرندہ ہوتا ہے جس کی گردن تپلی اور سر پر بال نہیں ہوتے ہیں۔ جب یہ بیٹھا ہوتا ہے تو ہوا میں اڑتے وقت پلٹتا ہے تو اس کی سفید پیٹھ صاف دکھائی دیتی ہے اور جب یہ کسی کے سر کے اوپر جارہا ہو تو اس کے گہرے بھورے رنگ کے بازوؤں کے نچلے حصے پر ایک چوڑی سفید پٹی دکھائی دیتی ہے جس سے یہ آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔ کمسن بچے بھورے ہوتے ہیں اور ان کی پیٹھ پر سفید رنگ نہیں ہوتا، لہٰذا ان میں اور دوسری قسم کے گدھ کے بچوں میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہندوستان میں پائی جانے والی گدھ کی دونوں قسمیں سری لنکا میں نہیں پائی جاتیں۔

بہر حال ہندوستان کے تقریباً ہر علاقے میں سفید پیٹھ والا گدھ پایا جاتا ہے گو کہ یہ مرطوب، سدابہار جنگلوں سے پرہیز کرتا ہے۔ گدھ گھنٹوں بڑی شان سے آسمان میں بغیر اپنا پر ہلائے تیرتا یا پھسلتا رہتا ہے اور اس کی حد نظر میں جتنا بھی علاقہ سماتا ہے اس میں اپنی غذا تلاش کرتا ہے۔ مردار اور گندگی کی صفائی کے سلسلے میں گدھ انسان کے لئے بہت مفید ہے۔ اس کی نگاہ بڑی تیز ہوتی ہے لیکن سونگھنے کی قوت بہت کمزور، بلکہ نہیں کے برابر۔ کسی جانور کی لاش پر بالکل خالی دکھائی دینے والے آسمان میں اتنی تیزی سے گدھ اکٹھا ہو جاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور ان کا جھنڈ جس تیزی اور صفائی سے بیل یا کسی دوسرے بڑے جانور کی لاش کو صفاچٹ کر جاتا ہے، اس پر اور بھی تعجب ہوتا ہے۔ مردار کو ٹھکانے لگانے کی رسم کے دوران، دعوت کھانے والے گدھ ایک دوسرے کو دھکا دینے، جھگڑنے، چیخنے چلانے اور بہتر جگہ حاصل کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ کبھی کبھی جب دو گدھ گوشت کے ایک ہی ٹکڑے کے سروں کو پکڑ کر، پھڑ پھڑاتے اور تقریباً ناچتے ہوئے اپنی اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں تو صورت حال خاصی مضحک ہو جاتی ہے۔

گدھ گاؤں کے پاس یا سڑک کے کنارے کسی بڑے درخت پر لکڑی کی ٹہنیوں اور پتوں سے ایک پلیٹ فارم نما گھونسلا بناتا ہے اور اس میں صرف ایک انڈا دیتا ہے جو عموماً سفید ہوتا ہے اور کبھی کبھی اس پر سرخی مائل بھورے رنگ کی چتیاں بھی ہوتی ہیں۔ ملک کے خشک تر علاقوں میں ایک چھوٹا گدھ پایا جاتا ہے جسے (White Vulture) یا (Scavenger Vulture) یعنی سفید گدھ یا گوبر گدھ کہتے ہیں۔ (پلیٹ ۴، نمبر ۲۳) یہ چیل کی طرح کا گدلے سفید رنگ کا پرندہ ہوتا ہے جس کے پیروں کے کانٹے سیہہ کے کانٹوں کی طرح اور کالے رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس کا سر گنجا اور چونچ ہلکے پیلے رنگ کی ہوتی ہے۔ کمسن گدھ بھورے رنگ کے ہوتے ہیں اور اڑتے وقت ان میں اور چیل میں فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ چیل کی دم دو شاخہ ہوتی ہے جب کہ گدھ کی دم کھونٹی جیسی ہوتی ہے۔ گبر گدھ آبادیوں کے آس پاس یعنی شہر، دیہات یا خانہ بدوشیوں کی بستی کے پاس، آسمان میں خوبصورتی سے چکر لگاتے اور نیچے غذا کو ڈھونڈتے نظر آتے ہیں۔ البتہ جب یہ زمین پر کسی شکار کا پیچھا کرتے ہیں تو اونچے اونچے قدم لیتے ہوئے، بطخ کی چال دکھاتے ہیں جو مضحکہ خیز لگتی ہے۔ گدھ بہت کار آمد بھنگی ہوتا ہے اور دیہاتوں کے مضافات میں جہاں نالیوں کا انتظام تو الگ رہا لوگ سویرے سویرے اپنے لوٹے لیکر گاؤں کے باہر نکل جاتے ہیں اور کھلے کھیتو میں یا جھاڑیوں کے پیچھے فارغ ہوتے ہیں تب یہ گدھ فضلے کو ہضم کرنے میں بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ دراصل ہر قسم کے کچرے اور سڑے گلے گوشت کے علاوہ انسانی فضلہ بھی اس گدھ کی مرغوب غذا ہے۔

اتفاق سے یہ وہی گدھ ہے جس کی وجہ سے مدراس کے قریب تھیرو کالی کندرم کا مندر مشہور ہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ہر روز ایک خاص وقت پر ان چڑیوں کا ایک لافانی جوڑا (خوش عقیدہ لوگوں کی رائے میں کاشی سے) اس مندر میں آتا ہے اور پجاری اسے کھانا کھلاتے ہیں۔

اس گدھ کا گھونسلا بہت ہی گندہ ہوتا ہے۔ اس میں تنکوں اور ٹہنیوں کے ساتھ ساتھ چیتھڑے، کھال، بال اور دیگر گندی چیزیں بھی ڈھیر کی جاتی ہیں۔ یہ گھونسلا کسی عمارت کے چھجے پر، کسی چٹان کے کنارے یا کسی درخت کے دو شاخے پر بنایا جاتا ہے۔ یہ گدھ

عموماً ۲ انڈے دیتا ہے جو حیرت انگیز طور پر حسین ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سفیدی مائل سے لے کر پیلاہٹ مائل، اینٹ جیسا سرخ ہوتا ہے اور ان پر لال بھوری یا سیاہ چتیاں اور دھبے ہوتے ہیں (Shaheen Falcon) یعنی شاہین، نوکیلے پنکھوں والے باز کا اچھا نمونہ ہوتا ہے (پلیٹ ۴، نمبر ۲۱) گو یہ جسامت میں جنگلی کوے کے برابر ہوتا ہے۔ بالغ شاہین اوپر سے سلیٹی رنگ کا اور نیچے سے گلابی یا زنگ خوردہ سرخ ہوتا ہے۔ سر سیاہ ہوتا ہے اور گال پر نمایاں دھاریاں ہوتی ہیں بعض کے گلابی پیٹ سے لے کر دم تک بھی سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں مادہ شاہین بھی ایسی ہی لیکن جسامت میں نر شاہین سے بڑی ہوتی ہے۔

اکیلا دکیلا شاہین پہاڑی علاقوں میں دکھائی دیتا ہے جہاں وہ چٹانوں کی کگاروں یا گھاٹیوں کے کنارں پر بیٹھا شکار کی تاک میں رہتا ہے اور وہیں سے چھلانگ لگا کر خوراک کی تلاش میں غوطہ مارتا ہے۔ شاہین کی بدیسی باز بھیری (Bhyri) کا مقامی نمائندہ بھی سمجھا جاسکتا ہے جو جاڑوں کے موسم میں شمالی علاقوں سے ہندوستان آتے ہیں۔

شاہین عام طور سے کبوتر، توتے اور ایسی ہی چھوٹی چڑیوں کا شکار کرتا ہے۔ اس کی اڑان انتہائی تیز ہوتی ہے۔ وہ دو ایک بار اپنے نوکیلے پروں کو پھڑ پھڑاتا ہے اور اس کے بعد بڑی تیزی سے گویا ہوا میں پھسلتا چلا جاتا ہے۔ اڑتے وقت شکار کو پنجوں سے دبوچ لیتا ہے اور اسے اپنی محبوب بیٹھنے کی جگہ پر لیجا کر اس کے پر نوچتا ہے پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نگل جاتا ہے۔

موسم تولید میں شاہین کا جوڑا زبردست ہوائی کرتب دکھاتا ہے۔ پہاڑی گھونسلے کے آس پاس نر اور مادہ ہوا میں اوپر نیچے دائیں بائیں یا دائروں میں چکر لگاتے ہیں۔ وہ ایسی چٹانوں پر گھونسلا بناتے ہیں جو انسانی پہنچ سے باہر ہوں۔ ۳ یا ۴ پیلے سرخی مائل انڈے دیتے ہیں۔ جن پر بھوری لال چتیاں اور دھبے ہوتے ہیں۔ گھونسلے کی جگہ ہر سال بدلی نہیں جاتی اور اگر کوئی مخل نہ ہو تو سالہا سال وہی جگہ گھونسلے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

باز کی ایک قسم اور (Red Headed Merlin) یعنی ترمتی کہلاتی ہے (پلیٹ ۴، نمبر ۲۲) یہ نوکیلے پنکھوں والا چھوٹا سا سڈول پرندہ ہوتا ہے اس کا رنگ اوپری حصے میں سفید

ہوتا ہے جس پر سیاہی مائل چار خانے بھی پڑے ہوتے ہیں۔ سر اور گردن سرخی مائل بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ آنکھوں کے سامنے اور نیچے مونچھوں جیسی اسی رنگ کی ایک دھاری ہوتی ہے جس سے اسے پہچاننے میں آسانی ہوتی ہے۔ دوسری پہچان یہ ہے کہ اڑتے وقت اس کی دم تک کھنچی ایک سفید پٹی اور اس کے اوپر ایک چوڑی سیاہ پٹی دکھائی دیتی ہے اس کے جوڑے کھیتوں کے قریب کھلے میدان میں اونچے ٹیلے یا کسی دوسری اونچی جگہ پر بیٹھنے یا قد آدم اونچائی پر تیزی سے اڑتے دکھائی دیتے ہیں جہاں سے وہ چھوٹی چڑیوں، چوہوں، گھونس، چھپکلی اور بڑے سائز کے کیڑے مکوڑوں کا شکار کرتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ پرندہ چمگادڑوں کو بھی، جب وہ دن بھر کے آرام کے بعد شام کے دھندلکے میں نکلتی ہیں۔ بڑی تیزی سے جھپٹ کر شکار کر لیتا ہے۔ نر اور مادہ عموماً ملکر شکار کرتے ہیں۔ ایک شکار کا پیچھا کر کے اسے گھیر کر لاتا ہے اور دوسرا جھپٹ کر اسے مار ڈالتا ہے۔ پھر نر اور مادہ دونوں مل بانٹ کر شکار کھاتے ہیں۔ چونکہ مادہ جسامت میں بڑی ہوتی ہے اس لئے بعض لوگ پال کر اسے سدھاتے ہیں اور اس سے لوٹن کبوتر، ہدہد، مینا اور تیتر کا شکار کرتے ہیں۔ اڑان میں پیچھا کرتے وقت یہ سیدھا تیر کی طرح اپنے شکار پر جاتا ہے اور اڑان کی سرعت برقرار رکھنے کے لئے تیزی سے پر پھڑ پھڑاتا ہے۔ اس کی آواز اونچے سر کی چیخ جیسی ہوتی ہے۔ موسم تولید میں یہ چھوٹا پرندہ انتہائی ڈھیٹ اور جھگڑالو ہو جاتا ہے اور اپنے سے کہیں بڑے پرندوں مثلاً کوے اور چیل کو جو غلطی سے بھی اس کے گھونسلے کے پاس آجائے تو حملہ کر کے اس کو بھگاتا ہے۔ یہ کھلے میدان میں کھڑے کسی درخت کی پتیوں کے سائے میں اپنا پلیٹ فارم نما گھونسلا بناتا ہے ۳ یا ۴ انڈے دیتا ہے جو پیلاہٹ لئے ہوئے یا سرخی مائل سفید رنگ کے ہوتے ہیں اور ان پر بے شمار سرخ بھوری چتیاں پڑی ہوتی ہیں۔

ہندوستان میں شکاریوں کی مرغوب چڑیاں مرغ، تیتر، اور بٹیر قسم کی ہیں۔ یہ زیادہ تر دانہ چگنے والی چڑیاں ہوتی ہیں۔ ان کی چونچ درمیانے سائز کی، پنکھ گول اور ٹانگیں زیادہ تر چھوٹی ہوتی ہیں۔ کچھ کی ٹانگیں ذرا بڑی بھی ہوتی ہیں اور ان میں مرغ کی ٹانگ کی طرح ایک کانٹا سا بھی نکلا ہوتا ہے۔ ان کے پنجے چوڑے مضبوط اور کند ہوتے ہیں تاکہ ان کی مدد سے

مٹی کھرچ کر غذا تلاش کی جا سکے۔

(Black Partridge) یعنی کالا تیتر (پلیٹ ۵، نمبر ۲۵) جسامت میں معمولی تیتر کے برابر ہی ہوتا ہے۔ یہ ایک بھرے بھرے جسم کا چھوٹی دم والا بالکل سیاہ رنگ کا پرندہ ہوتا ہے جس پر گندمی دھاریاں یا چتیاں بھی ہوتی ہیں۔ اس کے گال پر ایک سفید چمکیلا نشان ہوتا ہے اور گردن پر کالر کی طرح ایک بھوری سرخ پٹی ہوتی ہے۔ مادہ کی رنگت میں پیلاہٹ زیادہ ہوتی ہے جسم پر سفید و سیاہ دھبے ہوتے ہیں اور گردن کا حصہ سرخی مائل بھورا سا ہوتا ہے۔ یہ حسین تیتر کبھی اکیلا تو کبھی جوڑوں میں، آسام کے دریائی علاقوں یا لمبی گھاس والے قطعوں میں یا پانی کے قریب جھاڑیوں میں دکھائی دیتا ہے۔ گنے کے کھیت، جوار کی کھڑی فصل اور چائے کے باغات بھی اسے پسند ہیں یہ تیتر صبح سویرے اور شام کو کھیتوں میں بھوک مٹانے داخل ہوتا ہے اور کھیت کے کنارے دانے چگتے دکھائی دیتا ہے۔ جب یہ چگتا ہے تو اس کی چھوٹی سی دم جنگلی مرغی کی طرح کھڑی رہتی ہے۔ (یہ خاصیت معمولی تیتر میں نہیں ہوتی) کالا تیتر بہت تیز دوڑتا ہے لہٰذا زیادہ تر دوڑتا ہی ہے، البتہ کوئی ہانکا ہو رہا ہو یا کوئی اچانک آن نکلے تو یہ اڑ بھی جاتا ہے۔ ایک بارگی اڑان کے دوران جو زیادہ سے زیادہ ۲۰۰ میٹر کی ہوتی ہے، زور زور سے پر پھڑ پھڑا کر یہ ۳ سے ۵ میٹر تک کی اونچائی پر اڑتا ہے۔ اس کی غذا دانے، گھاس کے بیج اور نئی کونپلیں ہوتی ہیں، لیکن یہ دیمک اور دوسرے کیڑے بھی بڑے شوق سے کھاتا ہے نر کی آواز "چک چیک، چیک، کیرے کک" قسم کی ہوتی ہے لہجہ خاصا بجتا ہوا اور خوش آئند ہوتا ہے آواز تیز مگر سریلی۔ بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اس کی آواز دور سے بھی آرہی ہے اور پاس سے بھی۔ عام لوگ اس کی آواز کی نقل اتارتے ہوئے یہ فقرہ استعمال کرتے ہیں "سبحان تیری قدرت۔ لہسن پیاز ادرک" یا اپنی مرضی کے مطابق ایسا ہی کوئی اور فقرہ۔ اس کا گھونسلہ ایک چھچھلا گڈھا ہوتا ہے جس میں گھاس کا استر دیا جاتا ہے۔ اسے گھاس کے جھنڈ یا جھاڑی میں بنایا جاتا ہے۔ انڈے ۶ سے ۸ تک ہوتے ہیں۔ انکا رنگ پیلے زیتونی بھورے سے لے کر چاکلیٹ براؤن ہوتا ہے۔

Grey Partridge یعنی تیتر یا سفید تیتر (پلیٹ ۵، نمبر ۲۶) بھی کالے تیتر کی

طرح بھرے بھرے جسم اور چھوٹی دم والا ہوتا ہے۔ یہ جسامت میں دیہاتی مرغی کا آدھا ہوتا ہے اس کا سارا جسم خاکستری بھورا ہوتا ہے۔ کہیں کہیں کالے یا پیلے باریک لہر دار روئیں ہوتے ہیں اور دم سرخی مائل بھوری ہوتی ہے۔ نر تیتر مادہ سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور اس کی ٹانگ پر مرغی کی طرح ایک نوکیلا کانٹا سا ہوتا ہے۔ یہ گاؤں اور کھیتوں کے آس پاس کھلے میدان میں گھاس اور جھاڑیوں میں پایا جاتا ہے۔ ۴ سے ۶ تیتر جھنڈ بنا کر چلتے ہیں۔ البتہ موسم تولید میں محض جوڑے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ یہ سیدھا کھڑا بڑے بانکے انداز میں ادھر سے ادھر دوڑتا رہتا ہے اور زمین کھرچ کر گوبر وغیرہ میں غذا کی تلاش کرتا رہتا ہے۔ اس کی مرغوب غذا بیج، بیریاں، دیمک اور کیڑے ہیں۔ اسے گوبر اور فضلے میں پائے جانیوالے کیڑے بھی پسند ہیں۔ جیسے ہی خطرہ محسوس ہوتا ہے تیتر کا پورا جھنڈ ادھر ادھر بھاگ کر جھاڑیوں میں چھپ جاتا ہے۔ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو اڑتا نہیں اڑنے میں اس کے پر فراٹے کی آواز نکالتے ہیں۔ اس کا جھنڈ کوئی ۱۰۰ میٹر تک مختلف سمتوں میں اڑ جاتا ہے اور جیسے ہی زمین پر اترتا ہے پہلے چند قدم دوڑتا ہے پھر رکتا ہے۔ تیتر رات کو کانٹوں بھرے درخت پر بسیرا لیتے ہیں۔ نر تیتر کی آواز بجتی ہوئی للکارتی ہوئی، اونچے سر والی ہوتی ہے۔ کیتر، کیتر، کیتر یا پٹیلا، پٹیلا، پٹیلا، سی سنائی دیتی ہے۔ یہ آواز جلد جلد دہرائی جاتی ہے اور بتدریج سریلی اور اونچی ہوتی جاتی ہے۔ کمسن تیتر کو آسانی سے سدھایا جا سکتا ہے اور وہ ایک کتے کی طرح مالک کے پیچھے پیچھے چلتا ہے، مالک کے کہنے پر اپنی آواز لگاتا ہے اور اس کے پکارنے پر دور سے دوڑ کر آ جاتا ہے نر تیتروں کو لڑایا بھی جاتا ہے اور لڑنے والے تیتروں کی بڑی قدر ہوتی ہے۔ ملک کے بعض حصوں میں دیہاتوں میں چھٹیوں یا تیج تیوہار کے موقع پر تیتر لڑانا ایک محبوب مشغلہ ہوتا ہے اور خاص خاص تیتروں کی ہار جیت پر بڑی بڑی شرطیں جیتی اور ہاری جاتی ہیں۔ فاتح تیتروں کے بڑے دام لگتے ہیں۔

تیتر کسی کانٹے دار جھاڑی کے پیچھے یا خالی کھیت میں یا گھاس کے قطعے پر مٹی کھرچ کر اپنا سادہ سا گھونسلا بناتا ہے جس میں گھاس کا استر ہوتا ہے۔ ۴ سے ۶ تک انڈے دیتا ہے جن کا رنگ بھورا سا دودھیا ہوتا ہے۔ ان پر کوئی نشان نہیں ہوتا۔

(Rain Quail یا Black Breasted Quail) یعنی چنک یا چینا بٹیر (پلیٹ ۵، نمبر ۷ ۲) نہ صرف جسامت میں تیتر کا آدھا ہوتا ہے بلکہ شکل و صورت میں بھی چھوٹا تیتر لگتا ہے۔ یہ پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اوپری جسم پر پیلی دھاریاں اور سیاہی مائل دھبے ہوتے ہیں۔ نر بٹیر کے سینے کا اوپری حصہ اور پیٹ کا وسطی حصہ اکثر سیاہ ہوتا ہے اور گردن پر سیاہ و سفید دھاری ہوتی ہے۔ مادہ بٹیر میں نہ سینہ سیاہ ہوتا ہے اور نہ گردن پر کوئی سیاہ سفید دھاری ہوتی ہے۔

Common Quail یا Grey Quail یعنی معمولی بٹیر چنک سے ذرا بڑا ہوتا ہے اور جاڑے کے موسم میں بڑی تعداد میں شمالی علاقوں سے ہجرت کر کے آتا ہے۔ نر بٹیر کے گلے پر سیاہ لنگر سا بنا ہوتا ہے لیکن سینہ یا پیٹ سیاہ نہیں ہوتا۔ مادہ بٹیر چنک ایسی ہی ہوتی ہے لیکن جسامت میں اس سے بڑی۔ اگر اسے ہاتھ میں لے کر دیکھیں تو اڑنے والے پروں کے اوپری حصے پر پیلے اور بھورے رنگ کی دھاریاں دکھائی دیتی ہیں۔ بٹیر اور چنک دونوں کی عادتیں یکساں ہوتی ہیں۔ وہ زمین پر رہنا پسند کرتے ہیں اور اپنا زیادہ وقت گھاس کی جھاڑیوں یا نئی فصل میں چھپے چھپے گذارتے ہیں۔ بٹیر خوب تیز دوڑ لیتا ہے اور مجبوراً ہی اڑتا ہے۔ جب بٹیروں کا پورا جھنڈ اڑتا ہے تو انکے پروں سے ایک ہلکا سا فراٹا اور ایک ہلکی سی سیٹی کی سی آواز نکلتی ہے۔ اڑان ایک بار میں کوئی ۱۰۰ گز تک گھاس یا کھڑی فصل کے ذرا اوپر ہی تیز اور سیدھ میں ہوتی ہے۔ یہ تیزی پروں کو جلد جلد پھڑپھڑا کر حاصل کی جاتی ہے اور نیچے اترتے ہی بٹیر فوراً جھاڑیوں میں چھپ جاتا ہے۔ بٹیر کی غذا اناج کے دانے، گھاس پھوس کے بیج، دیمک اور دوسرے نرم کیڑے ہوتے ہیں۔

چنک کی آواز ایک سریلی سیٹی کی سی ہوتی ہے۔ "وِچ وِچ" جیسی جو موسم تولید میں صبح شام بلکہ دن و رات میں بار بار سنائی دیتی ہے خاص طور پر اگر آسمان ابر آلود ہو۔ اس کے برعکس بٹیر پہلے ایک زوردار سیٹی کی آواز نکالتا ہے اور پھر دوبارہ آہستہ آہستہ سیٹی لگاتا ہے۔ چنک اور بٹیر دونوں ہی اپنے گھونسلے کے لئے کھرچ کھرچ کر گڈھا سا بناتے ہیں۔ پھر اس میں گھاس کا استر لگاتے ہیں۔ گھونسلہ اونچی گھاس یا کھڑی فصل میں چھپا ہوتا ہے۔ یہ ۶

سے ۸ تک انڈے دیتے ہیں جن کا رنگ پیلا دودھیا ہوتا ہے جس پر مختلف قسم کے بھورے دھبے ہوتے ہیں۔ چنک کے مقابلے میں بٹیر کا انڈا ذرا بڑا ہوتا ہے۔

Jungle Bush Quail یعنی جنگلی بٹیریالوا (پلیٹ ۵، نمبر ۲۸) بٹیر سے شکل اور جسامت میں ملتا جلتا ہوتا ہے۔ نر لوا اوپر سے گندمی بھورا ہوتا ہے لیکن اس پر کالے اور پیلے دھبے اور دھاریاں پڑی ہوتی ہیں۔ نیچے کا حصہ سفید ہوتا ہے لیکن اس سفیدی پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ مادے بٹیر کا نیچے کا حصہ پیلاہٹ لئے گلابی بادامی ہوتا ہے۔ نر اور مادہ دونوں کی آنکھوں کے اوپر ایک پیلی، سرخی مائل بھوری دھاری ہوتی ہے جو پیشانی سے نکل کر گردن کے اطراف تک آتی ہے۔ گلے پر چمکیلا سرخی مائل ٹکڑا ہوتا ہے۔

اسی سے ملتا جلتا ایک اور قسم کا بٹیر ہوتا ہے جسے Rock Bush Quail کہتے ہیں۔ اس نسل کے نر کے گلے کا دھبہ سرخ بھورا نہیں بلکہ اینٹ کے رنگ کا سرخ ہوتا ہے اور مادہ کے گلے میں کوئی دھبا نہیں ہوتا۔

لواپت جھڑ والے جنگلوں میں یا سوکھی گھاس یا جھاڑیوں میں ۵ سے ۲۰ تک جھنڈ میں رہتا ہے۔ رات کے وقت یا دن میں خطرے کے وقت کسی جھاڑی یا بھری گھاس میں آرام کرتا یا چھپ جاتا ہے۔ لیکن ساری چڑیاں جھاڑی سے نکلنے کے راستے کی طرف منہ کئے بیٹھی رہتی ہیں۔ اگر کوئی اچانک آجائے یا کچلے جانے کا خطرہ ہو تو سبھی بٹیر ایکدم فراٹا بھر کر اڑتے اور مختلف اطراف میں منتشر ہو جاتے ہیں لیکن تھوڑی دور اڑنے کے بعد پھر اتر کر جھاڑیوں میں چھپ جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد منتشر بٹیر وھی، وھی، وھی کی سیٹی دار آوازیں نکال کر رابطہ قائم کر لیتے ہیں اور پھر ایک جھنڈ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ صبح اور شام کو سارے بٹیر ایک کے پیچھے ایک قطار بنا کر چلتے ہوئے پانی پینے جاتے ہیں۔ پانی تک آنے جانے کا راستہ مقرر ہوتا ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ان کی غذا عام طور پر اناج کے دانے، گھاس کے بیج، کونپلیں اور دیمک قسم کے کیڑے ہوتے ہیں۔ موسم تولید میں نر پرندہ بہت جھگڑالو ہو جاتا ہے اور اپنے رقیبوں کو للکارتا رہتا ہے۔ گھونسلہ کھرچا ہوا گڈھا ہوتا ہے جس میں گھاس کا استر ہوتا ہے۔ یہ گھونسلے خشک جنگل میں کسی گھاس کے گچھے میں چھپے ہوتے

3
13
14
15
16
17
0
6
12
0
150
300
2
7
8
9
10
11
12
0
6
12
0
150
300

5
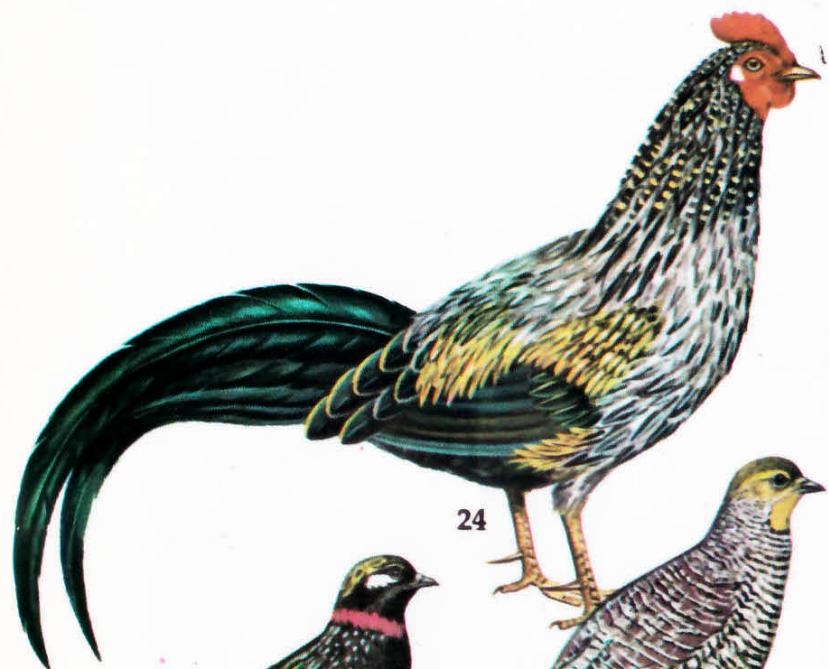
24

25

26

27

28

0 2 4 6 INCHES

0 50 100 150 MM

4

18

19

20

21

22
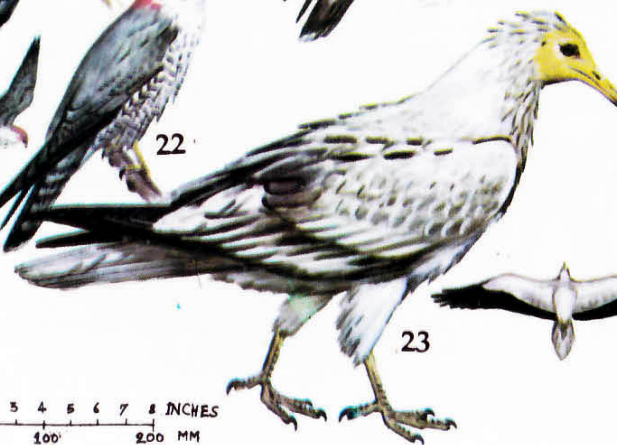
23

0 1 2 3 4 5 6 7 8 INCHES

0 100 200 MM
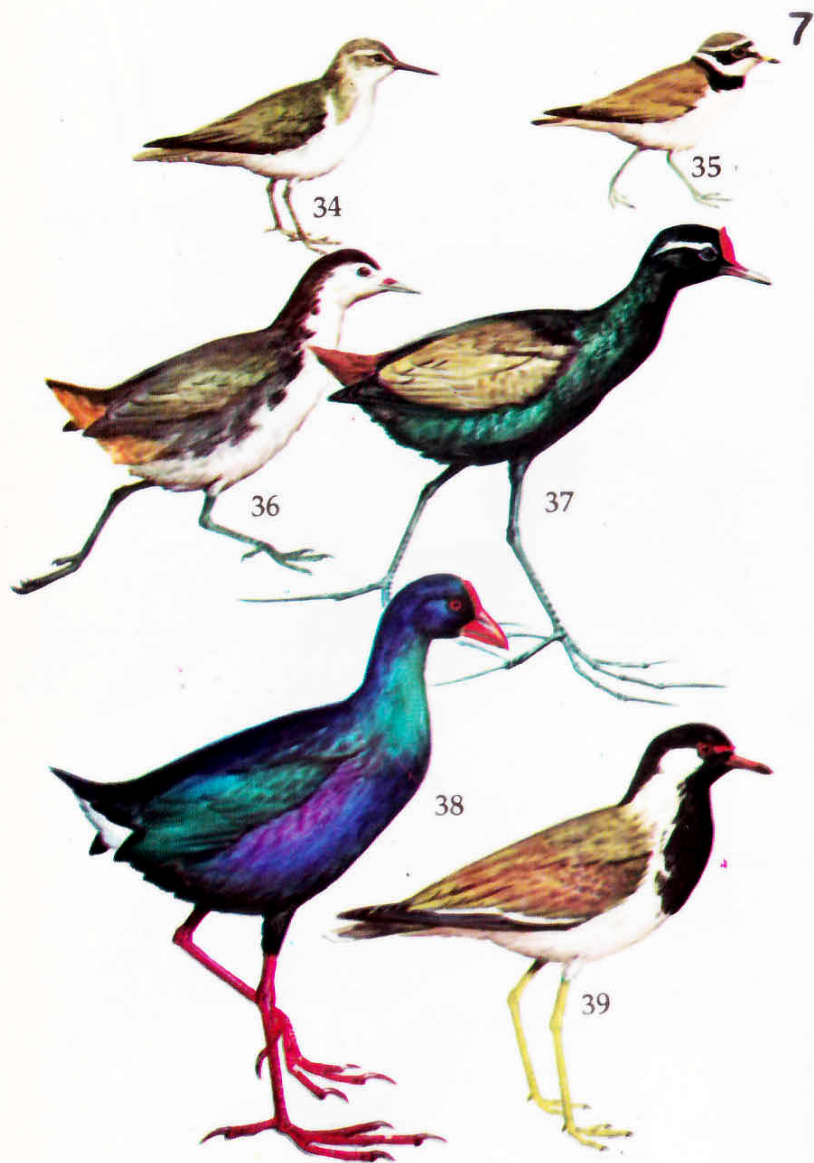
7

34

35

36

37

38

39

0 2 4 6 INCHES

0 50 100 150 MM

6

29

30

31

32

33

0 12 24 INCHES

0 300 600 MM

9

45

46

47

47a

48

49

0 1 2 3 4 INCHES
0 25 50 75 100 MM

40

41

42

43

44
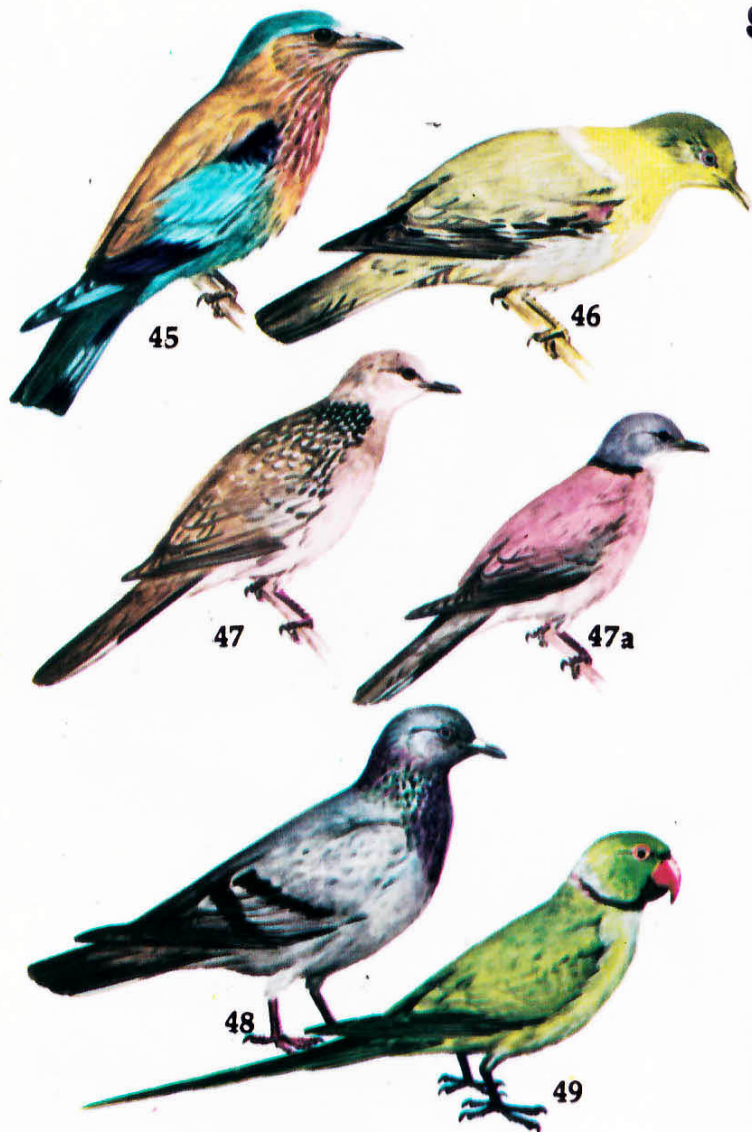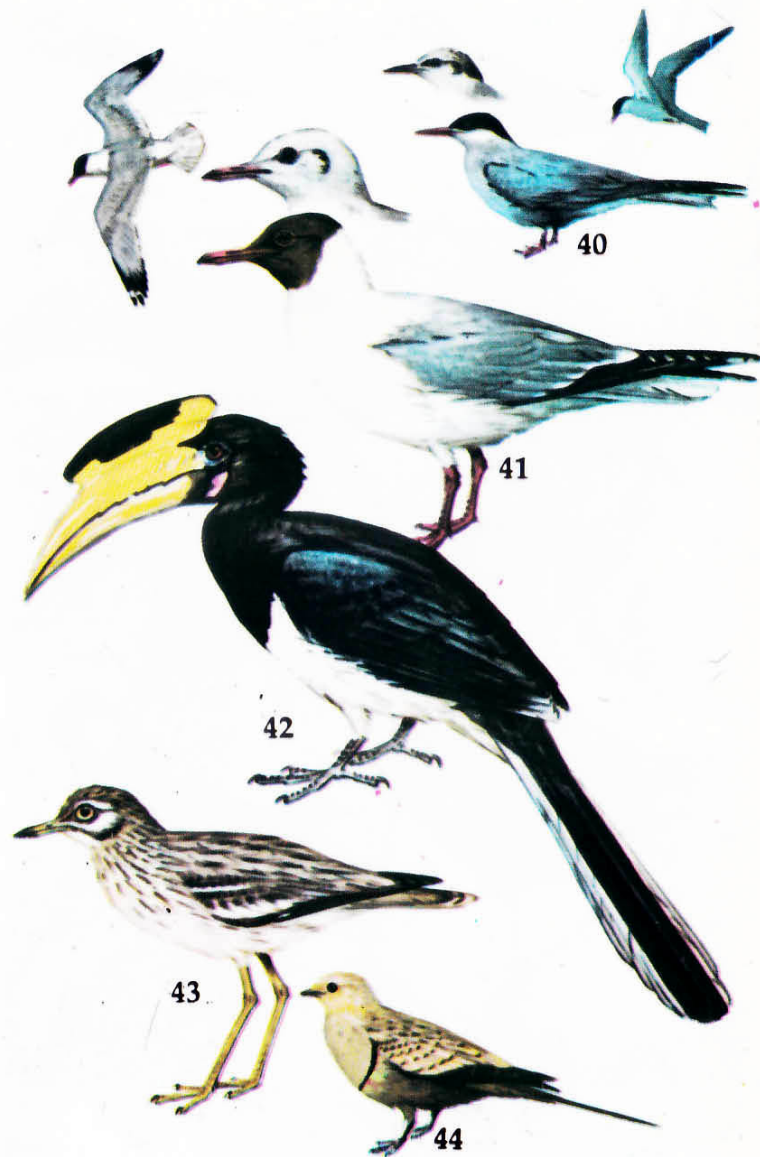
0 1 2 3 4 5 6 INCHES
0 50 100 150 MM

11

55

56

58

57

59

60

61

0 1 2 3 INCHES
0 20 40 60 80 MM

10

50

52

51

53

54

0 1 2 3 4 INCHES
0 25 50 75 100 MM

13

69 70 71

72 73

74 75

76

77

77a

78

0 1 2 3 INCHES
0 25 50 75 MM

15
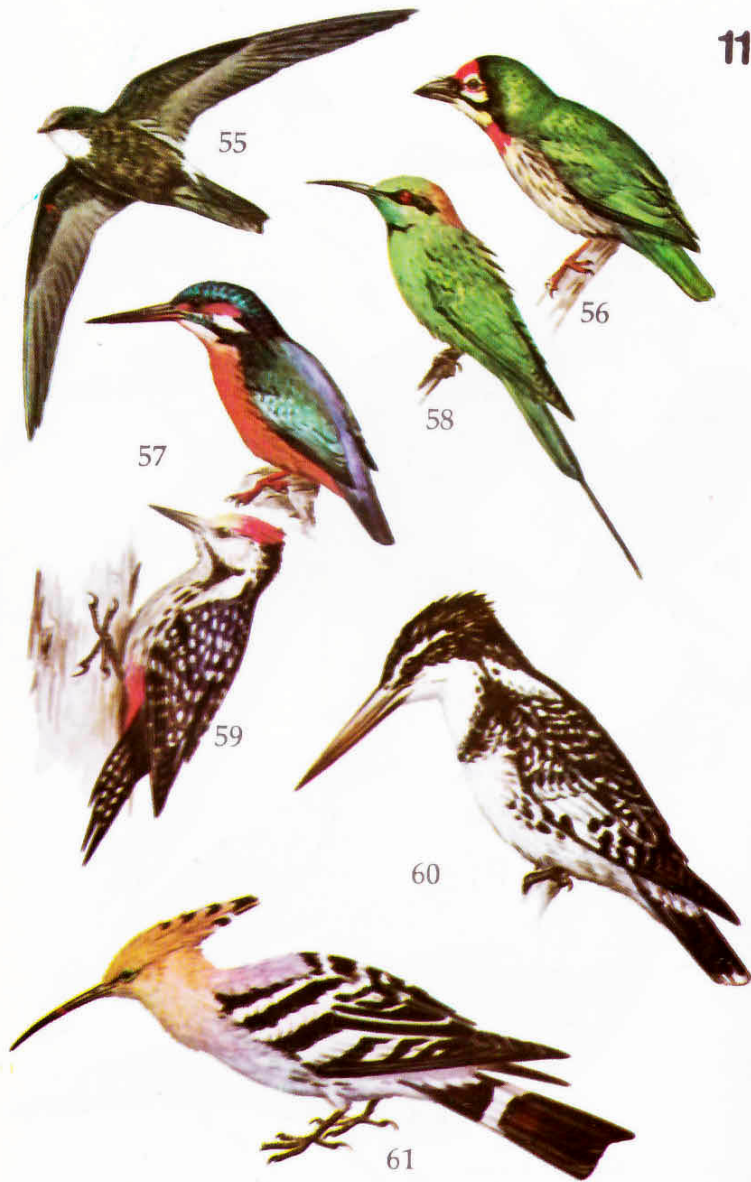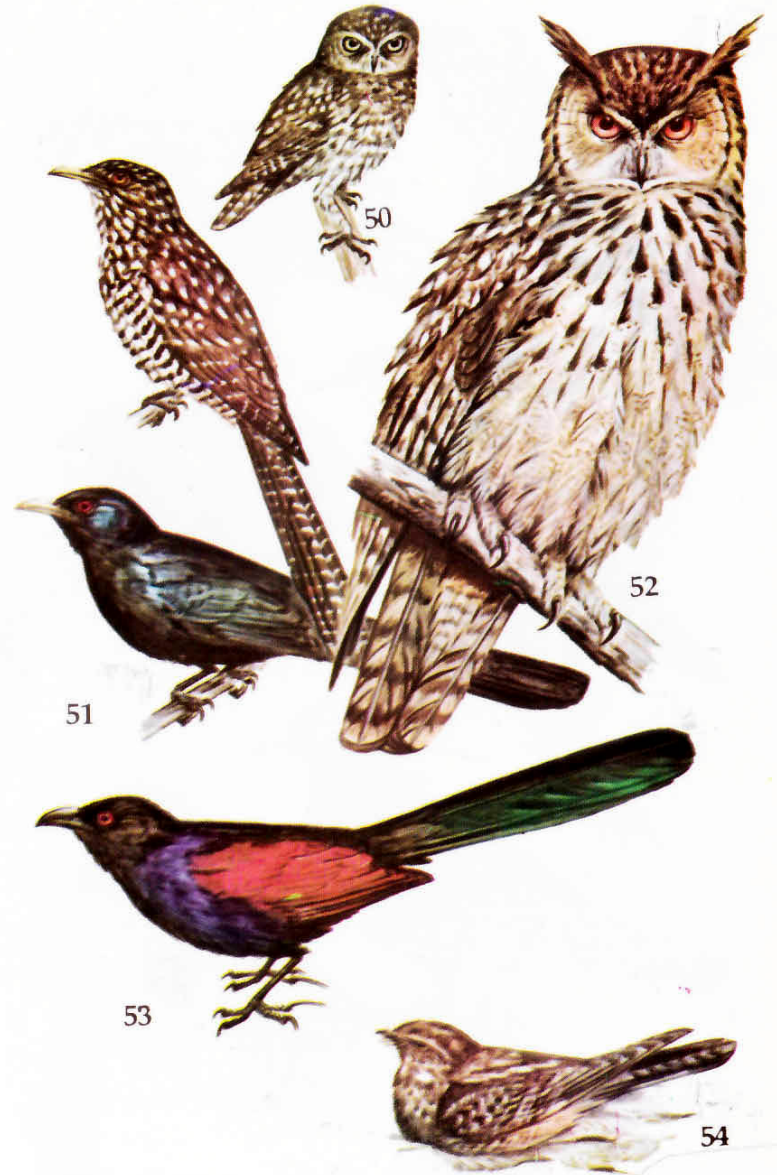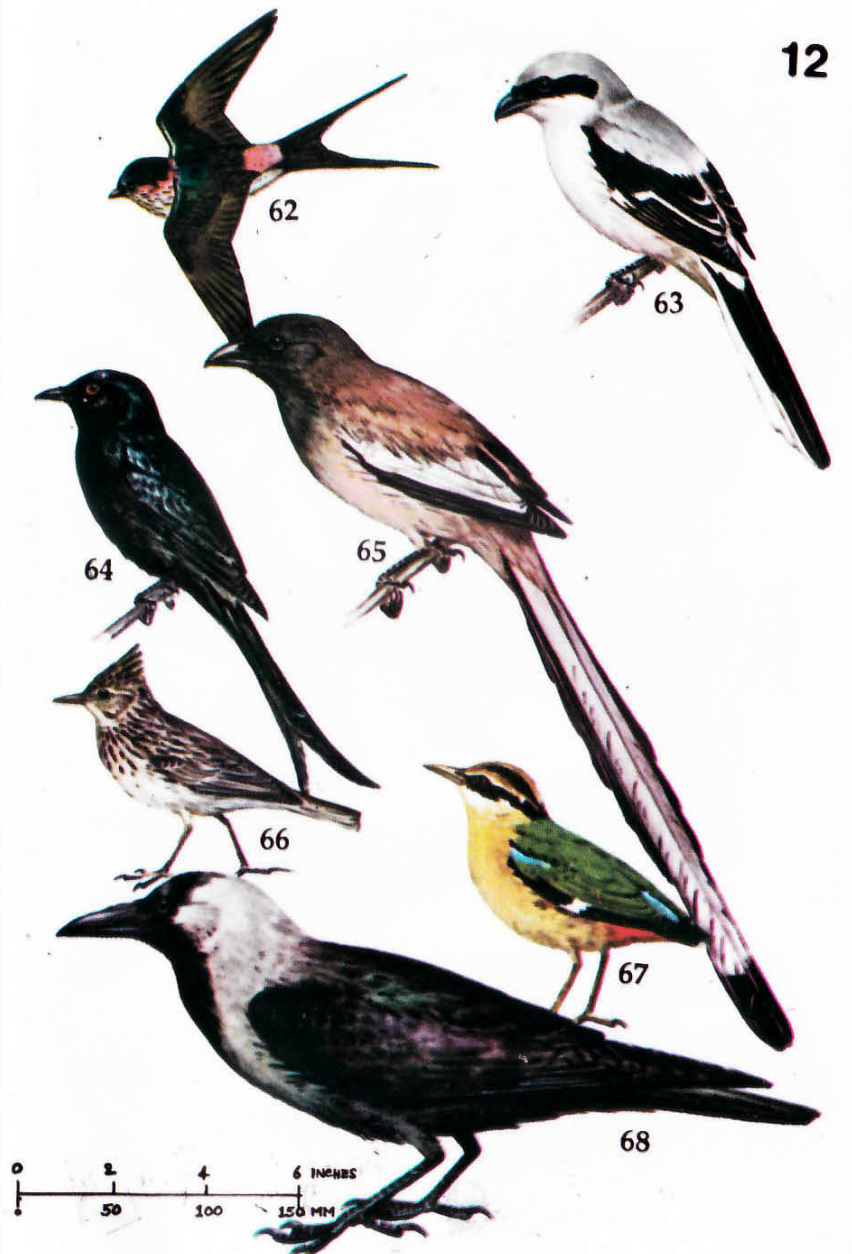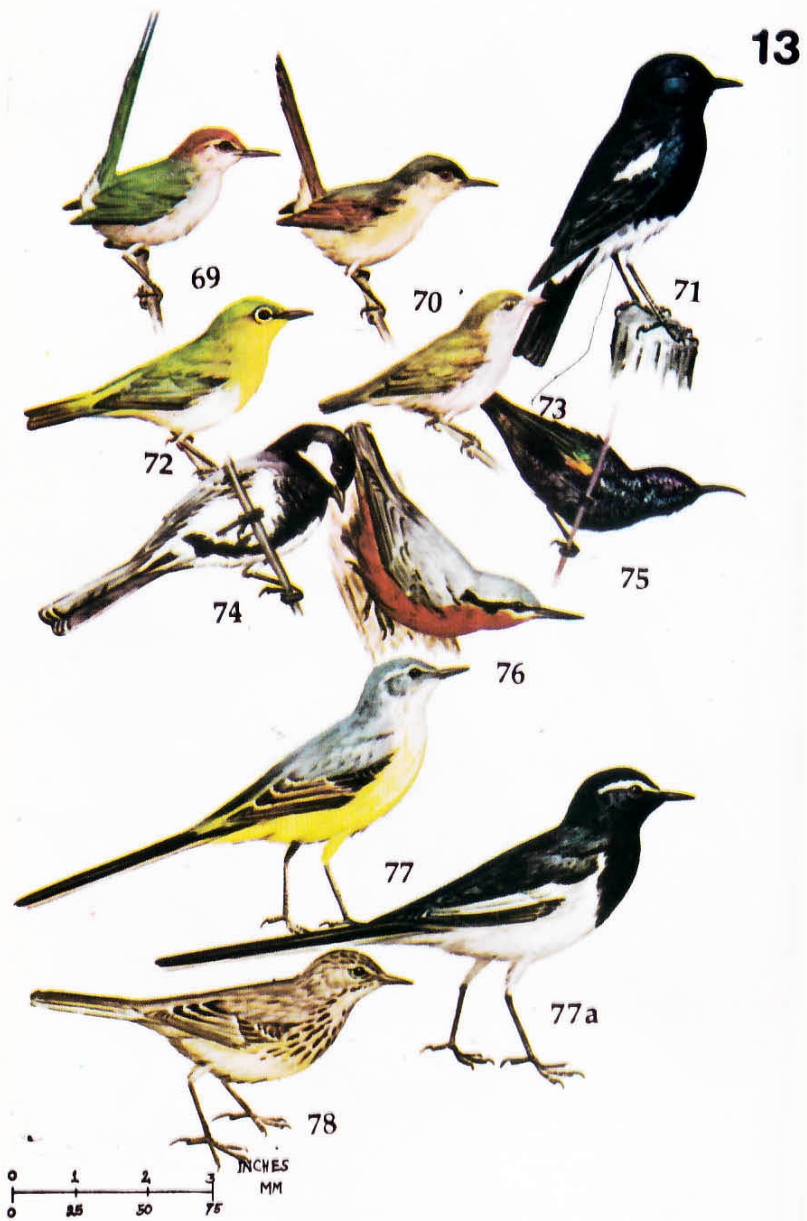
87 88 89 90 91 92 93 94 95
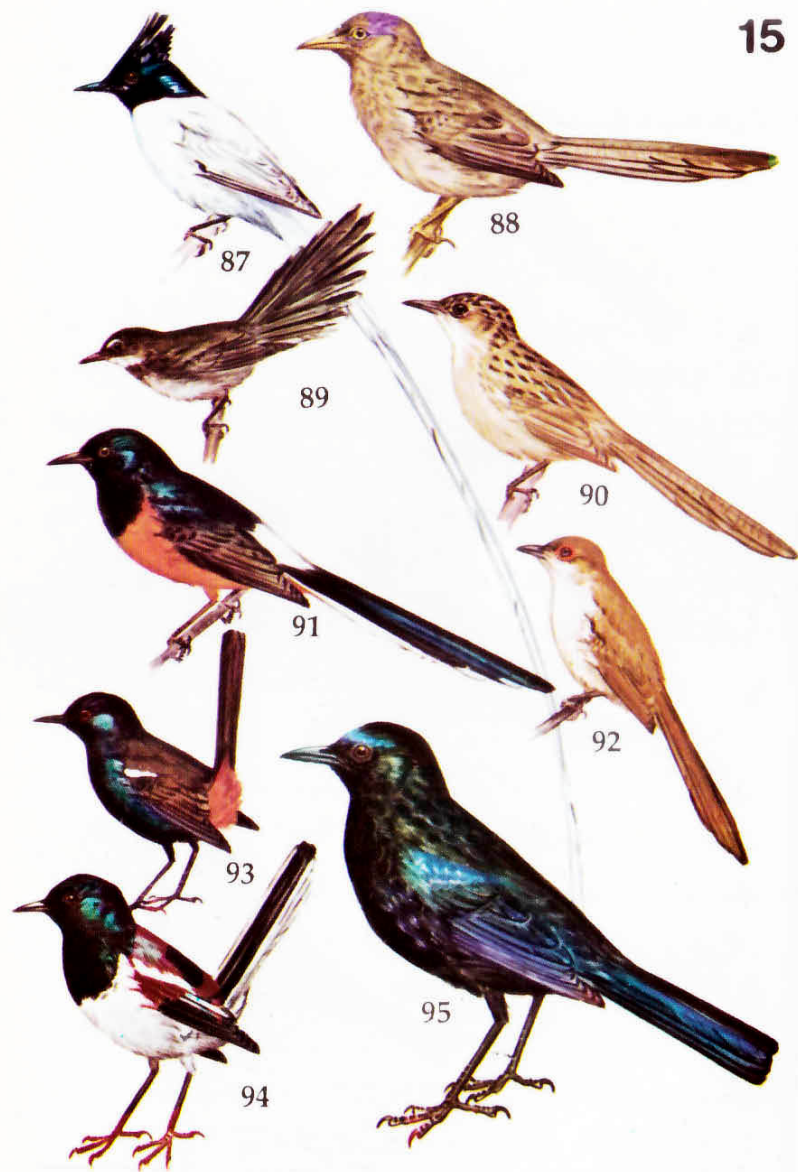
0 1 2 3 4 INCHES
0 25 50 75 100 MM

14

79 80 81 82 83 84 85 86
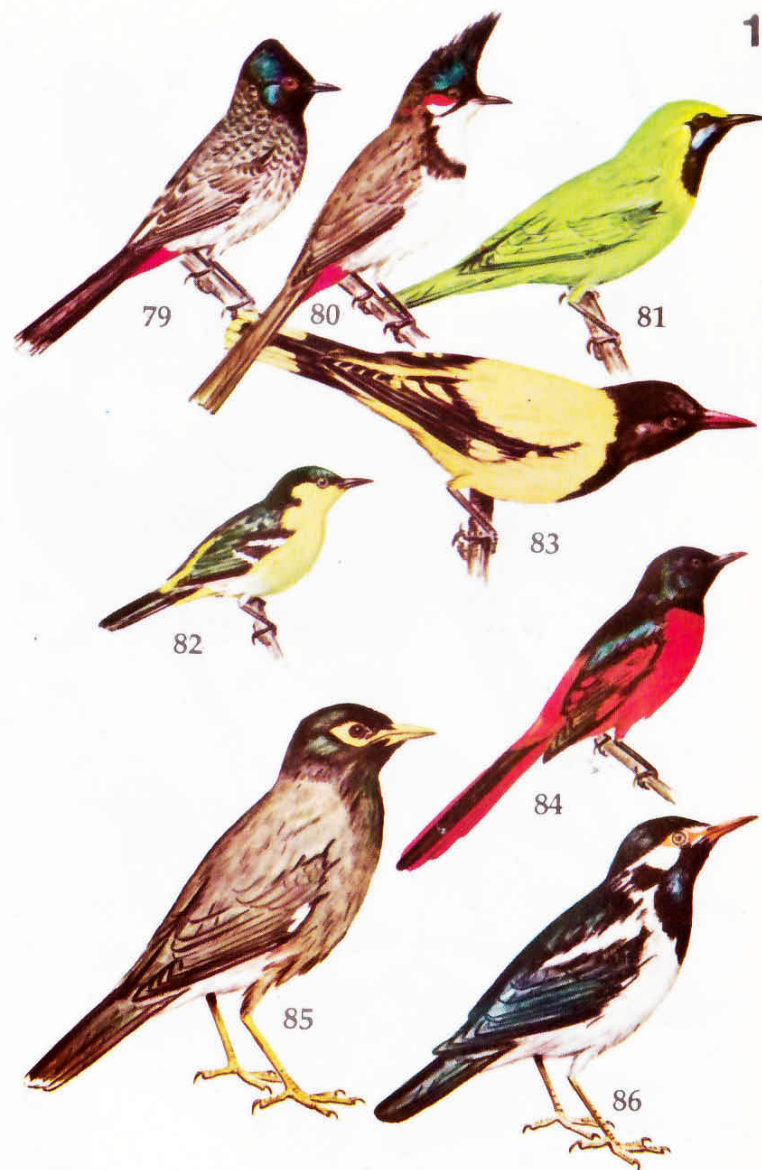
0 1 2 3 4 INCHES
0 25 50 75 100 MM

ہیں۔ بٹیر ۴ سے ۸ انڈے دیتے ہیں جو دودھیا سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان پر کوئی نشان نہیں ہوتا جب کہ چنک کے انڈوں پر نشان ہوتے ہیں۔

Grey Jungle Fowl یا جنگلی مرغی (پلیٹ ۵، نمبر ۲۴) جسامت میں پالتو مرغی ہی کے برابر ہوتی ہے۔ مرغ دھاری دار خاکی ہوتا ہے اور اس کی آہنی رنگ کی دم ہنسیا کی طرح مڑی ہوتی ہے۔ مرغی کا اوپری حصہ بھورا ہوتا ہے اور نیچے کا حصہ سفید لیکن پروں پر سیاہ سفنے ہوتے ہیں۔ یہ پرندہ پہاڑوں کے زیر دامن علاقوں اور بانسوں کے جنگل میں کہیں اکا دکا اور کہیں جوڑوں میں یا چھوٹے چھوٹے جھنڈ میں پایا جاتا ہے۔ اسے چھوٹی جھاڑیاں اور لیںٹنا کے جھنڈ زیادہ پسند ہیں جو متروکہ باغات یا جنگل کے بیچ کسی کھلی جگہ ہوں جنگلی مرغی زیادہ تر برصغیر کے مغربی حصے میں پائی جاتی ہے۔ جب بانس یا کروی جھاڑی میں بیج بن جاتے ہیں تو یہ پرندہ بڑی تعداد میں انھیں کھانے کو اکھٹا ہو جاتا ہے۔ جنگلی مرغ خواہ خاکی ہو یا سرخ قسم کا بہت ہی ڈرپوک اور جھینپو ہوتا ہے۔ وہ صرف صبح اور شام کو کھلے میدانوں میں زمین کرید کر دانہ یا بیج چگنے نکلتا ہے۔ کبھی اپنے چھپنے کی جگہ سے دور نہیں جاتا اور جیسے ہی کھٹکا ہوتا ہے دم دبا کر اور گردن لمبی کر کے بھاگ کر چھپ جاتا ہے۔ اسکی غذا اناج کے دانے کونپلیں اور ہر قسم کی بیری ہوتی ہے۔ اسے درخت سے ٹپکے پھل بھی مثلاً انجیر، گولر اور برگد کے پھل بہت پسند ہیں۔ وہ کیڑے مکوڑے بھی پسند کرتا ہے۔ جنگلی مرغ کی بانگ کوک، کیا کیا کک سی ہوتی ہے اس کے بعد یہ مدھم لہجہ میں کیوکن، کیوکن، کی آواز نکالتا ہے جو تھوڑی دور تک ہی سنائی دیتی ہے۔ مرغ یہ بانگ کسی ٹیلے، درخت کے تنے یا کسی دوسری اونچی جگہ سے دیتا ہے۔ بولنے سے پہلے اپنے پر بھی پھڑ پھڑاتا ہے۔ جب یہ بانگ دوسرے مرغ سنتے ہیں تو وہ فوراً جوابی بانگ لگاتے ہیں۔

ابھی تک یہ پتہ نہیں لگ سکا ہے کہ جنگلی مرغ محض ایک مرغی پر اکتفا کرتے ہیں یا دوسرے شکاری پرندوں کی طرح پوری حرم رکھتے ہیں۔ گھونسلا بنانے کے لئے گھنی گھاس کے نیچے زمین و چھچھلا کھرچ لیا جاتا ہے پھر اس میں گھاس کا استر لگایا جاتا ہے۔ عام طور سے ۴ سے ۷ انڈے دیے جاتے ہیں جو رنگ میں پالتو مرغی کے انڈوں کی طرح کے ہوتے ہیں یعنی
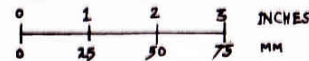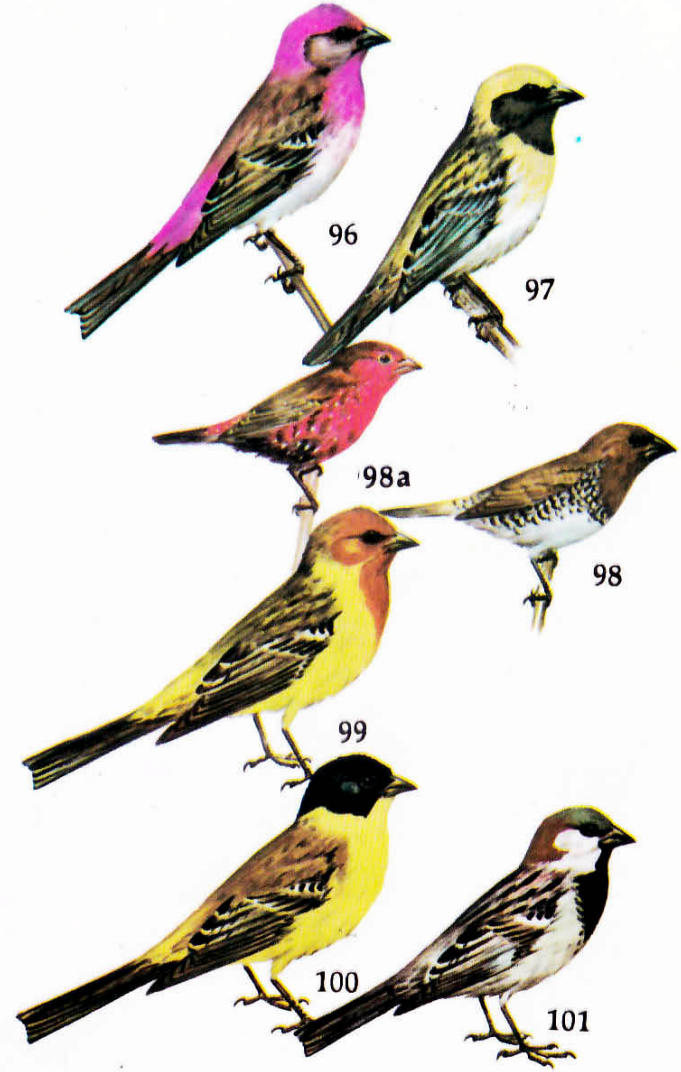
پیلے سے لے کر ہلکے گلابی تک۔

Red Jungle Fowl. یعنی سرخ جنگلی مرغ ہماری ساری پالتو مرغیوں کا جد اعلی ہے اور ہمالیہ کی ترائی سے لے کر جنوب میں مشرقی مدھیہ پردیش تک پہاڑوں کے زیر دامن علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ انفاق سے یہ وہی علاقہ ہے جہاں سال کے درخت بھی ہوتے ہیں۔ مرغا اور مرغی دونوں ہمارے اصیل مرغ سے ملتے جلتے ہوتے ہیں۔ دونوں کی بانگ بھی ایک سی ہوتی ہے۔

Common Pea Fowl یعنی مور یا میورا (پلیٹ ٦، نمبر ٣٠) مرغ کی نسل کا سب سے نمایاں اور عام نمونہ ہے۔ یہی ہمارا قومی پرندہ بھی چنا گیا ہے۔ یہ پرندہ اتنا جانا پہچانا ہے کہ اس کی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ کم لوگ جانتے ہوں گے کہ اس کے خوش نما پر اس کی دم کا حصہ نہیں بلکہ دم کا غلاف ہوتے ہیں۔ مور اور مورنی دونوں کے کلغی ہوتی ہے لیکن ایک تو مورنی کے پر شاندار نہیں ہوتے اور دوسرے اس کا رنگ بھی دبا ہوا اور دھبے دار بھورا ہوتا ہے جب کہ گردن کے نچلے حصے پر چمک دار آہنی سبز رنگ ہوتا ہے۔ یہ پرندہ پت جھڑ والے میدانوں میں یا ترائی کے جنگلوں میں صبح شام جھنڈ بنا کر غذا کی تلاش میں نکلتا ہے۔ بعض موسموں میں نر اور مادہ الگ الگ جھنڈ بنا کر چلتے ہیں۔ جن لوگوں نے محض پالتو مور دیکھا ہے یا صرف گجرات اور راجستھان کے مور کو جانتے ہیں جہاں انھیں قانونی تحفظ حاصل ہے۔ انھیں اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ جنگل میں مور کو شکاریوں یا دوسرے جانوروں سے خطرہ محسوس ہوتا ہے تو یہ پرندہ کتنی ہوشیاری اور مکاری سے کام لیتا ہے دراصل اس پرندے کے دیکھنے اور سننے کی قوت بہت تیز ہوتی ہے اس لئے کبھی یہ بے خبر نہیں ہوتا۔ ذرا سا بھی خطرہ کی شبہ بھی محسوس ہو تو بھاگ کر جھاڑیوں میں چھپ جاتا ہے۔ لیکن اگر اس سے ملاقات ہو جائے یا اسے اپنے چھپنے کی جگہ سے اچانک نکلنا پڑے تو یہ بڑی محنت سے اپنے پر پھڑ پھڑا کر پہلے تو تقریباً سیدھا ہوا میں اٹھ جاتا ہے اور پھر اپنی بے ہنگم دم کے باوجود جلد ہی تیز اڑان کرنے لگتا ہے۔

رات کو مور اونچے درختوں پر بسیرا لیتا ہے۔ صبح سویرے سارا جنگل اس کی کرخت

اور بدنما چیخ "مے آود، مے آود" سے گونج اٹھتا ہے۔ سننے والوں کو تعجب ہوتا ہے کہ اتنا حسین پرندہ اتنی بری آواز کیسے نکالتا ہے۔ اس کی غذا میں زیادہ تر اناج کے دانے، جڑوں کی گنٹھیاں اور سبزیوں کی کونپلیں ہوتی ہیں۔ لیکن یہ ہر قسم کی غذا کھا سکتا ہے اور کیڑے مکوڑے، چھپکلیاں حتی کہ چھوٹے سانپ بھی چٹ کر جاتا ہے۔

ان علاقوں میں جہاں مور کو گاؤں والوں کا تحفظ حاصل ہے یہ ڈھٹائی سے کسانوں کے کھیت میں داخل ہو کر اکثر غلے اور مونگ پھلی کی نئی بوئی فصل کو خاصا نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کا گھونسلا ایک چھچھلا گڈھا ہوتا ہے جس میں پتوں اور ٹہنیوں کا استر دیا جاتا ہے لیکن گھونسلے کو اکثر گھنی جھاڑیوں میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ مورنی ایک بار میں ٣ سی ۵ انڈے دیتی ہے جو پیلے دودھیا رنگ سے لے کر دودھ ملی کافی کے رنگ تک کے ہوتے ہیں۔

ہندوستان میں سارس قبیلے کے بیشتر پرندے سارس، جل مرغی اور تغدار ہیں۔ ان میں سب سے مشہور Saras Crane یا سارس ہے -(پلیٹ ٦، نمبر ٣١) جو رنگ میں خاکی اور جسامت میں گدھ کے برابر دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اپنی لمبی لمبی ٹانگوں کے باعث آدمی کے برابر اونچا دکھائی دیتا ہے۔ اس کی لمبی ٹانگیں لال رنگ کی ہوتی ہیں اور ان پر روئیں نہیں ہوتے۔ سر اور اوپری گردن بھی لال رنگ کی اور بغیر بال کی ہوتی ہے۔ بیشتر کھیتوں میں یا دلدلی علاقوں میں اس پرندے کے جوڑے خراماں خراماں ٹہلتے دکھائی دیتے ہیں۔ موسم کے لحاظ سے ان کے ساتھ میں دو ایک بچے بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ جھنڈ میں بہت کم پائے جاتے ہیں لیکن کبھی کبھی سیکڑوں کی تعداد میں ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔

سارس کا جوڑا عمر بھر میں ایک دوسرے کا وفادار رہتا ہے اور دیہاتی کہاوتوں میں یہ محبت ضرب المثل بن چکی ہے۔ اس وجہ سے لوگ ان کا بہت لحاظ کرتے ہیں بلکہ انھیں محترم اور مقدس تک مانتے ہیں۔ گاؤں کے لوگ انھیں بالکل نہیں چھیڑتے لہٰذا یہ پالتوں اور بھروسہ مند ہو گئے ہیں۔ اس کے برعکس شکاری سارس کے خاندان کی ساری چڑیوں کا بڑے شوق سے شکار کرتے ہیں کیونکہ ان کا گوشت بہت اچھا ہوتا ہے۔ یہ شکار کی جانے والی چڑیاں بہت محتاط اور چوکس ہوتی ہیں۔

اڑان کے شروع میں سارس ذرا مشکل سے زمین سے اٹھ پاتا ہے لیکن جب یہ بھرپور اڑنے لگتا ہے تو مضبوطی اور تیزی سے اڑتا ہے۔ دیکھنے میں اس کے بڑے بڑے پر آہستہ آہستہ چلتے معلوم ہوتے ہیں لیکن ان میں آہنگ بھی ہوتا ہے اور طاقت بھی گردن آگے کو کھنچی رہتی ہے اور دم اور ٹانگیں پیچھے کی طرف کھنچی ہوئی۔ اس کی گونج دار بگل کی سی آواز زمین پر رہتے ہوئے بھی سنائی دیتی ہے۔ اور اڑان کے وقت بھی۔

موسم تولید میں اور کبھی کبھی دوسرے موقعوں پر بھی سارس کا جوڑا عجب مضحک انداز سے ناچتا اور اچھل کود دکھاتا ہے۔ کبھی ایک دوسرے کے سامنے جھک کر آداب کیا جاتا ہے، کبھی پروں کو پوری طرح پھیلا دیا جاتا ہے، کبھی اٹھکھیلیاں کی جاتی ہیں اور کبھی ہوا میں اچھلنے کا مظاہرہ۔

سارس کی غذا ایک طرف تو دانے، جڑوں کی گنٹھیاں، کونپلیں اور دوسری سبزیاں ہوتی ہیں تو دوسری طرف کیڑے مکوڑے، گھونگھے، مینڈک، رینگنے والے کیڑے اور کبھی کبھی مچھلیاں ہوتی ہیں۔ چوں کہ سارس کو کھیتوں میں گھومنے کی چھوٹ ہوتی ہے لہٰذا کبھی کبھی وہ مونگ پھلی اور غلوں کی نئی فصل کو کافی نقصان پہنچاتا ہے۔

سارس پانی بھرے دھان کے کھیت یا دلدلی علاقے میں کسی خشک جگہ پر یا گھاس بھرے بندھ ھر گھاس پھوس، بھوسا، نرکل وغیرہ سے ایک بڑا ڈھیر بناتے ہیں جو ان کا گھونسلا ہوتا ہے۔ وہ عام طور سے ۲ انڈے دیتے ہیں جو رنگ میں پیلے ہرے یا گلابی مائل سفید ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی ان پر بھورے یا بیگنی رنگ کے دھبے بھی ہوتے ہیں۔

جاڑوں میں دو قسم کے مہاجر سارس بڑی تعداد میں ہندوستان آتے ہیں ان میں جو قد بدن میں چھوٹا ہوتا ہے اسے (Demoiselle Crane) یعنی کرکرا یا کونج کہتے ہیں۔ اس کے سر پر بال ہوتے ہیں بلکہ کان کے پاس بھی سفید بالوں کا گچھا ہوتا ہے اور سینہ اور گردن کالے ہوتے ہیں دوسری قسم کے سارس کو (Common Crane) یا کلنگ کہتے ہیں۔ اس کا سر بغیر بال کا اور کالا ہوتا ہے اور گردن پر ایک واضح سرخ دھبا ہوتا ہے۔

(White Breasted Waterhen) یعنی جل مرغی یا ڈاوک بھی (پلیٹ ۷،

نمبر ۳۶) سارس کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ دلدلوں میں رہنے والا نسبتاً چھوٹا یا معتدل سائز کا سارس عموماً نگاہوں سے اوجھل رہنا پسند کرتا ہے اس کا رنگ سلیٹی ہوتا ہے، دم چھوٹی، ٹانگوں اور انگوٹھوں پر کوئی بال نہیں ہوتا اور جسامت میں یہ خاکی تیتر کے برابر ہوتا ہے۔ منہ اور سینہ سفید ہوتا ہے اور کھڑی دم کے نیچے زنگ خوردہ لال رنگ کا دھبا ہوتا ہے۔ جل مرغی ہمیشہ پانی کے آس پاس رہتی ہے اور گاوں کے تالاب یا جھیلوں کے کنارے جھاڑیوں یا نرکل کے پاس اکا دکا یا جوڑوں میں پائی جاتی ہے۔ جب بارش کے موسم میں گڈھے پانی سے بھر جاتے ہیں تو یہ چڑیا آبادی اور کھیتوں کے قریب آجاتی ہے۔ یعنی پگڈنڈیوں کے پاس منڈیروں پر، اور کچی سڑکوں کے گھاس بھرے کناروں پر دیکھی جاسکتی ہے جب یہ احتیاط سے قدم اٹھاتی ہوئی چہل قدمی کرتی ہے یا جھاڑیوں یا گھاس میں دبک کر چلتی ہے تو اکثر اس کی چھوٹی دم کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کے نیچے کا لال دھبہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ یوں یہ خاصی جھینپو چڑیا ہے اور پسند نہیں کرتی کہ کوئی اسے دیکھے۔ ذرا بھی کھڑکا ہونے پر چھپ جاتی ہے لیکن جہاں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا وہاں یہ لوگوں پر بھروسہ کر لیتی ہے اور باغوں میں لان پر یا جھاڑیوں کی باڑ کے پاس اطمینان سے ٹہلتی دکھائی دیتی ہے۔ اس کی غذا کیڑے، گھونگھے، کیچوے، بیج اور سبزیاں ہوتی ہیں۔ یہ عام طور سے چپ رہتی ہے۔ البتہ برسات کے دوران جو اس کا موسم تولید ہے اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس وقت نر خاصا جھگڑالو اور شور مچانے والا ہو جاتا ہے۔ پتوں والی جھاڑی کے وسط میں یا چوٹی پر بیٹھ جاتا ہے اور وہاں سے کسی چڑیا کی طرح نہیں، بلکہ جھگڑنے والی بلی کی طرح آواز نکالتا ہے۔ پہلے اس آواز میں بھرائی ہوئی غراہٹ ہوتی ہے پھر مینڈک کی ٹرٹراہٹ اور مرغی کی کڑکڑاہٹ بھی شامل ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ آواز "کرکواک، کواک، کرکواک" سے شروع ہوتی ہے اور بعد میں "کوک کوک کوک" کی تھکا دینے والی رٹ میں بدل جاتی ہے۔ یہ بانگ کچھ کچھ چھوٹے بسنتا کی آواز سے ملتی جلتی ہے لیکن جب زیادہ اونچے سروں میں اور تیزی سے دہرائی جاتی ہے تو لگتا ہے کہ جیسے دیہاتوں میں تیل سے چلنے والی آٹا پیسنے کی چکی چل رہی ہو۔ ایک بار شروع ہو جائے تو یہ چڑیا تقریباً ۱۵ منٹ تک لگاتار آواز لگاتی رہتی ہے اور ابر آلود دنوں میں یا راتوں

میں یہ سلسلہ برابر چلتا رہتا ہے۔

جل مرغی اپنا پیالہ نما گھونسلا تنکوں اور بیلوں کے تنوں سے کسی الجھی ہوئی جھاڑی میں یا پانی کے کنارے کسی جھاڑی میں، ایک دو میٹر کی اونچائی پر بناتی ہے۔ انڈے ۶ یا ۷ ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ دودھیا یا گلابی سفید ہوتا ہے۔ ان پر بھوری سرخ دھاریاں یا دھبے پڑے ہوتے ہیں۔

اسی خاندان کی ایک دیکھنے میں خوبصورت لیکن طور طریقے میں بھدی چڑیا (Purple Moorhen) ہے جو کالم، کھارم یا کایم کہلاتی ہے (پلیٹ ۷، نمبر ۳۸)۔ یہ پالتو مرغی کے برابر ہوتی ہے۔ اس کا رنگ بیگنی نیلا ہوتا ہے۔ پیشانی، چونچ، ٹانگیں اور پنجے لال ہوتے ہیں۔ پیشانی اور ٹانگوں پر کوئی بال نہیں ہوتا، چونچ چھوٹی ہوتی ہے اور چھوٹی سی دم کے نیچے ایک سفید سا دھبا ہوتا ہے اور چوں کہ یہ چلنے میں ہر قدم پر دم اوپر کرتی ہے لہٰذا اسے آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔

اس چڑیا کے غول نرکل بھرے دلدلی علاقوں میں پائے جاتے ہیں جہاں وہ چھوٹے چھوٹے جھنڈ بنا کر غذا کی تلاش میں دبے پاوں چلتے یا ٹہنیوں پر قدم بہ قدم چلتے نظر آتے ہیں۔ وہ کنول کے پتوں یا سطح آب پر بہتی ہوئی گھاس یا پتیوں پر بھی آسانی سے چلتے اور اپنی دم جھٹکتے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی مخل ہو تو یہ چڑیا چھپ جاتی ہے کیونکہ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو یہ چڑیا اڑنا پسند نہیں کرتی۔ اڑتے وقت اس کی ٹانگیں پیچھے لٹکتی ہیں۔ جس سے گمان ہوتا ہے کہ یہ بہت کمزور ہے اور بہ مشکل اڑ رہی ہے۔ لیکن جب اس کی اڑان میں روانی آجاتی ہے تو وہ خاصہ تیز اڑ لیتی ہے۔ اس کی غذا عموماً دھان اور دلدلی پودوں کی کونپلیں اور ٹہنیاں ہوتی ہیں اور یہ دھان کی فصل کو کھانے کی بہ نسبت اپنے بڑے بڑے پیروں سے کچل کر زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ کیڑے اور گھونگھے بھی کھاتی ہے۔ کالم اپنے گھونسلے میں چھپی چھپی کرخت سی آوازیں نکالتی ہے، خاص طور پر جب بادل چھائے ہوئے ہوں۔ موسم تولید میں یہ چڑیا خاص طور پر زیادہ شور مچاتی ہے۔ اس وقت نر، مادہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے دلدلی گھاس کے ایک ٹکڑے کو اپنی چونچ میں دبا کر ایک بھدا ناچ دکھاتا ہے۔ وہ مرغیوں کی

طرح کڑ کڑا کر مادہ کے سامنے جا کر بار بار سر جھکاتا ہے۔ ماہر شکاری اس پرندے کو اچھا نہیں سمجھتے لیکن دیہاتی لوگ اور دیہاتی شکاری بڑے شوق سے اس کا شکار کرتے ہیں اور اس کا گوشت کھاتے ہیں۔

کالم گھونسلا بنانے کے لئے پانی میں اگی جھاڑیوں اور پودوں کو گونتھ کر ان کے اوپر دھان یا جھاڑیوں کے پتوں کی ایک چٹائی سی بن لیتی ہے جس پر یہ ۳ سے ۷ تک انڈے دیتی ہے جو ملائی کے رنگ یا سرخی مائل زرد ہوتے ہیں۔ اور ان پر سرخی مائل بھوری چھتیاں اور دھبے بھی ہوتے ہیں۔

(Great Indian Baustard) کو ہندی میں تغدار، اور 'ہوکنا'، (پلیٹ ۶، نمبر ۲۹) اسی قبیل کا ایک نہایت اہم اور دلچسپ پرندہ ہے۔ یہ جسامت میں خاصہ بڑا یعنی گدھ کے برابر ہوتا ہے۔ کلغی تک کی اونچائی تقریباً ایک میٹر ہوتی ہے اور وزن ۱۵ کلوگرام تک ہوتا ہے۔ دیکھنے میں ایک چھوٹا شتر مرغ لگتا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ جب یہ پرندہ چلتا ہے تو اپنے بغیر بال کے چھوٹے اور مضبوط پیروں سے زاویہ قائمہ بنائے ہوئے جسم کو بالکل سیدھا رکھ کر چلتا ہے۔ اوپری حصے کے بال گہرے پیلے ہوتے ہیں جن پر باریک سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ نیچے کا حصہ سفید ہوتا ہے۔ البتہ گردن کے نیچے یعنی سینے کے گرد ایک طوق نما سیاہ پٹی ہوتی ہے (شاید اسی لئے طوق دار کہتے ہیں جو بگڑ کر تغدار ہو گیا ہے) گردن سفید کلغی سیاہ اور چوڑے بازوؤں کے سرے پر ایک سفید ٹکڑا ہوتا ہے۔ جو اڑتے وقت نمایاں رہتا ہے۔ مادہ جسامت میں نر سے چھوٹی ہوتی ہے۔

تغدار عام طور سے تنہا نظر آتا ہے۔ البتہ کبھی کبھی ۲ یا ۳ پرندے ایک ساتھ بھی ہوتے ہیں۔ یوں شاذ و نادر ۲۵، ۳۰ پرندوں کے جھنڈ بھی دیکھے گئے ہیں۔ یہ زیادہ تر کھلے کھلے نیم ریگستانی علاقوں میں پایا جاتا ہے یا ایسے قطعات میں جن میں تھوڑی گھاس ہو اور بیچ بیچ میں کہیں سوکھی جھاڑیاں یا کھیت ہوں۔

یہ پرندہ بہت جھینپو اور چوکنا ہوتا ہے۔ کسی کو اپنے قریب نہیں پھٹکنے دیتا۔ لوگ اسکے قریب تک آنے کے لئے کسی بے ضرر بیل گاڑی یا اونٹ کی آڑ میں جاتے ہیں۔ لیکن

بد قسمتی سے تغدار، ناجائز شکار کرنے والوں کی جیپ کو بے ضرر سمجھتا ہے گو کہ اس پرندے کو مارنا قانونی طور پر ممنوع ہے لیکن ناجائز شکار کرنے والوں نے اس کا اتنا شکار کیا ہے کہ اسکی نسل تقریباً معدوم ہو گئی ہے۔

تغدار بہ مشکل زمین سے اٹھ کر اڑپاتا ہے، لیکن جب ایک بار اڑنا شروع کر دیتا ہے تو پنکھوں کو باقاعدگی اور ہم آہنگی کے ساتھ ہلا کر مضبوطی سے اڑتا ہے۔ البتہ وہ زیادہ اونچا نہیں اڑتا، گو کہ کم اونچائی پر کئی کلو میٹر اڑ لیتا ہے۔ اس کی مرغوب غذا، ٹڈیاں، ٹڈے، کیڑے، دانے، اور فصلی پودوں کے نرم ڈنٹھل ہیں۔ یہ چھپکلیاں، کن کھجورے اور چھوٹے سانپ بھی کھالیتا ہے۔ جب خطرہ محسوس ہوتا ہے تو یہ ایک چھوٹی سی "ہونگ" لگاتا ہے۔ نر پرندے کے حرم میں کئی مادائیں ہوتی ہیں۔ وہ ٹرکی مرغ کی طرح اپنی ماداوں کے سامنے اترا اترا کر چلتا ہے اور کراہنے کی سی آواز نکالتا ہے۔ تھوڑی تھوڑی جھاڑیوں والے میدان میں کسی جھاڑی کے تہہ میں ایک چھچھلا سا گڈھا بنا کر اس میں صرف ایک انڈا دیا جاتا ہے اور کبھی کبھی دو انڈے۔ ان کا رنگ بادامی یا پیلاہٹ مائل زیتونی بھورا ہوتا ہے۔ انڈے پر گہرے بھورے رنگ کے دھبے بھی ہوتے ہیں۔

آبی یا کنار آبی چڑیوں کی ایک اور قسم دیسی بھی ہے اور مہاجر بھی۔ ایسی کوئی ۱۳ قسم کی چڑیائیں ہیں جن میں سب سے مشہور جکانا Jakana کہلاتی ہے جو کنول کے پتوں پر چلنے کے لئے مشہور ہے۔ جکانا بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک کو (Bronze Winged Jacana) یعنی سنہرے پروں والا جکانا (پلیٹ ۷، نمبر ۳) جو جسامت میں خاکی تیتر کے برابر اور صورت شکل میں مرغی کے برابر ہوتا ہے۔ اس کا سر، گردن اور سینہ چمکدار سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ پیٹھ اور بازو آہنی سبزی مائل سنہرے رنگ کے اور چھوٹی سی دم بادامی سرخ رنگ کی۔ آنکھوں سے گدی تک ایک چوڑی سفید پٹی ہوتی ہے۔ جو سب سے پہلے دکھائی دیتی ہے۔ نابالغ پرندے زیادہ تر سفید، پیلے اور بھورے رنگ کے ہوتے جکانا کی خاص پہچان اس کے بہت لمبے، کھنچے ہوئے مکڑی جیسے پنجے ہوتے ہیں ہیں جن کی مدد سے وہ سبزے اور پتوں سے ڈھکے تالابوں یا جھیلوں میں چل سکتا ہے، کیوں کہ پھیلے ہوئے پنجوں سے اس کا وزن تقسیم

ہو جاتا ہے اور وہ پانی کے کیڑوں اور سیپیوں کی تلاش میں آسانی سے بہتی پتیوں اور شاخوں پر ہلکے قدم رکھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ پانی کے پودوں کی جڑوں بیجوں اور دوسری گھاس کی پتیوں کی بھی تلاش میں رہتا ہے۔ اگر جکانا کو چھیڑا نہ جائے تو وہ خاصہ پالتو اور نڈر ہو جاتا ہے۔ اور دیہاتی تالابوں کے پاس باتیں کرتی یا گھڑے بھرتی عورتوں یا چھوا چھوا کرتے ہوئے دھوبیوں کے بہت آس پاس غذا کی تلاش کرتا رہتا ہے۔ جکانا اچھا غوطہ خور ہوتا ہے اور ضرورت پڑے تو تیر بھی لیتا ہے۔ لیکن اس کی اڑان کمزور ہوتی ہے۔ اڑتے وقت یہ تیزی سے پر پھڑ پھڑاتا ہے، گردن کو آگے کھینچے رہتا ہے اور اپنے لمبے پیروں کو بھدے طور پر پیچھے لٹکائے رہتا ہے۔ سنہرے پروں والے جکانا کی آواز پتلی سیٹی سی "سیک، سیک، سیک" سی ہوتی ہے۔ البتہ موسم تولید میں جکانا خاصا جھگڑالو اور شور مچانے والا ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ سور کی سی کرخت آواز نکالتا ہے۔

دوسری قسم کا دیسی جکانا (Pheasant Tailed Jacana) کہلاتا ہے یعنی تیتر دما جکانا۔ اس کا رنگ سفید بھورا چاکلیٹی ہوتا ہے۔ اس کی دم لمبی، نوکیلی اور سرے پر تیتر جیسی یعنی ہنسیا کی طرح ہوتی ہے۔

دونوں قسم کے جکانا میں مادہ ایک سے زیادہ نر رکھتی ہے۔ وہ ایک نر سے ملتی ہے، انڈے دیتی ہے اور آگے بڑھ جاتی ہے۔ انڈے سینے اور بچے پالنے کا کام تن تنہا نر انجام دیتا ہے۔ گھونسلا محض چند تڑی مڑی ٹہنیوں کا گدا سا ہوتا ہے جو سنگھاڑے یا اسی قسم کے بہتے پتوں پر بنالیا جاتا ہے۔ سنہرے پروں والے جکانا کے انڈے تعداد میں عام طور سے ۴ اور رنگ میں حسین سنہرے بھورے ہوتے ہیں۔ ان پر سیاہ ٹیڑھا میڑھا جال سا بنا ہوتا ہے۔ تیتر دمے جکانا کے انڈے چمکدار سبزی مائل سنہرے یا پیلے بھورے ہوتے ہیں اور ان پر کوئی نشان نہیں ہوتا۔

ٹیٹری قسم کے پرندوں میں بیشتر دیسی ہیں لیکن بعض جاڑوں کے موسم میں شمالی ملکوں سے ہجرت کر کے آتے ہیں۔ ان میں سب سے عام دیسی قسم کو (Red Wattled Lapwing) یعنی ٹیٹری یا ٹٹوری کہتے ہیں۔ (پلیٹ ۷، نمبر ۳۹) یہ جسامت میں تیتر کے

برابر ہوتی ہے۔ اوپر سے سنہری بھوری اور نیچے سے سفید، سینہ، سر اور گردن سیاہ ہوتے ہیں اور آنکھوں کے سامنے سرخ رنگ کا لٹکا گوشت ہوتا ہے۔ ساتھ میں ایک چوڑی سفید پٹی آنکھ کے نیچے سے شروع ہو کر جسم کے نیچے کی سفیدی میں جا ملتی ہے۔

ٹیٹری کے جوڑے کبھی کبھی تین چار پرندے کھلے میدانوں میں، ہل چلے کھیتوں میں یا ایسی چراہگاہوں میں پائے جاتے ہیں جو نم ہوں یا جن کے آس پاس کوئی پوکھر یا جوہڑ ہو۔ ٹیٹری عام طور سے تھوڑی تھوڑی دور تک دوڑ دوڑ کر چلتی ہے اور اپنے خاص انداز سے من پسند چیزیں چگتی رہتی ہے۔ چلتے یا دوڑتے وقت اس کی چونچ زمین کی طرف جھکی رہتی ہے وہ بہت چوکس اور ہوشیار چڑیا ہے۔ نہ صرف دن میں چلت پھرت دکھاتی ہے بلکہ رات میں بھی چوکس رہتی ہے اور اگر اس کے علاقے میں کوئی شبہ والا جانور یا انسان آجائے تو پریشان ہو کر چیخنے لگتی ہے۔ اس کی آواز بہت مشہور ہے اور انگریزی کے فقروں میں "ڈڈیو ڈواٹ" یا پٹی ٹو ڈواٹ" کی سی سنائی دیتی ہے۔ یہ پکار ایک یا دو بار اگر اشتعال زیادہ ہو تو بار بار دوہرائی جاتی ہے۔ البتہ اگر گھونسلے یا بچوں کو خطرہ ہو تو مشتعل نر اور مادہ چیختے چلاتے سروں پر اڑتے ہیں اور مخل ہونے والے کے سر پر اس طرح غوطہ لگانے کا دکھاوا کرتے ہیں، گویا کہ وار کرنے والے ہوں۔

ٹیٹری کیڑے، گھونگھے اور کیڑوں کے انڈے بچے بھی کھاتی ہے۔ وہ عام طور سے آہستہ آہستہ اڑتی ہے، گویا سوچ سوچ کر پر پھڑپھڑا رہی ہو۔ صرف تھوڑا سا ہی اڑ کر زمین پر اتر جاتی ہے۔ اترتے وقت چند قدم دوڑ کر چلتی ہے اور پھر رکتی ہے۔ اس کا گھونسلا زمین میں کوئی چھوٹا سا گڈھا ہوتا ہے جس میں یہ پتیوں یا ٹہنیوں کا کوئی استر نہیں لگاتی۔ البتہ کبھی کبھی گڈھے کے کنارے پر چھوٹے چھوٹے کنکر سجا دیتی ہے۔ گھونسلا بنانے کے لئے یہ سوکھتے ہوئے دیہاتی تالابوں یا دھوپ سے تپتے بنجر کھیتوں کو پسند کرتی ہے۔ غیر معمولی حالات میں کسی بنگلے کی کنکریٹ کی چھت پر یا ریل کی پٹری کے درمیان پڑے پتھروں میں بھی اس کا گھونسلا پایا گیا ہے۔ عام طور سے ۳ یا ۴ انڈے دیتی ہے جو خاکی بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان پر کالے دھبے بھی ہوتے ہیں۔ انڈے ہوں یا تازہ نکلے بچے دونوں آسانی سے نہیں دیکھے

جا سکتے کیونکہ اپنی رنگت کے باعث قدرتی ماحول میں گھل مل اور چھپ جاتے ہیں۔ کوئی بہت قریب بھی چلا جائے تو بھی ان کی موجودگی کا پتہ نہیں چلتا۔

اسی خاندان کا ایک مہاجر پرندہ (Common Sandpiper) یعنی عام سینڈ پائپر کہلاتا ہے۔ (پلیٹ ۷، نمبر ۴۴ ۳) یہ جسامت میں بٹیر کے برابر ہوتا ہے۔ اس کا اوپری حصہ خاکی زیتونی بھورا ہوتا ہے اور نیچے کا حصہ سفید۔ گردن کے اگلے حصے پر کالی دھاریاں ہوتی ہیں اور سینہ پیلاہٹ لئے ہلکے سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اڑان کے وقت اس کی بھوری دم اور پچھلے حصے اور بازووں پر ایک سفید پٹی سے اسکی پہچان ہوتی ہے اور اسے دوسری قسم کے سینڈ پائپر سے الگ کرتی ہے۔

عام سینڈ پائپر مہاجر پرندوں میں سب سے پہلے آتا ہے اور سب سے بعد میں اپنی پرورش گاہ واپس جاتا ہے۔ اس کی سب سے قریبی پرورش گاہ گڑھوال کے علاقے میں ہے۔ بعض پرندے جو انڈے بچے دینے سے سروکار نہیں رکھتے سال بھر میدانی علاقوں میں ٹکے رہتے ہیں۔ جنگلی سینڈ پاپائپر جھنڈ بنا کر نہیں چلتا۔ اکا دکا چڑیاں عام طور سے پانی کے کنارے بلا تکان دوڑتی رہتی ہیں۔ اپنی دم اور جسم کو زور زور سے ہلاتی ہیں اور سر اور گردن کو بار بار جھٹکتی ہیں۔ اگر کوئی مخل ہو تو یہ "ٹی ٹی ٹی" کی آواز نکالتی ہوئی زناٹے سے پر پھڑپھڑاتی پانی کی سطح پر نیچے اڑ جاتی ہیں۔ جب یہ چڑیا پر سکون ہوتی ہے تو ایک سریلی آواز نکالتی ہے۔ جو "وہی ای اٹ، وہی ای اٹ" سنائی دیتی ہے۔ یہ چڑیا ایک علاقے کو پسند کر کے وہیں اپنی غذا کی تلاش میں لگی رہتی ہے اور اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتی۔ اس کی غذا کیڑے مکوڑے، کیچوے اور چھوٹے گھونگھے ہوتے ہیں جنہیں یہ پانی کے کنارے ڈھونڈ لیتی ہے۔ گھونسلا کسی چھچھلے گڈھے یا کنکر بھرے ساحل پر یا بہتے پانی کے درمیان کسی چھوٹے سے خشک جزیرے پر بنایا جاتا ہے اور اس میں پتیوں کا استر دیا جاتا ہے۔ عام طور سے ۴ انڈے دیے جاتے ہیں جو ہلکے پیلے یا پتھریلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان پر سرخی مائل یا ہلکے بھورے رنگ کے دھبے یا چھیاں بھی ہوتی ہیں۔

یعنی جنگلی یا گلدار (Wood Sand piper) اور (Spotted Sandpiper) پائپر بھی جاڑوں میں شمال بلکہ سائبریا تک سے آتا ہے۔ یہ جھنڈ بنا کر چلتا ہے اور آسانی سے

پہچانا جاسکتا ہے کیونکہ اس کا پچھلا حصہ اور دم سفید ہوتے ہیں۔ پھر یہ اڑتے وقت "چف
چف، چف چف" کی باریک اور تیز آواز بھی نکالتا ہے۔

اسی خاندان کی ایک اور چڑیا (Little Ringed Plover) یعنی زریا یا میریا کہلاتی
ہے۔ (پلیٹ ۷، نمبر ۳۵) جو بٹیر سے ذرا چھوٹی ہوتی ہے۔ یہ اوپر سے ریتیلے بھورے رنگ
کی ہوتی ہے۔ اور نیچے سے۔ سفید سر موٹا اور گول ہوتا ہے اور ٹانگیں پتلی اور بغیر بال کی اور
چونچ کبوتر کی طرح کی چھوٹی اور مضبوط ہوتی ہے، پیشانی سفید، اور کلغی، کان کے گچھے اور
آنکھوں کے گرد کا علاقہ سیاہ ہوتا ہے۔ گردن کے گرد ایک مکمل سیاہ طوق ہوتا ہے جو اسے
بھوری پیٹھ سے الگ کرتا ہے۔

اسی طرح ایک اور چڑیا (Kentish Plover) یعنی کنٹ کی رہنے والی زریا کہلاتی
ہے جس کی پہچان یہ ہے کہ اڑتے وقت اس کے بازو پر ایک سفید پٹی دکھائی دیتی ہے جب کہ
دوسری قسم میں یہ پٹی نہیں ہوتی۔ یہ چڑیا دریا یا تالابوں کے نم کناروں یا مدوجزر والے ساحل
پر اکا دکا یا چھوٹے جھنڈ میں دیکھی جاتی ہے۔ یہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد چھوٹے
چھوٹے قدموں سے کچھ اتراتے ہوئے دوڑتی ہے اور اچانک رک کر اپنی نیچے جھکی چونچ سے
غذا کا کوئی لذیذ ٹکڑا اٹھا لیتی ہے۔ اس کی ایک خاصیت یہ ہے کہ جب کیچڑ سے کچھ چگ لیتی ہے
تو اپنے پنجوں کو کیچڑ پر تیزی سے مارتی رہتی ہے تاکہ اس کی تہ میں چھپے ہوئے کیڑے یا انڈے یا
چھوٹے کیکڑے باہر نکل آئیں، جو اس کی غذا ہوتے ہیں۔

چونکہ اس کی رنگت عام ماحول سے بالکل گھل مل جاتی ہے لہٰذا جب تک یہ چڑیا
حرکت نہیں کرتی اس کا دکھائی دینا مشکل ہوتا ہے۔ گو کہ زریا غذا کی تلاش میں ادھر ادھر
منتشر ہو جاتی ہے لیکن کسی چڑیا کو ذرا بھی خطرہ محسوس ہوتا ہے تو وہ سبھی ایک بار پھر پھرا کر
اڑ جاتی ہیں۔ یہ نہ صرف تیز اڑتی ہیں بلکہ اڑتے وقت ساتھ ساتھ لپکتی جھپکتی، مڑتی اور غوطہ
لگاتی ہیں اور اس طرح ان کا سفید پیٹ ایک ساتھ جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ گو کہ یہ اپنے چھوٹے
نوکیلے بازوؤں کو تیزی سے پھڑ پھڑا کر اڑتی ہیں لیکن زیادہ اونچائی پر نہیں جاتیں، بس زمین سے
۴ یا ۵ میٹر کی اونچائی پر اڑتی ہیں۔ یہ پرندہ خشک دریا کی تہ پر یا ریتیلے کناروں پر اپنا گھونسلا بناتا

ہے جس میں یہ ہمیشہ صرف ۴ انڈے دیتا ہے جو شکل میں کھونٹی نما اور رنگ میں پیلے یا
پتھریلے یا سبزی مائل خاکی ہوتے ہیں۔ ان پر بھورے یا بینگنی رنگ کی لکیریں یا دھبے پڑے
ہوتے ہیں چنانچہ یہ انڈے بھی ماحول کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں اور قریب سے بھی بڑی
مشکل سے دکھائی دیتے ہیں۔

اسی خاندان کا ایک اور پرندہ (Goggle-eyed Plover) یا (Stone Curlew)
ہے جسے ہندی میں کروناک یا بر سیری کہتے ہیں (پلیٹ ۸، نمبر ۴۳) یہ خاکی تیتر سے ملتا جلتا
ہے لیکن اس سے کچھ بڑا ہوتا ہے۔ اس کی ٹانگیں بھی تیتر کی ٹانگوں سے لمبی ہوتی ہیں سر گول
اور موٹا ہوتا ہے، ٹانگیں پتلی اور بغیر بال کی، گھٹنے موٹے ہوتے ہیں اور آنکھوں کے گرد ایسا
حلقہ ہوتا ہے کہ جیسے عینک لگی ہو۔ اڑان کے وقت بازوؤں کے اوپری حصے پر دو پتلی سفید
لکیریں اور بازوؤں کی کالی لکیر کے سرے پر ایک سفید دھبا اس کی پہچان ہے۔ یہ گھاس پھوس
، جھاڑیوں، جتے ہوئے یا خالی کھیت اور دریا کے کنارے کنکروں یا پتھروں کا علاقہ پسند کرتا
ہے۔ کبھی کبھی یہ پرندہ گاؤں کے قریب پت جھڑ والے جنگل یا آم کے باغوں میں بھی دیکھا
جاتا ہے۔ عام طور پر جوڑے یا چار پانچ پرندے ایک ساتھ دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ اس کی
بڑی بڑی آنکھوں سے ظاہر ہے یہ پرندہ جھٹ پٹے اور رات کے اندھیرے میں نکلتا ہے اور
دن کے وقت سست پڑا رہتا ہے۔ اگر اسے کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے تو تیزی سے چھوٹے
چھوٹے قدم اٹھا کر چپکے سے اس طرح کھسکتا ہے کہ سر جھکا ہوتا ہے اور گردن پیٹھ کی سیدھ
میں کھنچی ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ پرندہ کسی جھاڑی میں یا پتھر کی اوٹ میں بالکل پتھر سا ہو کر
بیٹھ جاتا ہے، جسم زمین سے چپکا ہوا، گردن آگے کو بڑھی ہوئی اور آنکھیں مخل ہونے والے
کا پیچھا کرتی ہوئیں۔ اس حالت میں اس کی رنگت ماحول سے اس قدر مل جاتی ہے کہ قریب
آنے پر بھی یہ دکھائی نہیں پڑتا۔ اس کی غذا کیڑے کیچوے اور رینگنے والے کیڑے ہوتے ہیں
جنہیں کھاتے وقت یہ تھوڑی مٹی بھی پھانک لیتا ہے۔ اس کی آواز عام طور سے سورج نکلنے یا
ڈوبتے وقت یا چاندنی راتوں میں رات بھر سنائی دیتی ہے۔ یہ تیز سیٹی کی سی آواز "پک پک،
پک وک، پک وک، پک وک" کہتی سنائی دیتی ہے۔ اگرچہ لوگ اس آواز سے مانوس ہیں لیکن

عام طور سے انہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ کس پرندے کی آواز ہے۔ یہ کھلے گھاس والے میدان، آموں کے جھنڈ، خشک دریا کی تہہ، کسی پتھریلی جگہ یا گھاس والے میدان، جھاڑی کے دامن میں ذرا سی زمین کھرچ کر اپنا گھونسلا بناتا ہے اور اس میں عام طور سے ۲ انڈے دیتا ہے جو پیلے زرد سے لے کر زیتونی ہرے تک ہوتے ہیں۔ ان پر بھورے یا بیگنی رنگ کے بدنما دھبے ہوتے ہیں اور یہ بھی اپنے پتھریلے ماحول میں دکھائی نہیں دیتے۔

چونکہ ہندوستان میں ایک بڑا ساحلی علاقہ موجود ہے لہٰذا یہاں (Gull) اور (Term) جیسی سمندری چڑیوں کا ہونا قدرتی ہے ان میں دیسی قسمیں بھی ہیں اور مہاجر بھی۔ گل چڑیاں ٹرن کی بہ نسبت زیادہ بھاری جسم کی ہوتی ہیں اور ان کے بازو زیادہ چوڑے اور کم نوکیلے ہوتے ہیں۔ دیسی گل میں سب سے زیادہ عام (Brown Headed Gull) ہوتی ہے جسے ہندی میں دھومڑا کہتے ہیں۔ (پلیٹ ۸، نمبر ۴۱) یہ جنگلی کوے سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔ اوپر سے خاکی، نیچے سے سفید۔ گرمیوں میں اس کا رنگ گہری کافی کے رنگ کا ہو جاتا ہے لیکن جاڑوں میں اس کا سر خاکی مائل سفید ہو جاتا ہے اور اس کے کان کے گرد ایک کھڑا سیاہ ہلالی نشان دکھائی دیتا ہے۔

اسی خاندان کی ایک نسبتاً چھوٹی (Black Headed Gull) یعنی سیاہ سر والی دھومڑا کے بازو کا پہلا پر سفید ہوتا ہے اور اس پر ایک سفید دھبا ہوتا ہے جب کہ سیاہ سر والی کے بازو کا پہلا پر سفید ہوتا ہے گو کہ اس کے کنارے سیاہ ہوتے ہیں۔ دونوں قسم کے پرندوں کے بچوں کی دم سفید ہوتی ہے۔ اور اس کے سرے پر ایک سیاہ پٹی ہوتی ہے۔ ساحل سمندر پر دونوں قسمیں ساتھ ساتھ دکھائی دیتی ہیں مگر اندرونی علاقوں میں بہت کم ساتھ رہتی ہیں۔

دھومڑا ہندوستان میں ستمبر اکتوبر کے مہینوں میں وارد ہوتی ہے تاکہ سمندر کے کنارے اور اندرونی ساحلی علاقوں میں جاڑے کا موسم گزار سکے۔ اپریل کے مہینے تک یہ واپس چلی جاتی ہے۔ یہ چڑیا بندرگاہوں اور مچھیروں کے دیہاتوں کے آس پاس دکھائی دیتی ہے۔ کبھی کبھی لنگر انداز یا آنے جانے والے جہازوں اور کشتیوں کے آس پاس بھی چکر لگایا کرتی ہے تاکہ ان کے باورچی خانوں کا پھینکا ہوا مال اور کچرا کھا سکے۔ اسکے علاوہ ان مردہ

مچھلیوں کو بھی کھاتی ہے جو مچھیرے سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ البتہ ان کے لئے اسے چیلوں سے لڑنا بھی پڑتا ہے۔ یہ چڑیا پانی پر بہتی غذا کو غوطہ مار کر اٹھا لیتی ہے اور اونچی نیچی لہروں پر آرام سے بطخ کی طرح تیرتی رہتی ہے۔ اندرونی علاقوں میں وہ کیڑے مکوڑے اور سبزی بھی کھاتی ہے۔

بھورے سر والی دھومڑا بڑی تیز اور بے سری آواز نکالتی ہے کبھی کبھی جنگلی کوے کی طرح "کیہہ" کہہ کر چیختی ہے۔ ہندوستان میں دھومڑا صرف لداخ کی اونچی جگہوں پر واقعہ جھیلوں کے علاقے میں انڈے دیتی ہیں یہ گھونسلے سر سبز جزیروں یا دلدلوں کے پانی میں اگی گھاس کی پتیوں کو جوڑ کر ایک گدی کے طور پر بنائے جاتے ہیں۔ ایک بار میں ۲ یا ۳ انڈے دئے جاتے ہیں جو سبزی مائل سفید سے لے کر دودھیا پیلے رنگ کے ہو سکتے ہیں۔ ان پر گہرے بھورے یا سرخ بھورے رنگ کے دھبے یا لکیریں ہوتی ہیں۔

(Indian Whiskered Tern) کو ہندی میں تہاری یا کوری کہتے ہیں۔ (پلیٹ ۸ نمبر ۴۰) یہ ایک خوش اندام پتلی، نقرئی خاکی اور سفید رنگ کی چڑیا ہوتی ہے جو جسامت میں جنگلی کبوتر کے برابر ہوتی ہے لیکن اس سے بہت پتلی ہوتی ہے۔ یہ دلدلی تہاری ہے اس کی دم بہت خفیف سی پھٹی ہوتی ہے بلکہ چوکور سی لگتی ہے، چونچ لال یا سیاہی مائل لال ہوتی ہے اور جب یہ بیٹھی ہوتی ہے تو اس کے بند بازوؤں کے سرے اس کی دم کے آگے نکلے دکھائی دیتے ہیں۔ گرمیوں میں جب اس کا موسم تولید ہوتا ہے، نر اور مادہ دونوں ہی کا سر سیاہ ہو جاتا ہے، بلکہ پیٹ پر بھی سیاہی جھلکنے لگتی ہے۔ یہ چڑیا عام طور سے دلدلی علاقوں، پانی بھرے دھان کے کھیتوں یا ساحلی علاقے کی گیلی مٹی کے میدانوں میں اپنے پتلے پنکھوں کے سہارے خوش اندام طریقے سے اڑتی دکھائی دیتی ہے جب کہ اس کی چونچ جھکی اور نگاہ نیچے گڑی رہتی ہے تاکہ پانی یا کیچڑ میں اپنی غذا کا پتہ لگا سکے۔ چنانچہ کبھی کبھی یہ غوطہ مار کر کسی کیڑے یا کیکڑے یا چھوٹے مینڈک یا مچھلی کو چونچ میں دبا کر اڑ جاتی ہے۔ ساحل سمندر پر یہ چڑیا ایسی چھوٹی مچھلیوں کی تلاش میں رہتی ہے جو جہاز یا کشتی والے پکڑنے کے بعد سمندر میں واپس پھینک دیتے ہیں۔ اس چڑیا کے پنجوں میں جھلی ہوتی ہے اور یہ تیر بھی سکتی ہے لیکن دھومڑا کے برعکس تہاری پانی

میں شاذو نادر ہی اترتی ہے۔ یہ اپنا زیادہ وقت اڑنے میں یا ساحل پر اپنے چھوٹے چھوٹے مضحک پیروں پر بیٹھے ہوئے گزارتی ہے اور صرف اڑتے وقت ایک کرخت صدا لگاتی ہے جو ”کریک کریک“ سی سنائی دیتی ہے اور سفید لٹورے کی آواز سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔

دوسری قسم کے تہاری کو دریائی تہاری کہتے ہیں کیونکہ یہ دلدلوں کی بہ نسبت دریا کو زیادہ پسند کرتی ہے یہ بھی خاکی اور سفید ہوتی ہے۔ اس کا سر کچھ بڑا اور بھورے دھبوں والا ہوتا ہے۔ چونچ زرد ہوتی ہے اور دم زیادہ کٹی ہوئی۔ موسم تولید میں سر بالکل سیاہ ہو جاتا ہے لیکن جسم کا نچلا حصہ سفید ہی رہتا ہے۔

تہاری شمالی ہند خصوصاً کشمیر میں بھی انڈے بچے دیتی ہے۔ یہ اپنا گھونسلا کسی جھیل یا دلدل میں بناتی ہے جو سنگھاڑے یا دوسری تیرتی پتیوں پر گھاس پھوس کی ایک گدی ہوتا ہے عام طور سے ۲ یا ۳ انڈے دیتی ہے جو رنگت میں ہریالے یا نیلاہٹ مائل یا گہرے بھورے ہوتے ہیں ان پر گہرے بھورے یا بیگنی رنگ کے دھبے اور دھاریاں ہوتی ہیں۔

بھٹ تیتر، کبوتر اور فاختہ قسم کی چڑیاں شکار کرنے والوں اور گوشت کھانے والوں دونوں کو مرغوب ہیں۔ ان کی ایک پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ مرغی کی طرح چونچ کو پانی میں ڈبو کر اور سر اٹھا کر پانی نہیں پیتیں بلکہ گھوڑے کی طرح منہ پانی میں ڈال کر لگاتار گھونٹ بھر کر پانی پیتی ہیں۔ بھٹ تیتر دیکھنے میں کبوتر سا ہوتا ہے، البتہ اس کے بال بھورے ہوتے ہیں، گردن اور ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں، دم گاؤدم اور نوکیلی ہوتی ہے اور بازوؤں کے بڑے پر نوکیلے اور لمبے۔ وہ نیم ریگستانی علاقوں اور خالی کھیتوں میں جھنڈ کے جھنڈ دکھائی دیتے ہیں اور ایک مقررہ من پسند جگہ پر ایک ساتھ پانی پینے جاتے ہیں۔

(Common Sandgrouse) یعنی بھٹ تیتر (پلیٹ ۸، نمبر ۴۴) کبوتر سے زرا چھوٹا، رنگت میں پیلا ریتیلا بھورا ہوتا ہے، دم نوکیلی ہوتی ہے، سینے کے گرد ایک سیاہ پٹی ہوتی ہے اور پیٹ سیاہی مائل بھورا ہوتا ہے۔ ٹھڈی اور گلا ہلکے پیلے ہوتے ہیں۔ مادہ چڑیا کی ٹھڈی چھوڑ کر سارے جسم پر یا تو دھاریاں ہوتی ہیں یا دھبے لیکن اسکے سینے پر بھی ایک کالی دھاری ہوتی ہے جب یہ چڑیا اڑتی ہے تو اسکے نوکیلے بازو اور دم اور اس کی دوہری پکار سے اس

کی پہچان ہوتی ہے۔ یہ چڑیا خشک اور خالی کھیتوں میں درجنوں کے جھنڈ میں دکھائی دیتی ہے۔ رنگت ایسی ہوتی ہے کہ وہ ماحول میں گھل مل جاتی ہے اور خالی زمین پر بیٹھی چڑیا مشکل سے نظر آتی ہے۔ گو کہ یہ اکثر پانی سے دور بسیرا لیتی ہے لیکن صبح و شام یہ جھنڈ کے جھنڈ کی شکل میں چاروں طرف سے آکر ایک مشترکہ من پسند تالاب یا جھیل میں پیاس بجھانے جاتی ہے۔ جب یہ پانی پر گرتی ہے تو شکاریوں کو ان کے شکار میں بڑا مزا آتا ہے کیونکہ یہ آسان شکار نہیں ہے۔ تیزی اور طاقت سے اڑتی ہے۔ اڑتے وقت ”کٹ روکٹرو“ کی دوہری آواز لگاتی ہے جو اس کی اڑان نظر آنے کے بہت پہلے سے سنائی دینے لگتی ہے۔ اس کی غذا گھاس کے بیج، دانے اور زمین پر پڑی کونپلیں ہیں۔ یہ چگنے کے ساتھ ساتھ خاصی دھول بھی پھانک لیتی ہیں۔ اپنے انڈے کھلی جگہ پر دیتی ہے۔ بہت کیا تو زمین کو تھوڑا کھرچ کر اس پر انڈے رکھ دیتی ہے یعنی گھونسلا بنانے کا جھنجھٹ مول نہیں لیتی۔ عام طور سے ۳ انڈے دئے جاتے ہیں جو پیلے خاکی یا پیلے پتھریلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان پر بھورے رنگ کے چھینٹے بھی پڑے ہوتے ہیں۔ بچے بالوں سے بھرے ہوتے ہیں تاکہ ان کی حفاظت ہو سکے اور وہ پیدا ہوتے ہیں دوڑنے لگتے ہیں۔ نر پانی پیتے وقت اپنے پیٹ کے روؤں کو پانی میں خوب بھگو لیتا ہے اور پھر گھونسلے میں واپس جاکر یہ پانی اپنے بچوں کو پلا دیتا ہے۔

(Common green Pigeon) یعنی ہریل کبوتر کی ایک اور قسم جو صرف پھل اور میوہ کھاتی ہے ہریل کہلاتی ہے۔ (پلیٹ ۹، نمبر ۴۶) یہ گھریلو کبوتر کی جسامت کی ایک چڑیا ہے جس کا رنگ پیلاہٹ لئے زیتونی ہرا اور خاکستری ہوتا ہے۔ اس کے کندھے پر ایک عنابی دھبا ہوتا ہے جو مادہ میں کم نمایاں ہوتا ہے۔ سیاہی مائل بازووں پر ایک پیلی پٹی ہوتی ہے۔ اس کی پیلی ٹانگیں اسے دوسرے کبوتروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ ہریل کے جھنڈ جنگلوں اور درخت بھرے میدانوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ شہروں اور دیہاتوں کے قریب ہی رہتا ہے اور اکثر پھل دار شہری باغوں میں بھی گھس جاتا ہے۔ ہم جنسوں کے غول میں رہنے والا خالص شجری پرندہ ہے یعنی بہت کم زمین پر اترتا ہے۔ پھلدار شاخوں اور ٹہنیوں پر بڑی مہارت کے ساتھ چلتا ہے۔ اکثر ٹہنیاں پکڑ کر الٹا لٹک جاتا ہے اس سے برگد یا پیپل کے گولروں پر منہ

مارنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ہریل کو جیسے ہی خطرے کا احساس ہوتا ہے وہ بت بن جاتا ہے اور اس کے پروں کی رنگت پتوں کی رنگت میں اس طرح گم ہو جاتی ہے کہ جب تک وہ ہلے نہیں کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا لیکن اگر کوئی فائر کرتا ہے تو پھلدار برگد میں سے یکایک بھر بھرا کر اتنے سارے ہریل نکل آتے ہیں کہ لوگ دنگ رہ جاتے ہیں ان کا جھنڈ سارے دن ایک کے بعد دوسرے درخت کے پھل کھاتا پھرتا ہے اور جب پیٹ بھر جاتا ہے تو درختوں کی پھنگیوں پر آرام کرتا ہے۔ سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت یہ پرندہ پتیوں سے خالی درختوں پر اپنے پروں کو پھلائے بیٹھا دھوپ کھاتا ہے۔ ہریل کی آواز تیز، طاقتور اور براہ راست ہوتی ہے۔ اڑتے وقت اس کے پروں سے کھٹکھٹانے کی آواز سی آتی ہے۔ سارے ہریل پھلوں پر ہی گذارا کرتے ہیں اور جنگلی انجیر ان کی مرغوب غذا ہے۔ ان کی آواز دلکش، مدھم اور سریلی سیٹی کی سی ہوتی ہے جس کا اتار چڑھاؤ انسانی سیٹی سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ ان کا گھونسلا چند ٹہنیوں کا بنا ہوا پلیٹ فارم سا ہوتا ہے، فاختہ کے گھونسلا جیسا، جو درمیانہ قد کے کسی درخت پر پتوں میں چھپا ہوتا ہے۔ انڈے ہمیشہ ۲ ہوتے ہیں، سفید اور چمکیلے۔

(Blue Rock Pigeon) یعنی کبوتر (پلیٹ ۹ نمبر ۴۸) کوے اور گوریا کی طرح کبوتر ہمارا سب سے دیکھا بھالا پرندہ ہے۔ یہ رنگت میں سلیٹی خاکستری ہوتا ہے اور اس کی گردن اور سینے کے اوپری حصے پر آہنی سبز، بیگنی اور عنابی رنگ کے چمکدار بال ہوتے ہیں۔ بازوؤں پر دو سیاہ پٹیاں ہوتی ہیں اور دم پر بھی ایک چوڑی سیاہ پٹی ہوتی ہے۔ جنگلی کبوتر جس سے ہماری ساری پالتو قسمیں نکلی ہیں، گھنے جنگلوں میں نہیں رہتا بلکہ کھلے میدانوں، چٹانوں اور پہاڑوں میں گھونسلا بناتا ہے۔ دراصل بیشتر آبادیوں میں جنگلی کبوتر دیسی قسم کے اس درجہ جوڑا کھا جاتا ہے کہ اب وہ تقریباً پالتو اور انسان کا ہمدم ہو چکا ہے۔ چنانچہ ہندوستان کے ہر شہر میں، انسانی آبادی کے ساتھ ساتھ، کبوتروں کی بھی آبادی ہوتی ہے جو بھیڑ بھاڑ سے بھرے بازاروں کے شور وغل کے پوری طرح عادی ہو جاتی ہے۔ لوگ چونکہ اس کی ناز برداری کرتے ہیں لہٰذا کبوتر کاہلی اور عیش کی زندگی گذارتا ہے اور عمارتوں کے اندر اور باہر گھونسلا بناتا ہے۔ گودام، کارخانوں کے شٹر، مسجدیں، ریلوے اسٹیشن اور مال گودام اس کی

پسندیدہ جگہیں ہیں جہاں لوگ اسکی بیٹ اور گندگی سے عاجز رہتے ہیں۔ جنگلی کبوتر اکثر پرانے کنووں، ٹوٹی پھوٹی عمارتوں، پہاڑوں، قلعوں اور چٹانوں میں، دراڑوں یا چھجوں میں گھونسلا بناتا ہے جہاں سے اڑ کر وہ نئی بوئی یا نئی کاٹی فصلوں کے کھیت میں اناج، دانوں، اور مونگ پھلی کی تلاش میں جاتا ہے۔ کبوتر کی آواز بہت جانی پہچانی "غٹر غوں، غٹر غوں" ہوتی ہے جو نر اپنا گلا پھلا کر اور عام طور سے اپنی مادہ کے سامنے سر جھکا جھکا کر، گھوم گھوم کر، ناچ ناچ کر سناتا ہے۔ گھونسلا معمولی ٹہنیوں اور گھانس پھوس سے بنی ایک گدی ہوتی ہے۔ انڈے صرف ۲ سفید رنگ کے بے داغ ہوتے ہیں۔

(Spotted Dove) یعنی چترو کا فاختہ یا پر کی سائز میں مینا اور کبوتر کے بین بین ہوتی ہے۔ (پلیٹ ۹، نمبر ۴۷) جس طرح بطخ اور ٹیل میں کوئی فرق نہیں، اسی طرح نسل کے لحاظ سے کبوتر اور فاختہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ فاختہ ایک پتلا چھوٹا کبوتر ہے۔ جس کا اوپری حصہ فاختئی اور خاکی ہوتا ہے۔ اس کی گردن کے پیچھے ایک کالا چار خانہ سا بنا ہوتا ہے جس میں سفید چھتیاں ہوتی ہیں۔ اسکے جوڑے یا چھوٹے جھنڈ اکثر کھلے جنگلوں، کھیتوں اور ایسے علاقوں میں جہاں پانی کے قریب ہو، کٹے ہوئے کھیتوں یا دھول بھری پگڈنڈیوں پر دانہ دنکا چگتے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر اسے کوئی چھیڑے نہیں تو فاختہ بہت جلد مانوس ہو جاتی ہے، باغوں میں گھس جاتی ہے اور لوگوں کی آمدورفت سے لاپروا، بنگلوں کے برآمدوں کی کڑیوں میں گھونسلا بنا لیتی ہے۔ اس کی آواز بہت مانوس "کرک کرو، کرو کرو کرو" ہے جو سریلی نگر کچھ غمگین سی لگتی ہے۔ یہ کرو کرو عام طور سے ۳ سے ۶ بار تک دہرائی جاتی ہے۔ گھونسلا محض چند پتلی ٹہنیوں اور گھاس پھوس سے بنی ایک گدی ہوتی ہے جو کسی جھاڑی یا چھجے یا کسی بنگلے کی کارنس میں بنایا جاتا ہے۔ کبوتر خاندان کی سبھی چڑیاں محض ۲ سفید انڈے دیتی ہیں۔

فاختہ کی ایک اور قسم (Red Turtle Dove) ہے جو ہندی میں سروتی فاختہ یا گروی فاختہ یا اتوا کہلاتی ہے۔ (پلیٹ ۹، نمبر ۴۷۔اے) یہ مینا سے ذرا بڑی ہوتی ہے۔ مادہ نر سے کچھ مختلف ہوتی ہے۔ اس کا سر پیلا۔ بھورا مائل خاکستری ہوتا ہے جبکہ نر کا سر چمکیلا گلابی

اور اینٹ کے رنگ کا سرخ ہوتا ہے۔ یہ چھوٹی ڈھور فاختہ سے ملتی جلتی ہے۔ سروتی فاختہ کھلے کھیتوں میں یا نیم ریگستانی علاقوں میں بہت کم تعداد میں دکھائی دیتی ہے یعنی گو کہ یہ نایاب نہیں لیکن فاختہ کی دوسری قسموں کے مقابلے میں کمیاب ضرور ہے اور انسانوں کے آس پاس تو بالکل نہیں پھٹکتی۔ اسکی آواز بھی نسبتاً کرخت ہوتی ہے جو "گر گو گر گو" سی سنائی دیتی ہے اور جلد جلد دہرائی جاتی ہے اس کا گھونسلا ٹہنیوں کا بنا ایک چھدرا سا پلیٹ فارم ہوتا ہے جو زمین سے کوئی ۳ سے ٦ میٹر کی اونچائی پر کسی شاخ پر بنایا جاتا ہے۔ نیچے کھڑے آدمی کو ۲ سفید انڈے اس چھدرے گھونسلے سے صاف جھلکتے دکھائی دیتے ہیں۔

پرندوں کی دوسری عام قسم توتا کہلاتی ہے۔ ان چڑیوں کی چونچ چھوٹی مضبوط اور ہک کی طرح مڑی ہوئی ہوتی ہے توتے کے پیر چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کی دو انگلیاں آگے کی طرف اور دو پیچھے کی طرف مڑی ہوتی ہیں۔ جس کے باعث یہ آسانی سے چڑھ سکتا ہے۔ اس کے تقریباً سارے بال و پر ہرے اور خوشنما ہوتے ہیں لیکن یہ پرندہ فصلوں اور پھلوں کے لئے خاصا تباہ کن ہوتا ہے اور مالی نقطہ نظر سے اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

توتے کی سب سے عام قسم (Rose Ringed Parakeet) یعنی توتا یا لہبر کہلاتی ہے۔ (پلیٹ ۹، نمبر ۴۹) یہ سائز میں مینا سے ذرا بڑا ہوتا ہے اور لمبی نوکیلی دم رکھتا ہے اس کا رنگ ہری گھاس کا سا ہوتا ہے، چونچ گہری سرخ اور مڑی ہوئی اور گردن پر سیاہ اور گلابی پٹی ہوتی ہے۔ مادہ نر کے جیسی ہوتی ہے لیکن اس کی گردن پر رنگین پٹی نہیں ہوتی۔ کوے گوریا مینا اور کبوتر کی طرح توتا بھی ایک نہایت عام پرندہ ہے۔ یہ بڑے بڑے جھنڈوں میں کھیت کھلیانوں اور آباد علاقوں میں رہتا ہے جہاں کھانے پینے کی کمی نہ ہو۔ یہ کسان اور باغبانوں کو بہت تنگ کرتا ہے اور کھڑی فصلوں اور پکتے پھلوں میں خاصی تباہ کاری پھیلاتا ہے کیونکہ کھانے سے کہیں زیادہ پھلوں کو کتر کر چھوڑ دیتا ہے جس سے وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ریلوے اسٹیشنوں پر غلے اور مونگ پھلی کے بورے جو مال گاڑی میں لادنے کے لئے پڑے رہتے ہیں انہیں توتوں کے غول کتر کتر کر آرام سے کھاتے رہتے ہیں۔ دن بھر تباہ کاری مچانے کے بعد شام کو توتوں کے غول شور مچاتے درختوں کے جھنڈ

میں بسیرا لینے کے لئے چلے جاتے ہیں، لیکن یہ بسیرا شہر سے دور نہیں ہوتا۔ اس کی مانوس چیختی آواز "کیک، کیک، کیک" سی سنائی دیتی ہے اور یہ اٹھتے بیٹھتے یا اڑتے وقت اسی کیک کیک کی رٹ لگایا کرتا ہے۔

عام توتوں اور بڑے توتوں کو (جسے ہیرامن توتا کہتے ہیں) لوگ بڑے شوق سے پنجرے میں پالتے ہیں کیونکہ توتے کو چند الفاظ بولنا سکھایا جاتا ہے جو یہ مبہم لیکن پہچان کے قابل لہجہ میں ادا کر لیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ توتا کچھ کرتب بھی سیکھ لیتا ہے مثلاً کھلونا توپ میں بارود بھر کر اسے داغ لینا۔ توتا ۴ سے ٦ تک انڈے دیتا ہے جو بالکل سفید اور مخروطی شکل کے ہوتے ہیں۔ وہ اپنا گھونسلا ہدہد یا بسنتا کے بنائے ہوئے سوراخوں یا چٹانوں اور مکانوں میں بنی ہوئی دراڑوں میں بناتا ہے۔ کئی جوڑے آس پاس ہی گھونسلا بناتے ہیں۔

ہندوستان میں ایک بڑا توتا بھی پایا جاتا ہے جسے انگریزی میں (Large Indian Parakeet) یا (Alexandrian Parakeet) کہتے ہیں اور ہندی میں رائے توتا یا ہیرا من توتا یہ نہ صرف جسامت میں بڑا ہوتا ہے بلکہ اس کی چونچ بھی بڑی ہوتی ہے۔ نر توتے کا کندھا سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے جبکہ مادہ توتے کے کندھے پر کوئی سرخ رنگ یا دھاری نہیں ہوتی۔ یہ زیادہ تر ایسے جنگلی علاقوں میں پایا جاتا ہے جہاں انسانی آبادی کم ہو۔ بہر حال چھوٹے اور بڑے دونوں قسم کے توتوں کے بچے بازار میں بیچنے کے لئے لائے جاتے ہیں۔

کویل کی ذات سے تعلق رکھنے والے پرندے ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ پرانی دنیا میں ان کی خاص پہچان اور عادت یہ ہے کہ وہ اپنا انڈا دوسری چڑیوں کے گھونسلے میں دیتے ہیں اور وہ چڑیا ان کے انڈے سیتی ہیں اور بچے پالتی ہیں۔ اس کی کلاسیکی مثال یوروپ میں پائی جانے والی ککو ہے جو کہ کشمیر اور مغربی ہمالیہ تک آتی ہے۔ اس کی ایک قسم آسام میں بھی پائی جاتی ہے لیکن ہندوستان میں اس قبیلے کی سب سے نمایاں مثال کویل یا کوکیلا کی ہے۔ (پلیٹ ۱۰، نمبر ۵۱) کویل تقریباً کوے کے اتنی بڑی لیکن اس سے پتلی ہوتی ہے اور اس سے زیادہ لمبی دم رکھتی ہے۔ نر پرندے کا سارا جسم سیاہ چمکیلے رنگ کا ہوتا ہے چونچ پیلی ہری ہوتی ہے اور آنکھیں سرخ یا لال بھبھوکا رنگ کی ہوتی ہیں۔ مادہ بھوری ہوتی ہے اور اس پر سفید

چتیاں اور دھاریاں ہوتی ہیں۔ گو کہ کویل بہتیرے کنجوں اور باغ باغیچوں میں پائی جاتی ہے لیکن لوگ اس کو شکل سے زیادہ آواز سے پہچانتے ہیں۔ یہ خاص درختوں میں رہنے والی چڑیا ہے اور زمین پر نہیں اترتی۔ جاڑوں میں یہ خاموش رہتی ہے اور لوگ اس کو بھول جاتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ یہ کہیں چلی گئی ہے۔ لیکن گرمی کے آتے ہی، جو اس کا موسم تولید ہے یہ نہ صرف چہچہانے بلکہ بے حد شور مچانے لگتی ہیں۔ جب گرمی بڑھتی ہے تو نر کویل کی آواز یعنی اس کی تیز، پتلی اور تیز تر ہوتی ہوتی "کو کو، کو کو" چاروں طرف سارے دن بلکہ رات گئے تک گونجا کرتی ہے لیکن تھوڑی دیر بعد پھر یہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ سننے والا اکتا جاتا ہے۔ ہندی کی رومانی کویتا اور گیتوں میں کویل کے گیت کے بڑے گن گائے جاتے ہیں اور اگر اسے صرف تھوڑی دیر سنا جائے تو واقعی یہ گیت میٹھا اور سریلا بھی لگتا ہے لیکن اگر لگاتار سننا پڑے تو آدمی نہ صرف اکتا جاتا ہے بلکہ اس کے اعصاب پر برا اثر پڑتا ہے۔ اسے انگریزی میں (Brain fever Bird) یعنی خلل دماغ والی چڑیا کہا جاتا ہے جو دراصل پپیہے کا نام ہے۔ مادہ کویل کوئی گیت نہیں گاتی وہ تو محض ایک شاخ سے دوسری شاخ پر ایک درخت سے دوسرے درخت تک پھدکتے وقت "کک، کک، کک" کہتی ہے۔

کویل عام طور سے برگد اور پیپل کے گولر، مختلف قسم کی بیریاں اور روئیں دار کیڑے کھاتی ہے۔ کویل کے انڈے دینے کا موسم وہی ہے جو اس کے میزبان دیسی یا جنگلی کووں کا۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ کویل خود کوئی گھونسلا نہیں بناتی بلکہ اپنے انڈوں کو کووں کے گھونسلے میں رکھ دیتی ہے اور اس کے بچے بھی کوے پالتے ہیں۔ انڈے پیلے خاکستری سبز ہوتے ہیں جن پر سرخی مائل بھورے رنگ کے دھبے اور چتیاں ہوتی ہیں۔ یہ کووں کے انڈوں سے ملتے جلتے لیکن ان سے کچھ چھوٹے ہوتے ہیں۔ کویل اپنے سارے انڈے ایک ہی گھونسلے میں نہیں رکھتی بلکہ مختلف گھونسلوں میں بانٹ دیتی ہے۔

لیکن اسی قبیلے کی چند ایسی چڑیاں بھی ہوتی ہیں جو گھونسلے بھی بناتی ہیں اور اپنے بچے بھی پالتی ہیں۔ ان میں ایک (Crow Pheasant) یا (Covcal) ہے مہوکا یا کوکا (پلیٹ ۱۰، نمبر ۵۳) یہ سائز میں جنگلی کوے کے برابر ہوتی ہے اور اس کی رنگت خاصی بھڑک دار ہوتی

ہے یعنی جسم چمکیلا کالا تو بازو بھورے۔ اس کی دم لمبی چوڑی اور سرے پر گول ہوتی ہے۔ یہ چڑیا جھاڑی دار کھلے میدانوں میں رہتی ہے جہاں کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے درخت یا اونچی گھاس ہو یا کھیتوں میں فصل لگی ہو۔ اکثر آبادی والے علاقوں کے پاس پائی جاتی ہے اور باغوں میں آزادی سے گھس جاتی ہے۔ اس چڑیا کو ایک زمینی پرندہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ غذا کی تلاش میں بیشتر گھاس پھوس پر با مقصد انداز سے چلتا رہتا ہے۔ دم تقریباً گھسٹتی جاتی ہے۔ کبھی کبھی پر پھڑپھڑاتا ہے تاکہ کیڑے مکوڑے گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگیں اور پکڑے جائیں۔ غذا کی تلاش میں کبھی کبھی یہ جھاڑیوں اور شاخوں پر بھی تیزی سے چڑھتا اور پھدکتا دکھائی دیتا ہے تاکہ کیڑے مکوڑے گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگیں اور پکڑے جائیں۔ غذا کی تلاش میں کبھی کبھی یہ جھاڑیوں اور شاخوں پر تیزی سے پھدکتا اور چڑھتا دکھائی دیتا ہے۔ اسکی آواز ایک گہری "اوک" سی ہوتی ہے جسے یہ برابر ایک وقفے کے ساتھ آہستہ آہستہ دوہراتا رہتا ہے، خاص طور پر گرمی کے موسم میں یہ آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی یہ تیزی سے "کوپ، کوپ، کوپ، کوپ" کی صدا چھ سات بار سے لے کر ۲۰ بار تک نکالتا ہے۔ یہ صدا ایک سیکنڈ میں ۲ یا ۳ بار دہرائی جاتی ہے۔ آواز سنتے ہی دوسرا مہوکا بھی اس کا جواب دیتا ہے اور یہ باقاعدہ دوگانا دیر تک جاری رہتا ہے۔ یہ پرندہ دوسری صدائیں بھی نکالتا ہے، یعنی کبھی کبھی مینڈک کی طرح بے سرے انداز میں ٹراتا ہے اور کبھی کبھی غرا کر ہنستا ہے جو بہت عجیب سا لگتا ہے۔ موسم تولید میں نر پرندہ مادہ کے سامنے طرح طرح کے ناچ دکھاتا ہے۔ کبھی اپنے دم کے پروں کو مور کی طرح اوپر کھڑا کر لیتا ہے اور اس سے گویا پنکھا جھلنے لگتا ہے اور کبھی اپنے بازووں کو نیچے لٹکا کر مادہ کے سامنے اترا کر چلتا ہے۔ مہوکا کی اڑان کمزور ہوتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ بڑا زور لگا کر اڑ رہا ہے۔ اڑتا بھی بہت کم دور تک ہے۔ اس کی مرغوب غذا انڈے اور ایسے ہی بڑے کیڑے رینگنے والے کیڑے، چوہے، چھپکلی، چھوٹے سانپ وغیرہ ہیں۔ یہ چھوٹے پرندوں کے انڈے بھی شوق سے کھاتا ہے اور بہت ہی منظم انداز میں زمین پر جھاڑیوں میں چھوٹی چڑیوں کے گھونسلے تلاش کرتا رہتا ہے۔ عطائی لوگ مہوکا کے گوشت کو سانس کی بیماری میں دوا کے طور پر تجویز کرتے ہیں۔ اس کا گھونسلا

پتیوں اور تنکوں کا ایک بڑا سا گولا ہوتا ہے جس کے ایک طرف داخلے کا دروازہ ہوتا ہے۔ یہ گھونسلا عام طور سے کسی خاردار درخت کی نیچی شاخ پر ہوتا ہے۔ یہ ۳ یا ۴ انڈے دیتا ہے۔ جو بالکل سفید ہوتے ہیں۔ ان کی اوپری سطح چاک کی ایسی ہوتی ہے۔

الو بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں اور ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں ان میں دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک سفید اور دوسرا اصلی الو۔ سفید الو کا منھ پتلا اور سوکھا، بندر جیسا ہوتا ہے جب کہ اصلی الو گول سر اور نہ جھپکنے والی آنکھیں رکھتا ہے۔ بعض الوں کے سر پر سینگ کی شکل کے بال آگے نکلے ہوتے ہیں۔

ہندوستان میں سب سے عام قسم (Spotted Owl) بھورے چتی دار الو کی ہوتی ہے جسے کھوسٹیا یا چغد بھی کہتے ہیں (پلیٹ ۱۰، نمبر ۵۰) یہ سائز میں مینا کے برابر ہوتا ہے لیکن اس سے موٹا، جسم تقریباً چوکور سا ہوتا ہے رنگ خاکستری بھورا، جس پر سفید چتیاں پڑی ہوتی ہیں سر بڑا اور گول ہوتا ہے۔ اور آگے کو نکلی آنکھیں بغیر جھپکے کھلی رہتی ہیں۔ یہ عام طور سے میدانوں اور پہاڑوں کے دامن میں رہتا ہے اور انسانی آبادی سے کافی مانوس ہوتا ہے۔ بڑے آم یا برگد یا ایسے ہی درختوں کی دراڑوں یا سوراخ میں اکثر الو کے دو ایک جوڑے پائے جاتے ہیں اور اگر کسی درخت کے تنے کو کھٹ کھٹایا جائے تو یہ یا تو گھونسلے سے باہر جھانکتا ہے یا اگر کسی اونچی شاخ پر اس کا جوڑا الگ تھلگ بیٹھا ہو تو فوراً اڑ جاتا ہے یا گھبرا کر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جا بیٹھتا ہے اور وہاں سے بیوقوفوں کی طرح مخل ہونے والے کی طرف بغیر آنکھیں جھپکائے دیکھتا رہتا ہے بلکہ کبھی کبھی اپنے سر کو ایک دائرے کی شکل میں گھما کر ادھر ادھر کا جائزہ بھی لیتا رہتا ہے۔

الو صرف جھٹ پٹے کے وقت یا رات کے اندھیرے میں نکلتا ہے اور دن میں چھپا رہتا ہے وہ گھونسلے سے باہر نکل کر ٹیلی گراف کے تاروں یا کھمبوں جیسی جگہوں پر بیٹھ جاتا ہے اور زمینی ٹڈوں اور کیڑوں کو جھپٹ کر شکار کر لیتا ہے یا بڑی خاموشی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑ کر چلا جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ پروانوں اور دوسرے اڑنے والے کیڑوں کا بھی شکار کر لیتا ہے جو بھیگی زمین سے بر آمد ہوتے ہیں اور کیڑوں کو اپنے پنجوں میں دبا کر پھر اپنی

جگہ پر بیٹھ جاتا ہے اور پھر توتے کی طرح شکار کو نوچ نوچ کر منھ میں ڈال لیتا ہے۔ کبھی کبھی یہ باز کی طرح شکار کا پتہ لگانے کے لئے ہوا میں چکر لگاتا رہتا ہے۔ گو کہ عام طور پر اس کی غذا کیڑے مکوڑے ہیں لیکن یہ چھپکلیوں، چھوٹے چوہوں، اور چھوٹی چڑیوں کا بھی شکار کرتا ہے۔ الو کے پٹھے بہت شور مچاتے ہیں اور آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اکثر ل کر کوئی بے سرا گیت بھی الاپنے لگتے ہیں۔ الو درختوں پر یا عمارتوں کے سوراخوں یا کھو کھلی جگہوں پر گھونسلا بناتا ہے جو گھانس سے بنایا جاتا ہے اور اس پر پروں کا استر دیا جاتا ہے۔ وہ ۳ یا ۴ انڈے دیتا ہے جو گول اور سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔

الو کی دوسری قسم (Great -Horned Owl) یعنی گھگھو کہلاتی ہے۔ (پلیٹ ۱۰، نمبر ۵۲) یہ سائز میں چیل کے برابر لیکن اس سے زیادہ گٹھا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے گہرے بھورے رنگ پر پیلی، بادامی اور سیاہ چتیاں اور دھاریاں پڑی ہوتی ہیں۔ سر کے اوپر بالوں کے دو گچھے سینگ کی طرح آگے کو نکلے ہوتے ہیں۔ بھورے رنگ کا مچھلی الو بھی اسی طرح کا ہوتا ہے لہٰذا دونوں میں دھوکہ ہو سکتا ہے مگر گھگھو زیادہ زرد بادامی ہوتا ہے اور اس کے پیر بالوں سے بھرے ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے الو کے پیر بغیر بالوں کے ہوتے ہیں۔

گھگھو دن میں کسی جھاڑی کے نیچے یا چٹان کے سایہ دار حصے یا کسی کھڈ میں یا دریا کے کگارے میں آرام کرتا ہے۔ گو کہ یہ مچھلی الو کی طرح دن میں بالکل غائب نہیں رہتا بلکہ کبھی کبھار ادھر ادھر آتا جاتا دکھائی دیتا رہتا ہے بہر حال عام طور پر گھگھو دن بھر آرام کرنے کے بعد جھٹ پٹے کے وقت بوبواو بوبواو،، کی گہری سنجیدہ اور گنج دار پکار کے ساتھ بر آمد ہوتا ہے۔ یہ آواز بہت تیز نہیں ہوتی لیکن بہت دور تک سنائی دیتی ہے۔ وہ اکثر کسی چٹان یا دوسری کھلی جگہ کی اونچائی پر بیٹھتا ہے جہاں سے وہ اپنی شکار گاہ تک بڑی خاموشی سے ہوا میں پھسلتا ہوا جا پہنچتا ہے۔ اپنی عام آواز کے علاوہ وہ کبھی غرا کر اور کبھی سی سی کر کے اپنے جذبے اور جوش کا اظہار کرتا ہے۔ گھگھو کی غذا عام طور سے ایسے چھوٹے جانور ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ پلا کر پالتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ چھپکلیاں اور رینگنے والے کیڑے، کبھی کبھی کیڑے مکوڑے اور کیکڑے اور مچھلیاں بھی کھاتا ہے۔ زراعتی علاقوں میں اس کی خاص غذا کھیتوں

میں پائے جانے والے گھونس اور چوہے ہوتے ہیں۔۔ وہ ان جلد بڑھنے والے اور تباہ کن اور موذی جانوروں کا خاتمہ کر کے معاشی طور پر انسان کی بڑی خدمت انجام دیتا ہے۔ لہٰذا الو اس کا مستحق ہے کہ اس کے تحفظ کی سختی سے تدابیر کی جائیں۔ وہ کوئی گھونسلا نہیں بناتا اور ننگی زمین پر یا دریا کے کگاروں پر یا چٹانوں کی دراڑوں میں ۳ یا ۴ انڈے دے دیتا ہے جو بالائی کے رنگ کے سفید اور گول بیضوی ہوتے ہیں۔

ہندوستان کی بر صغیر میں ایک اور پرندہ (Night Jar) یعنی چھپک یا ڈاب چری پایا جاتا ہے۔ (پلیٹ ۱۰، نمبر ۵۴) یہ بھی اندھیرے یا رات میں نکلنے والی چڑیا ہے۔ اس کا رنگ الو جیسا ہوتا ہے لہٰذا یہ آسانی سے چھپ سکتی ہے۔ ٹانگیں بہت چھوٹی اور کمزور ہوتی ہیں اور چونچ کا دہانہ بہت بڑا ہوتا ہے تاکہ یہ کم روشنی میں بھی اڑتے ہوئے کیڑوں کو اپنا نوالہ بنا سکے۔ دہانے سے کچھ سخت بال بھی نکلے ہوئے ہوتے ہیں اور ان سے بھی کیڑوں کو پکڑنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ سائز میں مینا کے برابر ہوتی ہے۔ اس کے نرم پر خاکستری، بھورے پیلے اور گندمی ہوتے ہیں جن پر سیاہ دھاریاں اور دھبے پڑے ہوتے ہیں۔ ان سے چھپنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اڑتے وقت بازوؤں کا سفید حصہ دکھائی دیتا ہے۔ چھپک دن میں جھاڑیوں میں یا پگڈنڈیوں پر اکثر بیٹھی رہتی ہے اور شام کے وقت اڑ کر کیڑوں کو پکڑتی ہے۔ اس کی غذا محض کیڑے یعنی بھنورے، پتنگے وغیرہ ہوتے ہیں جنھیں وہ اڑتے اڑتے اپنے دہانے میں قید کر لیتی ہے۔ اس پرندے کی خاصیت یہ ہے کہ یہ بڑی خاموشی سے اڑتا ہے بلکہ بھنورے کی طرح چکر لگاتا رہتا ہے۔ لیکن اڑان کے دوران یا شکار کا پیچھا کرتے وقت یا کسی روکاوٹ سے بچنے کے لئے ڈاب چری حیرت انگیز پھرتی سے ہوا میں مڑتی ہے اور الٹی پلٹتی ہے، چکر لگاتی ہے اور کبھی پر پھڑ پھڑاتی ہے اور کبھی ہوا میں پھسلتی رہتی ہے۔ جب یہ سڑک پر بیٹھتی ہے تو آنے والی گاڑی کی روشنی میں اس کی آنکھیں لال یاقوت کی طرح چمکتی ہیں اور بالکل آخری لمحے میں خود کو کچلے جانے سے بچا لیتی ہے۔

اس پرندے کی آواز ''چک چک چک چکرز'' سی سنائی دیتی ہے جیسے کوئی پتھر پھسل رہا ہو۔ وہ کسی ٹیلے یا درخت پر یا زمین پر بیٹھ کر جھٹ پٹے کے وقت یہ صدا لگانا

شروع کر دیتا ہے تو رات بھر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اگر ایک چھپک کسی دوسرے چھپک کی آواز سنتی ہے تو فوراً جواب دینا شروع کر دیتی ہے اور یہ سوال و جواب ایک عرصے تک جاری رہتا ہے۔ خاص طور پر موسم تولید میں یہ پرندہ بہت شور مچاتا ہے، خصوصاً چاندنی راتوں میں یہ کوئی گھونسلا نہیں بناتا۔ اپنے انڈے جو عام طور سے ۲ ہوتے ہیں کسی جھاڑی میں ننگی زمین پر رکھ دیتا ہے۔ انڈے لمبوترے گول اور رنگت میں پیلے گلابی سے لے کر گہرے نارنجی تک کے ہوتے ہیں۔ ان پر سرخ بھورے اور گہرے بیگنی رنگ کے دھبے بھی ہوتے ہیں۔

ابابیل قسم کی چڑیوں کے جسم پتلے اور سڈول اور بازو کمان کی طرح کے ہوتے ہیں تاکہ یہ بہت تیز اڑان کر سکیں۔ ان میں (house swift) یعنی بابلا یا بتاسی (پلیٹ ۱۱، نمبر ۵۵) دن کا بیشتر حصہ اڑنے میں گذارتی ہے اور چونکہ اس کا دہانہ بھی چوڑا ہوتا ہے لہٰذا یہ عقاب کی طرح اڑتے ہوئے بھنگوں، کیڑوں اور بھونروں کا آسانی سے شکار کر لیتی ہے۔ اس کی ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں اور چاروں پنجے آگے کی طرف مڑے ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ تاروں وغیرہ پر بیٹھ نہیں سکتی۔ جیسا کہ اکثر چڑیاں کر لیتی ہیں۔ وہ صرف سیدھی یا جھکی ہوئی سطحوں میں اپنی تیز نوکیلے پنجے گڑو کر ان سے چپک سکتی ہے۔ بابلا گوریا سے چھوٹی ہوتی ہے۔ اس کا رنگ دھوبن کی طرح کا یعنی کالا ہوتا ہے۔ گلا اور دم کا حصہ سفید ہوتا ہے۔ دم چھوٹی اور چوکور اور بازو پتلے اور نوکیلے ہوتے ہیں۔ یہ پرانے قلعوں، مسجدوں، کھنڈروں اور آباد مکانوں کے آس پاس بھی دکھائی دیتی ہے۔ تنہا شکار نہیں کرتی بلکہ ٹولیوں میں دن بھر ادھر ادھر اڑا کرتی ہے اور اڑنے والے چھوٹے کیڑوں کا شکار کرتی رہتی ہے۔ اس دوران آپس میں خوش دلی سے چہچہا کر بات چیت بھی ہوتی رہتی ہے۔ اس کے لمبے بازو اس ڈھنگ کے بنے ہوتے ہیں کہ ہوا کی مزاحمت کم سے کم ہوتی ہے لہٰذا وہ بغیر کسی تھکان کے اور بغیر رکے بہت تیزی سے اڑ سکتی ہے۔ شام کے وقت بابلا کے جھنڈ ہوا میں چکر لگاتے بلکہ دائرہ بناتے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس وقت ان کی خوش دلانہ چاوں چاوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بڑے مزے میں ہیں۔ یہ چڑیاں گھونسلے بناتے وقت بھی جھنڈ کا ساتھ نہیں چھوڑتیں۔ دیوار کے کسی کونے میں، عمارت کی اندرونی چھت پر، دروازوں اور محرابوں کے نیچے، بھرے پرے بازاروں میں

بھی بہت سی چڑیاں بے ترتیبی کے ساتھ کہیں نہ کہیں اپنا گھونسلا چپکا لیتی ہیں۔ گھونسلا گھاس پھوس اور تنکوں سے بنایا جاتا ہے جنھیں یہ چڑیاں اپنے تھوک سے چپکا لیتی ہیں پیالہ نما گھونسلے میں داخل ہونے کا دروازہ اس طرح بنایا جاتا ہے کہ دیوار اور گھونسلے کے درمیان تھوڑی سی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے۔ یہ چڑیا ۲ سے ۴ تک انڈے دیتی ہے جو لمبوترے اور سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ اگر ان گھونسلوں کو اجاڑا نہ جائے تو چڑیا اگلے سال بھی بلکہ سالہا سال تک وہیں گھونسلے بناتی رہتی ہے۔

ہدہد کی نسل کی چڑیوں میں **(Small Blue King Fisher)** یعنی چھوٹی کلکلا یا شریفن (پلیٹ ۱۱، نمبر ۷۵) گوریا سے ذرا بڑی ہوتی ہے۔ اسکا اوپری حصہ نیلا اور ہرا ہوتا ہے۔ نچلا بھورا مائل سرخی، دم چھوٹی اور چونچ لمبی، نوکیلی اور سیدھی ہوتی ہے۔ یہ اکثر چشمے، تالاب یا جوہڑ کے پاس دیکھی جاتی ہے کبھی یہ کسی نیچی شاخ پر بیٹھی رہتی ہے تو کبھی کبھی پانی کی سطح پر نیچے نیچے تیزی سے اڑتی دکھائی دیتی ہے لیکن شاذ و نادر ہی یہ پتھریلے ساحلوں پر بھی دیکھی گئی ہے۔ جب یہ پانی کے کنارے کسی نیچی شاخ پر بیٹھتی ہے تو اپنے سر کو اوپر نیچے، دائیں بائیں مسلسل گھماتی رہتی ہے۔ اور اپنی چھوٹی سی دم کو اوپر کی طرف جھٹکے دیتی رہتی ہے اس وقت یہ ہلکی سی آواز کلک، کلک کی سی بھی نکالتی ہے۔ اس دوران یہ پانی میں ایسی چھوٹی مچھلیوں اور مینڈکوں کی تاک میں رہتی ہے جو پانی کی سطح پر آگئے ہوں۔ شکار دیکھتے ہی ایک چھپاکے کے ساتھ اس پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ چونچ پانی کی طرف رہتی ہے۔ ضرورت پڑے تو پانی کے اندر تک شکار کا پیچھا کرنے کے لئے غوطہ لگاتی ہے اور اکثر و بیشتر جب پانی سے باہر نکلتی ہے تو شکار چوڑان میں اس کے جبڑے میں دبا ہوتا ہے۔ تب یہ اپنے بیٹھنے کی جگہ پر واپس جاتی ہے، پہلے شکار کو شاخ سے ٹکرا ٹکرا کر مار ڈالتی ہے پھر اسے نگل جاتی ہے۔ کبھی کبھی یہ پانی پر منڈلاتے منڈلاتے اپنے شکار پر قابل دید انداز میں غوطہ مارتی ہے جو در اصل کوڑیالے کلکلے کا ہی حصہ ہے۔ جب یہ چڑیا پانی کی سطح پر نیچے نیچے اڑتے وقت اپنی شکار گاہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتی ہے تو "چی چی، چی چی" کی سی آواز نکالتی ہے۔ چھوٹی مچھلیوں اور مینڈک کے بچوں کے علاوہ یہ پانی کیڑے مکوڑے اور ان کے انڈے بچے بھی کھاتی ہے۔

چھوٹا کلکلا گھونسلا بنانے کے لئے کھائیوں، چشموں اور تالابوں کے کچے کنارے پسند کرتا ہے جن میں یہ چوڑان میں ایک میٹر تک سوراخ بناتا ہے اور پھر ایک نسبتاً زیادہ چوڑی جگہ کھود کر انڈے رکھنے کی جگہ بناتا ہے۔ گھونسلے میں کوئی استر نہیں ہوتا البتہ اس میں مچھلیوں کے کانٹے اور کیڑوں کے خول اور چھلکے وغیرہ بے ترتیبی سے پڑے ہوتے ہیں جن سے خاصی بدبو رہتی ہے۔ عام طور سے ۵ سے ۷ تک انڈے ہوتے ہیں جو بالکل گول سفید اور بہت چکنے ہوتے ہیں۔

اس پرندے کی ایک اور قسم **(White Breasted King Fisher)** یعنی سفید سینے والے کلکلا ہوتی ہے جو پانی پر زیادہ انحصار نہیں کرتی بلکہ زمینی کیڑے کھاتی ہے۔ یہ مینا کے برابر ہوتی ہے رنگت میں اوپر سے چمکدار فیروزئی نیلی، سر، گردن اور نچلا حصہ گہرا چاکلیٹی بھورا، سفید سینہ اور لمبی سرخ چونچ۔ اڑان کے وقت نیچے سے سیاہ بازو پر ایک سفید دھبا صاف نظر آتا ہے۔

(Pied King Fisher) یعنی کوڑیالا کلکلا یا کرونا (پلیٹ ۱۱، نمبر ۶۰) ایک ایسا پرندہ ہے جسے آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سائز میں یہ مینا اور کبوتر کے بین بین ہوتا ہے۔ اس پر سیاہ و سفید دھاریاں، چار خانے اور دھبے پڑے ہوتے ہیں۔ اس کی چونچ مضبوط، لمبی اور خنجر نما ہوتی ہے۔ نر اور مادہ (جس کی تصویر دی گئی ہے) تقریباً ایک سے ہوتے ہیں، لیکن نر کے گلے میں دو سیاہ حلقہ ہوتے ہیں جب کہ مادہ کے گلے میں صرف ایک حلقہ ہوتا ہے۔ یہ حلقے بیچ میں ذرا ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اکا دکا چڑیاں یا ان کے جوڑے دریا، جھیل، گاوں کے تال یا سمندر کے ساحل پر اپنی کسی مرغوب چٹان یا کھمبے پر بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ اڑتے وقت اس چڑیا کی "چرک، چرک" کی سی تیز، خوش دلانہ بولی اگر ایک بار سن لی جائے تو بھلائی نہیں جا سکتی۔ لیکن اس پرندے کی خصوصیت اسکے شکار کرنے کا طریقہ ہے۔ ہوا میں اڑتے وقت اس کی توجہ برابر لہروں کی طرف رہتی ہے۔ دیکھتی رہتی ہے کہ کوئی مچھلی سطح کے قریب تو آنے والی نہیں۔ اگر کوئی مچھلی دکھائی دیتی ہے تو یہ چڑیا اڑتے اڑتے اک دم رک جاتی ہے، منھ آسمان کی طرف کر لیتی ہے اور جسم کو سیدھا کھڑا کر لیتی ہے، گویا دم پر

کھڑی ہو۔ پھر پروں کو پھڑ پھڑا کر گویا ہوا میں لٹکی رہتی ہے۔ لیکن جیسے ہی شکار پانی کی سطح سے اتنا قریب آجاتا ہے کہ اس پر حملہ کیا جاسکے تو یہ چڑیا ٦ یا ٨ میٹر کی اونچائی سے اپنے پر سمیٹ کر بجلی کی طرح شکار پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ پانی کے اندر دور تک گھس جاتی ہے اور جب باہر نکلتی ہے تو شکار اسکی چونچ میں دبا ہوتا ہے پھر وہ ایک جھر جھری لے کر جسم سے پانی کو جھاڑتی ہے اور قریب ہی کسی جگہ پر بیٹھ کر پہلے تو شکار کو کسی چیز سے ٹکریں دے دے کر مار ڈالتی ہے، پھر اسے سیدھا کر کے، سر کی طرف سے نگل جاتی ہے۔ گوکہ اس کی غذا عام طور سے مچھلی ہوتی ہے لیکن چھوٹے مینڈک اور پانی کے کیڑے بھی کھالیتی ہے۔ گھونسلا بنانے کے لئے مٹی کے کسی کگارے یا شگاف میں ایک لمبی سرنگ چوڑان میں بناتی ہے۔ جس کے آخر میں گھونسلا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی استر نہیں ہوتا۔ مچھلیوں کے بدبودار کانٹے وغیرہ پڑے رہتے ہیں۔ ۵ یا ٦ انڈے ہوتے ہیں جو بالکل سفید چمکدار اور گول ہوتے ہیں۔

کوڑیالا کلکلا کی ایک اور قسم ہمالیائی کلکلا کہلاتی ہے اور ہمالیہ پہاڑ پر ۸۰۰ میٹر سے زیادہ اونچائی پر پائی جاتی ہے۔ یہ نہ صرف سائز میں زیادہ بڑی ہوتی ہے بلکہ اس کی کلغی بھی زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔

(Small Green Bee-eater) یعنی پڑ نگا (پلیٹ ۱۱، نمبر ۵۸) گوریا کے برابر ایک چھوٹی سی چڑیا ہوتی ہے جو گھاس جیسی ہری ہوتی ہے۔ سر اور گردن پر سرخی مایل بھورا رنگ چڑھا ہوتا ہے اور دم کے پروں کا بیچ کا جوڑا لمبا، نوکیلا اور کھنچا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی چونچ پتلی، ہلکی اور مڑی ہوئی اور کالی ہوتی ہے۔ جس سے یہ آسانی سے پہچانی جاسکتی ہے۔ یہ چڑیا کھیتوں، جنگل میں کھلی جگہوں اور چراگاہوں کے آس پاس جوڑوں یا جھنڈ میں دکھائی دیتی ہے اسکی اکثر پارٹیاں ٹیلی گراف کے کھمبوں یا دوسری اونچی جگہوں یا جھاڑیوں پر بیٹھی رہتی ہیں اور جیسے ہی کوئی اڑنے والا کیڑا دکھائی دیتا ہے یہ چڑیا اس پر تیزی اور خوبصورتی سے حملہ کرتی ہے اور اسے پکڑنے کے بعد بغیر پر پھڑ پھڑائے گویا پھسلتے ہوئے اپنی جگہ پر واپس آجاتی ہے جہاں وہ شکار کو کوٹ کوٹ کر مار ڈالتی ہے اور اسے نگل لیتی ہے۔ اڑتے وقت یہ چڑیا "ٹٹ ٹٹ" یا "ٹری ٹری،، کی خوشگوار آوز نکالتی ہے۔ شام کے وقت ان چڑیوں کے بڑے بڑے جھنڈ کسی

دل پسند پتیوں کے بھرے بھرے درخت پر بسیرا لیتے ہیں۔ سونے کے پہلے یہ چڑیاں بہت شور مچاتی ہیں جس سے بڑی چہل پہل رہتی ہے۔ کبھی کبھی بغیر کسی وجہ کے سارا جھنڈ پھر پھرا کر اڑ جاتا ہے، پیڑ کے چکر لگا تا رہتا ہے اور کافی جوشیلی بات چیت کے بعد آہستہ آہستہ پھر درخت پر بیٹھ جاتا ہے۔ وہ درخت پر چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں ایک دوسرے سے چپک کر، اور گردن بازوؤں میں چھپا کر سوتی ہیں۔ دوسری چڑیوں کے مقابلے میں یہ ذرا دیر سے جاگتی ہیں اور جب تک سورج بالکل بھرپور نکل نہ آئے یہ چلت پھرت شروع نہیں کرتیں۔ پڑ نگا کی غذا پردار کیڑے اور مکھیاں ہوتی ہیں کبھی کبھی تو یہ شہد کی مکھیوں کے چھتے پر بھی حملہ کر دیتی ہے۔ یہ اپنی کالونی بنا کر بھی رہتی ہے۔ گھونسلے کے لئے ریتیلی یا نرم مٹی میں ایک میٹر یا اس سے زیادہ لمبی سرنگ چوڑان میں بناتی ہیں جو کبھی کبھی ڈھلوان بھی ہوتی ہے۔ اسکے سرے پر ذرا بڑی جگہ انڈے دینے کے لئے ہوتی ہے جس میں ۵ سے ۷ تک انڈے سفید اور گول ہوتے ہیں۔

اسی برادری کی ایک اور چڑیا **(Blue Tailed Bee-eater)** یعنی نیلی دم والی پڑ نگا ہوتی ہے جو سائز میں ذرا بڑی ہوتی ہے۔ آنکھ کے برابر ایک سیاہ دھاری ہوتی ہے۔ گلا سرخی مایل بھورا اور دم نیلی ہوتی ہے۔ یہ بھی کھلے میدانوں اور تالابوں اور جھیل کے کنارے پائی جاتی ہے۔ موسم کے لحاظ سے ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلی جاتی ہے لیکن ابھی تک پتہ نہیں چلا ہے کہ اس کی مقامی ہجرت کا راز کیا ہے۔

ہندوستان کا ایک اور مشہور پرندہ (Blue Jay) یا (Indian Roller) ہے جو نیل کنٹھ یا سبزک کے نام سے جانا جاتا ہے (پلیٹ ۹، نمبر ۴۵) یہ کبوتر کے برابر کا ہوتا ہے۔ رنگ گہرا اور ہلکا نیلا ہوتا ہے، سر بڑا، چونچ بھاری، سینہ پیلا بھورا، پیٹ اور دم کے نیچے کا حصہ ہلکا نیلا۔ بازؤں کا رنگ گہرا نیلا اور ہلکا نیلا ہوتا ہے جو اڑنے میں شوخ دھاریاں بناتا ہے۔ نیل کنٹھ کو کھلے کھیت پسند ہیں اور وہ گھنے جنگل میں نہیں جاتا۔ عام طور سے کسی ٹھونٹھ یا تار کے کھمبے پر بیٹھا رہتا ہے جہاں سے ارد گرد کا علاقہ صاف دکھائی دے سکے۔ یہاں سے وہ کبھی کبھی جھپٹ کر زمین پر جاتا ہے اور کوئی کیڑا مکوڑا پکڑ لیتا ہے۔ پھر وہ اپنے شکار کو لے کر بیٹھنے کی جگہ پر واپس

آتا ہے یا کہیں اور بیٹھ جاتا ہے اور کیڑے کو کوٹ کوٹ کر مار ڈالتا ہے اور نگل جاتا ہے۔ اس کی غذا ٹڈے بھونرے اور دیگر کیڑے ہوتے ہیں۔ نیل کنٹھ ان نقصان وہ کیڑوں کو کھا کر زراعت کی بڑی خدمت انجام دیتا ہے۔ کبھی کبھی یہ چھپکلیاں، چوہے اور مینڈک بھی کھا لیتا ہے۔ نیل کنٹھ ایک زور دار مگر بھرائی ہوئی آواز سے بولتا ہے۔ اور حاص طور پر موسم تولید میں بہت شور مچاتا ہے اور ہوائی ناچ دکھاتا ہے۔ وہ ہوا میں چھلانگ لگاتا ہے، قلا بازی کھاتا ہے، غوطہ لگاتا ہے اور ادھر ادھر کروٹیں بدلتا ہے۔ اس دوران وہ بے سری آوازیں چیختا بھی رہتا ہے اور اسکے خوبصورت پر سورج کی روشنی میں چمکتے رہتے ہیں۔ وہ درخت کے کسی قدرتی خول میں گھاس پھوس اور کوڑے کرکٹ سے اپنا گھونسلا بناتا ہے۔ جس میں وہ ۴ یا ۵ انڈے دیتا ہے جو سفید، چمکیلے اور مخروطی گول ہوتے ہیں۔

اسی برادری کا ایک اور پرندہ **(Kashmir Roller)** یا کشمیری نیل کنٹھ کہلاتا ہے۔ یہ ایک مہاجر پرندہ ہے جو افریقہ جاتے ہوئے کشمیر، سندھ، کچھ، سوراشٹر اور شمالی گجرات میں ستمبر، اکتوبر کے مہینوں میں قیام کرتا ہے۔ یہ اڑتے وقت آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے سارے پر سیاہی مائل نیلے ہوتے ہیں اور سارا نچلا حصہ، سینہ سمیت، ہلکا نیلا ہوتا ہے۔

ہندوستان میں **(Hoopoe)** یعنی ہدہد (پلیٹ ۱۱، نمبر ۶۱) اپنی نسل کی واحد نمائندہ چڑیا ہے۔ یہ فاختئی رنگ کی ایک دلکش چڑیا ہوتی ہے جس کی پیٹھ بازووں اور دم پر زیبرا کی طرح سیاہ و سفید دھاریاں ہوتی ہیں۔ سر پر پنکھ نما کلغی ہوتی ہے جو پورے پنکھے کی طرح پھیلائی اور سمیٹی جا سکتی ہے، چونچ لمبی نوکیلی اور ہلکی مڑی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ مینا کے برابر ہوتی ہے اور عام طور سے جوڑوں یا چھوٹی ٹکڑیوں میں دکھائی دیتی ہے۔ یہ لان، باغ، کنج اور کھلے میدانوں کو پسند کرتی ہے جن میں تھوڑے درخت ہوں اور جو آبدیوں سے قریب ہوں۔ ہدہد اپنے چھوٹے چھوٹے پیروں سے زمین پر بٹیر کی طرح چلتا یا دوڑتا ہے اور اس دوران اپنی قینچی جیسی کھلی ہوئی چونچ سے مٹی اور پتیوں کو کھدیڑتا رہتا ہے۔ جب یہ کھدائی کرتا ہے تو اسکی کلغی سمٹی رہتی ہے اور سر کے پیچھے ایک چھوٹی کدال کی طرح کھنچی رہتی ہے۔

لیکن جب اسے کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے یا غصہ آتا ہے تو یہ کلغی پورے پنکھے کی طرح کھل جاتی ہے۔ ہدہد بے ڈھنگے غیر فیصلہ کن انداز میں اڑتا ہے اور صرف تھوڑی سی دور اڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور کلغی پھر اٹھ جاتی ہے۔ یہ ایک دھیمی سریلی آواز "ہوپو، ہوپوپو" کی سی نکالتا ہے جو کوئی ۱۰ منٹ تک برابر دوہرائی جاتی ہے۔ جب یہ آواز دیتا ہے تو اپنے سر کو اس طرح جھکاتا اور اٹھاتا ہے کہ اس کی چونچ اسکے سینے سے مل جاتی ہے۔ کبھی کبھی یہ بھونکنے کی سی آواز نکالتا ہے۔ اس وقت سر کو آگے جھٹکا دیتا ہے اور کلغی کو بار بار سمیٹتا اور پھیلاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ "قاوں قاوں" اور "کٹ کٹ"، کی سی آواز بھی نکالتا ہے۔ اس کی غذا ایسے کیڑے مکوڑے اور ان کے انڈے بچے ہوتے ہیں جن سے فصل کا نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ پرندہ انسان کو بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ یہ کسی دیوار چھت، کارنس یا درخت کے خول میں گھونسلا بناتا ہے جس کے لئے یہ گندے چیتھڑے بال، بھوسا اور دوسری گندی چیزیں استعمال کرتا ہے جن سے بہت بدبو آتی ہے۔ انڈے ۵ یا ۶ ہوتے ہیں، سفید رنگ کے، مگر سینے کے دوران یہ کافی گندے اور میلے ہو جاتے ہیں۔

اسی خاندان کی ایک اور چڑیا (Hornbill) کہلاتی ہے یعنی سینگ جیسی چونچ والی۔ یہ پیڑوں پر رہتی ہے، صرف پھل کھاتی ہے اور اپنی لمبی چونچ کی وجہ سے مشہور ہے۔

(Malabar Pied Hornbill) یعنی دھن چڑی (پلیٹ ۸، نمبر ۴۲) چیل سے ذرا بڑی ہوتی ہے۔ اسکا رنگ سیاہ و سفید ہوتا ہے، لمبی چوڑی دم کے بال بالکل سفید ہوتے ہیں اور سینگ نما بھاری چونچ پیلی اور کالی ہوتی ہے۔ چونچ پر ایک چپٹی کلغی سی ہوتی ہے۔ مادہ کی آنکھوں کے گرد ایک سفید حلقہ سا ہوتا ہے جس میں بال نہیں ہوتے۔

اسی خاندان کا ایک اور پرندہ **(Large Pied Hornbill)** یعنی بڑی کوڑیا دھن چڑی کہلاتی ہے۔ اس کی دم کے باہری پر سیاہ ہوتے ہیں لیکن ان کا سرا سفید ہوتا ہے۔ اور اسکی چونچ کی کلغی چپٹی کی جگہ گولائی لئے ہوئے ہوتی ہے۔ یہ پرندہ زیادہ تر شمالی علاقے میں یعنی کماؤں سے آسام تک پایا جاتا ہے۔

بہر حال دھن چڑی کسی قسم کی ہو عادتیں یکساں ہوتی ہیں۔ وہ ایسے جنگلی علاقے

میں رہتی ہے جہاں پیپل، برگد اور اسی قسم کے جنگلی گولر والے درخت ہوں، چونکہ یہی پھل اس کی خاص غذا ہیں۔ کبھی کبھار یہ چھپکلیاں، چوہے اور چڑیوں کے بچے بھی کھالیتی ہے۔ یہ چڑیا جھنڈ بنا کر رہتی ہے۔ اور اپنے لیڈر کے پیچھے پیچھے ایک درخت سے دوسرے درخت تک شور مچاتی اور پھدکتی رہتی ہے۔ اڑان کے وقت پہلے یہ دو چار پر مار کر اونچی ہوتی ہے پھر بازو اوپر اٹھا کر نیچے کی طرف گویا پھسل کر جاتی ہے بھرائی ہوئی آوازیں غراتی چیختی اور چلاتی ہے۔ گھونسلا بنانے کی اس کی عادت عجیب و غریب ہے۔ مادہ کسی درخت کے قدرتی کھوکھلے حصے میں انڈے دیتی ہے۔ نر اپنی چونچ کی مدد سے اور اپنی بیٹ سے اس گھونسلے کو بند کرنا شروع کر دیتا ہے یہاں تک کہ صرف ایک چھوٹا سا سوراخ چھوٹ جاتا ہے، اسکے بعد جب تک مادہ انڈوں پر بیٹھی رہتی ہے نر اسی سوراخ کے ذریعہ مادہ کو کھانا کھلاتا رہتا ہے۔ جیسے ہی بچے نکل آتے ہیں نر اور مادہ مل کر گھونسلے کی دیوار توڑ دیتے ہیں اور پھر دونوں بچوں کے لئے غذا کی تلاش میں نکل پڑتے ہیں۔ دھن چڑی کی سبھی قسمیں بیشتر مارچ سے جون تک، یعنی مانسون کے ذرا پہلے گھونسلا بناتی ہیں جس میں وہ ۲ سے ۴ انڈے دیتی ہیں۔ تازہ انڈے سفید ہوتے ہیں لیکن سینے کے دوران وہ میلے ہو جاتے ہیں۔

بسنتا اور کٹ پھوڑا ایک ہی خاندان کی چڑیاں ہیں۔ بسنتا شوخ رنگین پروں والی ایک چھوٹی موٹی بے ڈھنگی میوہ خور چڑیا ہے جس کی بھاری چونچ کی جڑ کھڑے بالوں سے ڈھکی رہتی ہے۔ اس خاندان کی ایک اچھی مثال (Crimson Barbet) یا (Coppersmith) کہلاتی ہے جس کا ہندی نام چھوٹا بسنتا ہے۔ (پلیٹ ۱۱، نمبر ۵۶) یہ گوریا سے ذرا بڑا اور موٹا ہوتا ہے، اسکا رنگ دھانی اور چونچ بھاری ہوتی ہے، پیشانی اور سینہ سرخ ہوتا ہے، گلا زرد اور نیچے کا حصہ زردی مایل، گو کہ اس پر بھی ہری دھاریاں ہوتی ہیں۔ اڑتے وقت اس کی چھوٹی، کٹی سی دم ایک طرف سے تکونی لگتی ہے۔ یہ چڑیا جنگل اور آبادی دونوں میں آرام سے رہتی ہے، بس شرط یہ ہے کہ برگد، پیپل اور اسی قسم کے گولر والے درخت ضرور ہوں تاکہ اسکو غذا ملتی رہے۔ ایسے درختوں پر کبھی کبھی چھوٹا بسنتا کے جھنڈ دوسری گولر کھانے والی چڑیوں یعنی مینا، بلبل، ہریل، دھن چڑی وغیرہ کے ساتھ مل کر دعوت اڑاتے ہیں۔

بعض اوقات چھوٹا بسنتا کسی شاخ سے بے ڈھنگے طور سے اڑ کر بھونروں اور پتنگوں کا شکار بھی کر لیتا ہے۔ لیکن بہر حال وہ شجری پرندہ ہی رہتا ہے، زمین پر نہیں اترتا۔ اسکی آواز خاصی اکتا دینے والی "توک، توک، توک" سی ہوتی ہے جو دن بھر ہر دو سیکنڈ کے بعد دوہرائی جاتی ہے۔ لگتا ہے جیسے دور کوئی تانبا کوٹ رہا ہو۔ اسی لئے تو اسے انگریزی میں کاپر اسمتھ یا تانبہ ساز چڑیا کہتے ہیں۔ دیہاتوں میں یہ شاید مانوس ترین آوازوں میں سے ایک ہے۔ بولتے وقت یہ چڑیا اپنے سر کو ایک طرف سے دوری طرف ہلکا جھٹکا سا دیتی ہے، جیسا کہ لوگ مصنوعی طور پر دوہری آواز نکالتے وقت کرتے ہیں۔ گھونسلے کے لئے یہ کسی نرم لکڑی والے مثلاً سینجنے کے درخت میں یا کسی درخت کی سڑی گلی لکڑی میں خود اپنی چونچ سے کھود کر ایک کھوکھلی جگہ بناتی ہے۔ درمیانہ اونچائی پر لگائے گھونسلے میں کوئی استر نہیں ہوتا۔ عام طور سے ۳ سفید انڈے ہوتے ہیں جن میں نہ کوئی چمک ہوتی ہے اور نہ کوئی نشان۔

اسی قسم کی ایک ذرا بڑی چڑیا (Large Green Barbet) یعنی بڑا ہرا بسنتا کہلاتی ہے۔ اپنے ہرے رنگ کے باعث یہ جنگلوں میں اکثر سنی تو جاتی ہے لیکن دکھائی نہیں دیتی۔ یہ مینا کے برابر ہوتی ہے۔ رنگ میں سبز، سر اور گردن بھورے اور آنکھوں کے گرد نارنجی رنگ کی کھال جس پر بال نہیں ہوتے۔ اسکی مانوس آواز "کوٹرو، کوٹرو" جنگل میں مستقل گونجتی رہتی ہے۔

ہندوستان کے برصغیر میں کٹ پھوڑے قسم کی چڑیاں بہت عام ہیں۔ یہ پرندہ جنگلوں کی حفاظت کے لئے بہت مفید ہوتا ہے کیونکہ اس کی خاص غذا وہ کیڑے ہیں جو درختوں کے تنوں میں چھید کر دیتے ہیں یا کسی دوسری طرح ان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ اپنی خاص طرح کی رکھانی جیسی چونچ اور لمبی کانٹے دار زبان کی مدد سے ان کیڑوں اور ان کے انڈے بچوں کو درخت کے تنے اور شاخوں سے کھود کھود کر نکال لیتا ہے یہ اپنی کانٹے دار زبان کو چونچ کے بہت باہر تک نکال سکتا ہے۔

اس خاندان میں سب سے عام چڑیا (Maharatta Woodpecker) یعنی کٹ پھوڑا کہلاتی ہے۔ (پلیٹ ۱۱، نمبر ۵۹) یہ سائز میں بلبل کے برابر ہوتی ہے، چونچ لمبی موٹی اور

نوکیلی ہوتی ہے، جسم کا اوپری حصہ کالا اور سفید دھبوں سے بھرا ہوتا ہے، پیشانی کا حصہ پیلا بھورا ہوتا ہے۔ جس پر سرخ رنگ کی کلغی ہوتی ہے۔ نیچے کا حصہ سفیدی مایل ہوتا ہے۔ اور سینے اور پہلوؤں پر بھوری دھاریاں پڑی ہوتی ہیں۔ پیٹ اور دم کے نیچے کا حصہ سرخ ہوتا ہے۔ مادہ کے سر پر سرخ رنگ نہیں ہوتا۔ کٹ پھوڑا ہلکے پت جھڑ والے جنگلوں میں یا آم کے باغوں میں یا نیم ریگستانی علاقوں میں رہنا پسند کرتا ہے جہاں کم جھاڑیاں اور چھوٹے درخت ہوں۔ یہ چڑیا جوڑے بنا کر ایک درخت کے تنے سے دوسرے درخت کے تنے تک پھدکتی پھرتی ہے۔ نیچی شاخ پر اترتی ہے تو اوپر کی شاخ پر پھدک کر چلی جاتی ہے، کبھی براہ راست تو کبھی اڑان کے ایک پھیرے کے بعد۔ وہ کبھی کبھی اس دوران رک کر کسی تنے پر اپنی چونچ مارتی ہے یا تنے کی ہر دراڑ میں بڑے غور سے دیکھتی ہے کہ کہیں کوئی کیڑا چھپا نہ ہو۔ پنجوں کے ساتھ ساتھ اپنی سیدھی دم کو بھی تنے کے ساتھ ساتھ چپکا لیتی ہے گویا سہارے کے لئے ایک تپائی سی بنا لیتی ہے۔ اس کی غذا کیڑوں کے بچے اور چیونٹے وغیرہ ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنی لمبی، آگے نکلنے والی زبان سے پکڑ لیتی ہے۔ اس کی آواز عام طور سے تیز "کلک کلک" سی ہوتی ہے۔ اڑان تیز مگر ناہموار ہوتی ہے۔ جلدی جلدی پر پھڑ پھڑا کر پھر ایک وقفہ دے دیا جاتا ہے۔ گھونسلا درمیانہ اونچائی کے درختوں پر بنایا جاتا ہے۔ اگر شاخ زمین سے متوازی ہو تو وہاں گھونسلا اس نچلے حصے میں بنایا جاتا ہے تاکہ بارش سے بچاؤ ہو سکے۔ عام طور سے اس کھو کھلے گھونسلے میں کوئی استر نہیں ہوتا۔ انڈے ۳ ہوتے ہیں، چمکدار، سفید اور گول۔

اسی خاندان کا ایک اور پرندہ جو بر صغیر میں عام ہے سنہری پیٹھ والا کٹ پھوڑا یا **(Golden Backed Woodpeker)** کہلاتا ہے۔ یہ چڑیا عام کٹ پھوڑے سے ذرا بڑی ہوتی ہے، اوپر سے نمایاں طور سے سنہری اور سیاہ اور نیچے سے مٹیالی سفید جس پر سیاہ دھاریاں پڑی ہوتی ہیں۔ نر کا سر اور چوٹی سرخ ہوتی ہے اور مادہ چوٹی کا کچھ حصہ سرخ ہوتا ہے۔ یہ کٹ پھوڑا دیہاتی کنجوں، باغوں اور چھدرے جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔

(Indian Pitta) یعنی نورنگ (پلیٹ ۱۲، نمبر ۷ ۲) ایک رنگ برنگی چھوٹی دم

والی، مینا کے سائز کی چڑیا ہے جس کے پروں کا رنگ ہرا، نیلا، زرد، سرخ، سیاہ اور سفید ہوتا ہے۔ پیٹ اور دم کے نیچے کا حصہ سرخ ہوتا ہے، بازوؤں کے سرے پر ایک سفید دھبا ہوتا ہے جو اڑتے وقت نمایاں طور پر چمکتا ہے۔ یہ چڑیا جھاڑی دار جنگلوں میں ایسے نالوں اور کھائیوں کو پسند کرتی ہے جن میں خوب گھاس اور پتیاں ہوں۔ آباد اور غیر آباد دونوں جگہوں پر پائی جاتی ہے۔ گو کہ یہ زیادہ تر زمین پر گھومتی رہتی ہے۔ لیکن رات کو درخت پر بسیرا کرتی ہے۔ یہ کستورہ کی طرح چھلانگیں لگا کر چلتی ہے اپنی چونچ سے زمین پر پڑی پتیوں کو الٹتی پلٹتی ہے یا انھیں اچھال کر الگ کر دیتی ہے۔ چونچ سے مٹی کھود کر کیڑوں مکوڑوں کا شکار کرتی ہے۔ چلنے میں اپنی چھوٹی سی دم کو برابر آہستہ آہستہ اوپر نیچے ہلاتی رہتی ہے۔ اگر کوئی مخل ہو تو یہ چڑیا اڑ کر کسی درخت کی نیچی شاخ پر بیٹھ جاتی ہے اور جیسے ہی اجنبی چلا جاتا ہے وہ پھر غذا کی تلاش شروع کر دیتی ہے۔

اس کی تیز آواز اور صاف اور دوہری سیٹی کی طرح "وہیٹ ٹیو، وہیٹ ٹیو" کی سی، بیشتر صبح و شام اور کبھی کبھی جب بادل چھائے ہوں سنائی دیتی ہے۔ یہ آواز زمین پر یا کسی شاخ پر بیٹھ کر لگائی جاتی ہے۔ دس سیکنڈ میں تین چار بار اور کبھی کبھی تو ۵ منٹ تک لگاتار۔ بولتے وقت یہ چڑیا جسم کو سیدھا رکھتی ہے لیکن گردن کو پیچھے کی طرف لے جاتی ہے جیسے پانی پی رہی ہو۔ ایک چڑیا آواز دیتی ہے تو دوسری اس کا جواب دیتی ہے اور اکثر تین چار چڑیوں کی آواز مختلف سمتوں سے آتی، سوال جواب کرتی سنائی دیتی ہے۔ نورنگ کا گھونسلا گول سا ہوتا ہے جو کسی نیچے درخت کی دوشاخہ میں یا کبھی کبھی کسی جھاڑی کے نیچے زمین پر بنایا جاتا ہے۔ اس کے بنانے کے لئے پتلی ٹہنیاں، گھاس، جڑیں خشک پتے وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ داخلے کے لئے ایک گول سا سوراخ ہوتا ہے۔ ۴ سے ۶ انڈے چمک دار، چکنے سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ جن پر بیگنی رنگ کے دھبے یا لکیریں ہوتی ہیں۔

چنڈول خاندان کی چڑیاں چھوٹی ہوتی ہیں اور زیادہ تر جھنڈ بنا کر زمین پر رہتی ہیں۔ ان کے پروں کا رنگ بھورا خاکستری، بالو کے رنگ کا اور سیاہ و سفید ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض کے سروں پر کلغی ہوتی ہے۔ وہ کھلے میدانوں یا سبزہ زاروں میں رہتی ہیں۔ بعض قسمیں

مہاجر ہوتی ہیں تو بعض دیسی۔ ان میں سے بیشتر اڑتے وقت بڑے سریلے نغمے سناتی ہیں۔

(Crested Lark) یعنی کلغی دار چنڈول گوریا سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔ سر پر ایک کھڑی کلغی ہوتی ہے۔ اوپر خاکستری بھورے رنگ پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ نیچے سے یہ پیلے ریتیلے رنگ کا ہوتا ہے اور سینے پر بھوری دھاریاں ہوتی ہیں عام طور سے اس کے جوڑے یا چار پانچ چڑیاں نیم ریگستانی علاقوں میں غذا کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑتی نظر آتی ہیں۔ اس کی غذا عام طور سے گھاس پھوس کے بیج اور چھوٹے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ کسی مٹی کے ڈھیر یا کسی پتھر پر چڑھ کر اپنے سریلے گیت گانے لگتی ہیں۔ عام طور سے "تی ار، تی ار" کی آواز نکالتی ہے۔ موسم تولید میں نر چند میٹر کی اونچائی میں اڑتا ہوا چکر لگاتا اور گاتا رہتا ہے اڑنے میں آہستہ آہستہ اپنے پر پھڑ پھڑاتا ہے اور پھیلائے ہوئے کسی مٹی کے تودے یا پتھر پر اتر آتا ہے۔ کبھی کبھی پروں میں کپکپی سی دکھائی دیتی ہے۔ اس کا گانا یوروپ کے چنڈول سے کم مدت کا اور اتنا اچھا نہیں ہوتا، پھر بھی ہندوستان میں لوگ چنڈول کو بڑے شوق سے پالتے ہیں چونکہ یہ پنجرے میں آرام سے رہتا ہے۔ اس کا گھاس کا بنا گھونسلا چھچھلا اور پیالہ نما ہوتا ہے جس میں باریک گھاس پھوس اور بالوں کا استر ہوتا ہے۔ یہ گھونسلے کھلے میدان میں گھاس کے کسی جھنڈ میں یا کسی مٹی کے تودے کی آڑ میں بنائے جاتے ہیں۔ ان میں عام طور سے ۳ یا ۴ انڈے ہوتے ہیں جو مٹیالے اور پیلاہٹ لئے سفید ہوتے ہیں۔ ان پر بھورے یا بیگنی دھبے یا چتیاں بھی ہوتی ہیں۔

چنڈول کی دو اور قسمیں بھی عام طور سے ملک میں دیکھنے میں آتی ہیں یعنی (Malabar Crested Lark) اور (Skye's Crested Lark) سا کی چنڈول کے سینے پر چند پتلی دھاریاں ہوتی ہیں اور ملاباری چنڈول کے سینے پر دھاریاں زیادہ اور چوڑی ہوتی ہیں۔

(Ashly Crouned Finch-Lark) یا (Black Bellied Finch -lark)

یعنی دیورا یا دوری یا جو تھاولی، گوریا سے چھوٹی لیکن چوڑی ہوتی ہے۔ نر اوپری حصے میں ریتیلا بھورا ہوتا ہے اور نیچے سے کالا۔ کلغی خاکستری ہوتی ہے اور گال سفید۔ مادہ چڑیا تمام تر ریتیلی اور بھوری ہوتی ہے یہ فصل کے قریب یا خشک کھلے میدان میں یا بنجر علاقوں میں ادھر ادھر

بکھرے جوڑوں میں یا چھوٹے جھنڈ میں دکھائی دیتی ہے اور اپنی رنگت کی وجہ سے ماحول میں گھل مل جاتی ہے۔ اس کی غذا گھاس کے بیج، دانے اور کیڑے مکوڑے ہیں جن کی تلاش میں یہ زمین پر ادھر ادھر دوڑتی رہتی ہے۔ یہ رک رک کر اڑتی رہتی ہے۔ اڑتے وقت یا کسی ایک مقام پر ہوا میں قائم رہنے کے لئے زور زور سے پر پھڑ پھڑاتی ہے نر بہت اچھا گانا گاتا ہے پہلے ترنم کے ساتھ چہچہاتا ہے اور پھر لمبی "ویچ ویچ" سی آواز نکالتا ہے۔ اڑان قابل دید ہوتی ہے پہلے یہ تیر کی طرح سیدھے آسمان کی طرف جاتا ہے۔ کوئی تیس میٹر تک، پھر پر سمیٹ کر نیچے غوطہ لگاتا ہے۔ غوطہ ختم ہوتے ہی پھر اس تیزی سے آسمان کی طرف مڑ جاتا ہے دو چار پر مار کر آسمان کی طرف چند میٹر تک جاتا ہے اور پھر غوطہ لگاتا ہے۔ وہ یہ قلابازی کئی بار دہراتا ہے اور ہر بار ایسا لگتا ہے کہ اب یہ زمین سے ٹکرانے ہی والا ہے۔ لیکن ہر بار قلابازی چھوٹی ہوتی جاتی ہے، یہاں تک ایک بار وہ اونچا جانے کے بجائے سیدھا ہو کر مٹی کے کسی تودے پر بیٹھ جاتا ہے۔ ہر غوطے میں وہ اپنا "ویچ ویچ" والا ترنم نغمہ سناتا رہتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ ڈرامہ دہرایا جاتا ہے۔ یہ ہوائی کرتب نہ صرف جوش و خروش بلکہ بڑی مہارت سے دکھایا جاتا ہے، اسی لئے دیکھنے والے کو بھی دگنی دلچسپی ہوتی ہے۔ اسکا گھونسلا کھلے میدانوں میں کسی جھاڑی میں یا کسی تودے کی آڑ میں بنایا جاتا ہے۔ اس پیالہ نما گھونسلے میں باریک گھاس، بالوں اور پروں کا استر ہوتا ہے۔ اکثر اس کے کگاروں پر بجری بھی سجائی جاتی ہے۔ ۲ یا ۳ انڈے پیلے زردیا خاکستری سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان پر عنابی یا بھورے رنگ کی چتیاں یا دھبے بھی ہوتے ہیں۔

ابابیل خاندان کی چڑیاں مل جل کر رہنا پسند کرتی ہیں اور اپنا بیشتر وقت اڑتے ہوئے گذارتی ہے جبکہ وہ اپنے چوڑے دہانے کی مدد سے اڑتے ہوئے پتنگے یا کیڑے شکار کر لیتی ہے ان کے بازو اور لمبے اور نوکیلے ہوتے ہیں۔ بعض قسموں کی دم دور تک پھٹی ہوتی ہے۔ ان کی اڑان تیز اور خوش نما ہوتی ہے۔ بعض چڑیاں دیسی ہوتی ہیں تو بعض بعض مہاجر جو شمال سے آتی ہیں۔

دیسی ابابیل میں سب سے عام قسم **(Red Rumped Swallow)** یعنی لال

دھبے والی ابابیل کہلاتی ہے (پلیٹ ۱۲، نمبر ۶۲) یہ سائز میں گوریا کے برابر ہوتی ہے دم بیچ سے گہری نیلی دکھائی دیتی ہے اور نیچے سے گندمی، جس پر گہرے بھورے رنگ کے باریک رووں کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ گردن کے پچھلے حصے پر سرخ بھوری پٹی ہوتی ہے اور دم کے نیچے سرخ بھورے رنگ کا دھبا ہوتا ہے۔ جاڑوں کے موسم میں دیسی ابابیلوں کے علاوہ کئی قسم کی مہاجر ابابیلیں بھی عام طور سے ٹیلی فون یا ٹیلی گراف کے تاروں پر ہزاروں کی تعداد میں بیٹھی دکھائی دیتی ہیں۔ مہاجر چڑیوں کے پیٹ کے نیچے دھاریاں زیادہ چوڑی اور دم کے نیچے کا دھبا ہلکے پیلے سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔

ابابیل کا بیشتر وقت یا اڑنے میں یا جھپٹا مار کر زمین کے کیڑے مکوڑے پکڑنے میں صرف ہوتا ہے۔ موسم تولید کے علاوہ ہمیشہ جھنڈ بنا کر رہتی ہے اکثر ان کی بڑی تعداد مل جل کر شکار کرتی ہے رات کو بھی وہ بڑا جھنڈ بنا کر نرکل کی جھاڑیوں میں یا پانی بھرے گنے کے کھیتوں میں بسیرا کرتی ہیں۔ اڑان کے وقت وہ دو چار پر مار کر ہوا میں پھسلنے لگتی ہے۔ وہ تیز اور حسین اڑان کرتی ہیں جس میں ان کی پھٹی ہوئی دم انہیں تیزی سے پلٹنے اور مڑنے اور شکار کرنے میں مدد دیتی ہے موسم تولید میں وہ خوشدلی سے چہچہا کر گاتی ہیں۔ ابابیل کا گھونسلا ترنبیق جیسا ہوتا ہے جس پر کیچڑ کا استر لگایا جاتا ہے۔ اس کا دروازہ نلکی کی طرح کا ہوتا ہے۔ یہ گھونسلا کسی غار یا گھر کی چھت یا پلیا کے نیچے چپکا دیا جاتا ہے۔ انڈا رکھنے کی جگہ بلب کی طرح گول اور چوڑی ہوتی ہے اور اس میں پروں کا استر ہوتا ہے اس میں ۳ یا ۴ انڈے بالکل سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔

ابابیل کی ایک اور قسم جو جاڑوں میں لال دھبے والی ابابیل کے ساتھ دیکھی جاتی ہے (Common Swallow) یعنی مہاجر یورپی ابابیل یا صرف ابابیل کہلاتی ہے یہ اوپر سے چمکدار آہنی یا عنابی رنگ کی ہوتی ہے اور نیچے سے پیلی گلابی اور سفید۔ پیشانی اور گلا سرخی مایل بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ گلے کے نیچے سینے کے پر کالے رنگ کی چوڑی پٹی ہوتی ہے۔ اس کی بھی دم دور تک پھٹی ہوتی ہے۔

لٹورا قسم کی چڑیاں سائز میں مینا اور بلبل کے بیچ کی ہوتی ہیں۔ ان کا سر بڑا،، چونچ

مضبوط اور ہک کی طرح مڑی ہوئی اور پنجے تیز ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی چھوٹا موٹا عقاب ہو۔ ان کی دم سرے پر کچھ پتلی ہوتی ہے۔ لٹورے کو قصائی چڑیا بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کی عادت ہے کہ جتنا کھا سکتی ہے اس سے کہیں زیادہ شکار کر لیتی ہے اور فاضل گوشت کو کانٹوں میں پھنسا کر لٹکا دیتی ہے تاکہ دوبارہ کھا سکے۔

سب سے بڑا اور عام لٹورا (Gry Shrike) یعنی خاکی لٹورا کہلاتا ہے۔ (پلیٹ ۱۲ نمبر ۶۳) یہ مینا کے برابر خاکستری رنگ کا پرندہ ہے جس کی لمبی دم سیاہ و سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کی چونچ سے لے کر آنکھ تک اور اسکے پیچھے تک سیاہ رنگ کی چوڑی پٹی ہوتی ہے۔ بازو سیاہ ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں ایک سفید پٹی اڑتے وقت آئینے کی طرح جگمگاتی ہے۔ بڑے سر اور بھاری مڑی ہوئی چونچ کی وجہ سے یہ چڑیا عقاب کی طرح ڈراونی لگتی ہے۔ یہ عام طور پر خشک کھلے میدانوں میں تنہا دکھائی دیتی ہے کسی اونچی جگہ یا کانٹے دار جھاری پر شکار کی تاک میں بیٹھی رہتی ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد زمین پر جھپٹ کر شکار کو پنجے میں دبا کر اڑ جاتی ہے۔ پھر اسے پنجے میں پکڑ کر اپنی چونچ سے نوچ نوچ کر اس کے ٹکڑے کر کے نگل لیتی ہے۔ ہر چڑیا کا ایک مخصوص علاقہ ہوتا ہے جہاں وہ روزانہ غذا کی تلاش کرتی ہے اس علاقے میں وہ کسی اور کو گھسنے نہیں دیتی اور نہ خود کسی غیر علاقے میں جاتی ہے اس کی غذا میں ٹڈیاں، جھینگر اور چند بڑے کیڑے ہوتے ہیں، مثلاً چھپکلی چوہے، چڑیوں کے بچے یا بیمار چڑیاں جو اس سے سائز میں بڑی بھی ہو سکتی ہیں۔ اس کی آواز عام طور سے تیز اور کان پھاڑنے والی ہوتی ہے۔ لیکن موسم تولید میں یہ پتلی اور ترنم بھری آواز میں گیت گاتی ہے جس میں کئی دوسری چڑیوں کی آواز کی نقل بھی سنائی دیتی ہے، کیونکہ لٹورا ایک اچھا نقال بھی ہوتا ہے اس کا گھونسلا گہرا پیالہ نما ہوتا ہے جو کانٹے دار تنکوں سے بنایا جاتا ہے اور اس میں چیتھڑے، اون پر وغیرہ کا استر ہوتا ہے۔ گھونسلا درمیانہ اونچائی پر کسی کانٹے دار جھاری میں بنایا جاتا ہے۔ اسمیں ۳ سے ۶ تک رنگ برنگے انڈے ہوتے ہیں، عام طور سے یہ پیلے سبزی مائل سفید جن پر عنابی مایل بھورے رنگ کے بے شمار داغ دھبے ہوتے ہیں۔

لٹورے کی ایک اور قسم (Rufous Backed Shrike) یعنی سرخی مائل پیٹھ

والا لٹورا کہا جاتا ہے۔ یہ سفید لٹورے سے ذرا چھوٹا ہوتا ہے۔ پیٹھ کا نچلا حصہ دم سرخی مایل بادامی اور پیٹ ہلکا بادامی ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر جنگل، کم بنجری اور پانی بھرے علاقے زیادہ پسند کرتا ہے۔

پیلک قبیلے کی سب سے عام چڑیا (Black Headed Oriole) پیلک ہے۔ (پلیٹ ۱۴، نمبر ۸۳) یہ شوخ زرد رنگ کی مینا سے کچھ بڑی چڑیا درختوں پر رہتی ہے۔ سر، گردن اور سینے کا اوپری حصہ سیاہ جٹ، دم اور بازو بھی سیاہ ہوتے ہیں، چونچ شوخ گلابی اور آنکھیں سرخ ہوتی ہیں۔ مادہ کا سر کم چمکیلا سیاہ ہوتا ہے، کمسن چڑیوں کی پیشانی زرد ہوتی ہے اور سر میں زرد دھاریاں ہوتی ہیں۔ یہ چڑیا جنگلی علاقوں میں اکادکا دیکھی جاتی ہے یہ شرمیلی اور چھپ کر رہنے والی چڑیا ہے لیکن نہ صرف باغوں اور دیہاتوں بلکہ شور بھرے شہروں کے آس پاس پتوں بھرے بڑے بڑے درختوں پر بے خوفی سے گھوما کرتی ہے۔ جب یہ درختوں کے سبز پتوں کے درمیان غوطہ مار کر اڑتی ہے تو سونے کی لکیر کی طرح چمک جاتی ہے۔ اس کی ایک تیز "چیہہ" یا "کواک" ہے اور اس کے بعد یہ "پی لو پی لو، کی مترنم بجتی ہوئی آواز نکالتی ہے جسے سن کر دیہاتوں میں پرندبازوں کا دل خوشی سے بھر جاتا ہے۔ اس کی غذا عام طور پر پھل اور بیریاں ہوتی ہیں۔ برگد پیپل اور لیٹھا کی بیریاں اسے خاص طور پر مرغوب ہیں۔ اس کے علاوہ کیڑے مکوڑے بھی کھاتی ہے اور سیمل اور گل نسترن کے پھولوں کا رس بھی چوستی ہے۔ اس کا گھونسلا درخت کی نرم چھال کے ریشوں سے بنایا جاتا ہے اور اسے جوڑنے کے لئے مکڑی کا جالا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی ۴ سے ۱۰ میٹر تک کی اونچائی پر کسی پتوں بھری شاخ کے سرے پر دو ٹہنیوں کے درمیان لٹکا ہوتا ہے۔ ۲ یا ۳ انڈے گلابی مائل سفید رنگ کے ہوتے ہیں اور ان پر کالی یا سرخی مائل بھوری چتیاں ہوتی ہیں۔

کووں اور دوسرے شکاری چڑیوں سے بچنے کے لئے گھونسلا عام طور پر ایسے درخت پر بنایا جاتا ہے جس پر کسی بھجنگ کوے کا گھونسلا ہو۔

اس خاندان کی دوسری چڑیا (Golden Oriole) یعنی سنہری پیلک ہوتی ہے جو سیاہ سر والی پیلک کے ایسی ہی ہوتی ہے لیکن جس کا سر کالے کی جگہ زرد ہوتا ہے۔ البتہ اس کی

آنکھوں کے بیچ کالے رنگ کی ایک لکیر ہوتی ہے۔ سنہری پیلک کشمیر اور ہمالیہ کی ترائی کے علاقوں میں عام طور سے انڈے بچے دیتی ہے۔ ملک کے دوسرے حصوں میں یہ صرف جاڑوں میں دکھائی دیتی ہے۔

بھجنگ خاندان کی چڑیاں بلبل سے مینا تک کے سائز کی ہوتی ہیں۔ وہ دبلی پتلی، چمکدار کالے رنگ کی اور لمبی دم والی چڑیاں ہوتی ہیں۔ جو درختوں پر ہی گذارا کرتی ہیں۔ دم دور تک پھٹی ہوتی ہے اور اس کے باہری سرے ایک طرف کو مڑے ہوتے ہیں یا لمبے ہوتے جاتے ہیں اور اخر میں ریکٹ کی طرح گول۔

ان میں سب سے زیادہ مشہور (Black Drongo) یعنی بھجنگ یا کوتوال ہوتا ہے۔ (پلیٹ ۱۲، نمبر ۶۴) یہ بلبل کے سائز کا دبلا پتلا بے حد کالے رنگ کا پرندہ ہوتا ہے جس کی دم لمبی اور دور تک پھٹی ہوتی ہے۔ یہ اکثر کھلے میدان یا کھیتوں کے قریب کسی کھمبے یا جھاڑی کے سرے پر یا تار کے کھمبے پر بیٹھا رہتا ہے اور وہیں سے زمین پر جھپٹ کر کسی غافل ٹڈے پر حملہ کر کے اسے چٹ کر جاتا ہے، یا پنجے میں دبا کر اپنے بیٹھنے کی جگہ واپس آتا ہے جہاں وہ اسے نوچ نوچ کر کھا جاتا ہے، ۔ بھونرے، بڑی مکھی، پردار دیمک وغیرہ کو اڑتے اڑتے ہی شکار کر لیتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک ڈاکو کی طرح دوسری چڑیوں کا جو شکار کر چکی ہوں اور جو اس سے بڑی بھی ہو سکتی ہوں، پیچھا کرتا ہے اور اپنی تیزی اور زبردستی سے انہیں مجبور کر دیتا ہے کہ وہ اپنا شکار پھینک دیں اور پھر وہ یہ لوٹ کا مال کھا جاتا ہے۔ اس چڑیا کو چلتے پھرتے مویشیوں کی پیٹھ پر بیٹھنا بھی پسند ہے، کیونکہ ان جانوروں کے چلنے سے جو کیڑے مکوڑے اپنی جگہ سے ہلتے ہیں وہ انہیں پکڑ کر کھا جاتی ہے۔ بعض اوقات جب جنگل یا گھاس میں آگ لگ جاتی ہے تو بھجنگوں کی بڑی تعداد جمع ہو کر جان بچا کر بھاگنے والے کیڑوں کو لپک لپک کر کھاتی جاتی ہے۔ چونکہ وہ کیڑوں کی بڑی تعداد کو کھا جاتے ہیں اس لئے انہیں کسانوں کا دوست بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی آواز سخت، بے سری اور لڑاکا ہوتی ہے، جو شکرے کی آواز سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ موسم تولید میں وہ خاص طور سے بہت شور مچاتے ہیں ان کا پیالہ نما گھونسلا پتلی ٹہنیوں گھاس اور جالے سے بنایا جاتا ہے اور ایک آگے نکلی شاخ کے سر سوں پر دو

ٹہنیوں کے بیچ لٹکا دیا جاتا ہے تاکہ ارد گرد کی چیزیں صف دکھائی دیں ۔انڈے ۳ سے ۵ سفیدی مائل ہوتے ہیں اور ان پر لال بھوری چتیاں ہوتی ہیں یہ چڑیا اپنے گھونسلے کے دفاع میں بڑی بہادری سے لڑتی ہے اور پاس آنے والی بڑی بڑی چڑیوں مثلاً چیلوں اور کووں کو بھی حملہ کر کے مار بھگاتی ہے۔اس وجہ سے بہت سی دبو اور ڈرپوک چڑیاں مثلاً فاختہ اور پیلک اسی درخت پر گھونسلا بنانا پسند کرتی ہیں جس پر بھجنگ نے گھونسلا بنایا ہو۔

اس خاندان کے دو اور پرندے (Ashy Drongo) یعنی خاکستری بھجنگ اور (White Bellied Drongo) یعنی سفید پیٹ والا بھجنگ اور ہیں۔خاکستری بھجنگ سلیٹی رنگ کا ہوتا ہے۔اس کی آنکھیں لال انگارہ ہوتی ہیں اور یہ زیادہ تر جنگلوں میں پایا جاتا ہے ، کھلے میدانوں میں نہیں۔ سفید پیٹ والا نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے اوپر سے چمکیلا نیلا ہٹ مائل خاکستری اور نیچے سے سفید ، یہ پت جھڑ والے جنگل یا بانس کے جھنڈ میں پایا جاتا ہے۔

(Common Myna) یعنی دیسی مینا (پلیٹ ۱۴، نمبر ۸۵) بلبل اور کبوتر کے بین بین یعنی ۲۳ سینٹی میٹر لمبی ہوتی ہے۔ یہ بنی سجی اور شوخ چڑیا گہرے بھورے رنگ کی اور سیاہ سر والی ہوتی ہے۔ پیر اور چونچ شوخ زرد اور آنکھوں کے گرد بھی ایک حصہ جس پر بال نہیں ہوتے زرد ہوتا ہے اڑان کے وقت بازوں میں ایک سفید دھبا صاف نظر آتا ہے۔ گوریا ، کوے اور کبوتر کی طرح مینا بھی انسانی آبادی سے مانوس ہوتی ہے ، چاہے وہ کھیتوں میں واقع کوئی باڑا ہو یا شہروں کا کوئی بازار۔ یہ مل جل کر رہتی ہے اور ہر غذا کھا لیتی ہے جس کی وجہ سے انسان کے ساتھ اس کا اچھا گذارا ہو جاتا ہے۔ مینا کا ایک یا دو کا جوڑا کسی احاطے کو اپنا لیتا ہے اور پھر دوسری میناؤں کو اسمیں گھسنے نہیں دیتا۔ لیکن کھانا کھاتے وقت ان کی ایک بڑی تعداد مل جل کر کھاتی ہے ، چاہے وہ بھیگے لان سے نکلنے والے کیچوے ہوں یا بارش کے بعد زمین سے نکلنے والے پردار دیمک یا پیپل اور برگد کے پھل۔ وہ چرتے ہوئے مویشیوں کے بھی ساتھ رہتی ہے تاکہ مویشیوں کے پیروں سے ڈر کر جو جھینگر یا ٹڈے بر آمد ہوں انہیں چٹ کر سکے۔ اسکے علاوہ جب کسان ہل چلاتا ہے اس وقت ان چڑیوں کا قافلہ اس کے پیچھے چلتا ہے تاکہ زمین کی الٹ پلٹ سے بر آمد ہونے والے کیچوے یا کیڑے مکوڑے ھا لیے جائیں۔ اس

وقت مینا بیلوں کے ساتھ ایک عجیب قلندرانہ انداز میں چلتی ہے۔ کبھی ادھر ادھر پھدکتے ہوئے اور کبھی چھلانگ لگا کر کسی بھاگتے پتنگے کو پکڑتے ہوئے۔ مینا کووں اور توتوں کے ساتھ مل کر کسی درخت پر بسیرا کرتی ہے۔اس کی آوازیں قسم قسم کی ہوتی ہیں ایک آواز خفگی کے انداز میں "ریڈیو ریڈیو" سی کہتی سنائی دیتی ہے۔ دوپہر کی گرمی میں کسی سایہ دار جگہ آرام کرتے ہیں ، نر مینا اپنی مادہ کی طرف بے ڈھنگے انداز میں سر جھکا کر "کیک کیک ، کوک ، کوک ، چرچر" کی آوازیں نکالتا ہے۔ مینا کا گھونسلا کسی درخت یا دیوار کے سوراخ یا عمارت کی کارنس میں کاغذ ، گھاس پھوس اور ردی چزیں ٹھونس ٹھانس کر بنایا جاتا ہے اسمیں ۴ یا ۵ نیلے رنگ کے چمکدار انڈے ہوتے ہیں جن پر کوئی دھبا نہیں ہوتا۔

اس کی ایک اور قسم جو (Bank Myna) بینک مینا کہلاتی ہے پاکستان گجرات ، راجستھان وغیرہ کے علاقوں میں پائی جاتی ہے ، خاص طور سے ریلوے اسٹیشن پر۔ اس کی رنگت بھوری کی جگہ نیلاہٹ لیے پیلی خاکستری ہوتی ہے اور آنکھوں کی گرد ایک جگہ اینٹوں جیسی سرخ ہوتی ہے۔

ایک اور قسم جو شمالی اور مشرقی ہندوستان میں عام ہے (Pied Myna) یا ابلق مینا کہلاتی ہے۔اسے سرولی مینا بھی کہتے ہیں۔ (پلیٹ ۱۴، نمبر ۸۶) یہ سائز میں دیسی مینا سے کچھ چھوٹی ہوتی ہے رنگت سیاہ و سفید ہوتی ہے ، آنکھوں کے گرد بغیر بال والا حلقہ نارنجی رنگ کا ہوتا ہے اور چونچ گہری نارنجی اور زرد ہوتی ہے۔ یہ کھیتوں کے آس پاس جھنڈ بلکہ غول کی شکل میں دکھائی دیتی ہے ، گو کہ یہ اکثر باغوں میں بھی گھس کر ٹڈوں اور کیچوں کا شکار کرتی ہے یا باغ کے بڑے بڑے پتی دار درختوں پر بسیرا کرتی ہے۔ لیکن یہ مینا آدمیوں کی کم محتاج ہے اور ان عمارتوں میں گھونسلا نہیں بناتی۔ اسکے علاوہ یہ دیسی مینا کی طرح ہر چیز نہیں کھاتی ، بس کیڑوں مکوڑوں اور پھلوں کو پسند کرتی ہے۔ یہ بھی جھنڈ بنا کر رہتی ہے اور شہروں اور قصبوں کے مضافات میں پڑے کوڑے کے ڈھیر میں ، دوسری میناؤں کے ساتھ ، غذا کی تلاش کرتی رہتی ہے۔ کبھی کبھی چرتے ہوئے مویشیوں کے ساتھ بھی لگ لیتی ہے تو کبھی تالابوں کے گھاس بھرے کناروں میں غذا کی تلاش کرتی ہے۔اس کی آواز تیز بھی ہے اور سریلی بھی اور

کبھی کبھی اس کا گیت دیورا کی اڑان کے گیت سے ملتا جلتا معلوم ہوتا ہے۔

ابلق یا سرولی مینا کا گھونسلا دوسری میناؤں کے گھونسلے سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ یہ مینا کسی کھیت کے قریب ایک بے ڈول سا گول مٹول گھونسلا، پتیوں، گھاس، ٹہنیوں اور ردی سے بناتی ہے جو آم، شیشم ایسے ہی کسی درخت کی آگے نکلی شاخ پر بنایا جاتا ہے۔ ایک ہی درخت میں تین چار گھونسلے بھی ہو سکتے ہیں۔ انڈے ۴ یا ۵ بے داغ چمکیلے نیلے ہوتے ہیں۔

لوگوں کو اکثر ابلق مینا اور (Rosy Pastor) یا (Roae Coloured Star-ling) میں دھوکا ہو جاتا ہے۔ آخر الذکر ایک مہاجر چڑیا ہے جس کے بڑے بڑے جھنڈ جاڑوں میں ہندوستان آتے ہیں۔ اس کی رنگت سیاہ و سفید نہیں بلکہ سیاہ اور گلابی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ دونوں ایک ہی جسامت کے ہوتے ہیں اور ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ گلابی پیٹر کے جھنڈ پکتی ہوئی جوار کے کھیتوں اور سیمل اور گل نسترن کے بڑے بڑے سرخ پھولوں میں خاص طور سے دکھائی دیتے ہیں۔

کوؤں کا خاندان کسی تعرف کا محتاج نہیں۔ دیہی ہو یا شہری ہر ایک کووں کی شکل وصورت اور عادت سے بخوبی واقف ہے۔ (House Crow) یعنی گھریلو کوا (پلیٹ ۱۲، نمبر ۶۸) اپنے رشتے دار جنگلی کوے سے سائز میں چھوٹا ہوتا ہے۔ جنگلی کوا بالکل سیاہ چمکیلا ہوتا ہے جبکہ گھریلو کوے کی گردن خاکستری ہوتی ہے اور باقی جسم سیاہ۔ کوا ہندوستان کا سب سے عام جانا پہچانا پرندہ ہے۔ یہ بنیادی طور پر آبادی میں رہتا ہے۔ آدمی کا طفیلیا ہے بلکہ اس کے سماج کا ایک حصہ ہے۔ اپنی ذہانت اور ڈھٹائی اور خطرہ بھانپنے اور اس سے بچنے کی صلاحیت کی بنا پر، وہ اپنی گناہ کی زندگی کے باوجود صاف بچ نکلتا ہے۔ جہاں غذا کا تعلق ہے کوا ہر چیز کھانے کو تیار رہتا ہے۔ مردہ چوہا، رسوئی کی جھوٹن مچھیرن کی ٹوکری سے اڑائی ہوئی مچھلی، آپ کی میز سے اچکا ہوا ٹوسٹ یا انڈا، اس کے لئے ہر مال جائز ہے۔ لیکن اس کی چوری کی عادت کی تلافی کچھ اس سے ہو جاتی ہے کہ وہ میونسپلٹی کے بھنگی کے فرائض بھی انجام دیتا ہے۔ بہر حال اسے جو عادت نامقبول بناتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ دوسری نرم خو، حسین اور سریلی چڑیوں کو ہمیشہ تنگ کرتا رہتا ہے اور بگلوں کے انڈوں کے لئے تو بہت ہی تباہ کن ہے۔ ایسی جگہوں پر کوا ہمیشہ

منڈلاتا رہتا ہے اور جیسے ہی بگلے انڈے دینے کی جگہ چھوڑتے ہیں کوا ان کے گھونسلے پر ٹوٹ پڑتا ہے اور یا تو انڈے کھا جاتا ہے یا بچوں کو بے رحمی سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔ ایک طرف تو وہ ٹڈیوں اور دوسرے تباہ کن کیڑوں مکوڑوں کے جھنڈ کے جھنڈ تباہ کر دیتا ہے دوسری طرف وہ گیہوں اور جوار کی پکتی فصل کو اور باغوں میں پھلوں کو بھی بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ انسان کے لئے نقصان دہ ہے یا فائدہ مند۔ کوے کا گھونسلا ٹہنیوں سے بنایا جاتا ہے اور اس کے بیچ میں ریشوں پٹ سن اور دھاگوں کا استر دیا جاتا ہے اس گھونسلے میں جو کسی درخت کی شاخ پر ۳ میٹر سے ۸ میٹر تک کی اونچائی پر بنایا جاتا ہے، ۴ یا ۵ انڈے پیلے، نیلاہٹ مایل ہرے رنگ کے ہوتے ہیں جن پر بھوری چتیاں یا دھاریاں ہوتی ہیں چونکہ یہ انڈے کویل کے انڈوں سے ملتے جلتے ہوتے ہیں لہٰذا کویل اس کا فائدہ اٹھا کر اپنے انڈے کوے کے گھونسلے میں رکھ دیتی ہے جنھیں کوا مزے سے سیتا ہے۔

(Jungle Crow) یعنی جنگلی کوا بڑا اور سارے کا سارا چمکدار اسیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی چونچ بھی بڑی اور بھاری ہوتی ہے اور آواز بھی عام طور سے یہ شہروں سے دور، دیہاتوں، کھیتوں، کھلیانوں کے آس پاس رہتا ہے، تاکہ آدمی جو بھی گندگی پھیلائے وہ اس میں غذا تلاش کر سکے۔

اسی خاندان کا ایک اور نفیس نمونہ (Tree Pie) یعنی مہالات کہلاتا ہے (پلیٹ ۱۲ نمبر ۶۵) یہ چڑیا مینا کے سائز کی ہوتی ہے لیکن اس کی دم کوئی ۳۰ سینٹی میٹر لمبی ہوتی ہے۔ یہ سرخی مایل بھورے رنگ کی ہوتی ہے۔ سر اور گردن کاجل کے رنگ کی اور دم کے سب سے لمبے پروں کا رنگ سیاہ اور ان کا سر چوڑا ہوتا ہے اس کے بازوؤں کا خاکستری رنگ اڑان کے وقت نمایاں رہتا ہے۔ یہ جنگلوں میں یا ایسے کھلے علاقوں میں پائی جاتی ہے جہاں کچھ درخت ہوں۔ یہ مل جل کر رہتی ہے اور جب کئی چڑیاں غذا کی تلاش میں نکلتی ہیں تو ایک دوسرے سے تیز کرخت اور بے سری آواز میں "کہ کہ، کہ کہ، کہ کہ" کہ کر بات کرتی چلتی ہیں۔ وہ ایک درخت سے دوسرے درخت تک بھی اس طرح جاتی ہیں کہ پہلے ایک چڑیا تیزی سے غوطہ لگا کر اڑتی ہے، زور سے پر پھڑ پھڑاتی ہے اور پھر پر پھیلا کر دوسرے درخت پر اترتی

ہے۔ پھر دوسری اسی طرح اس کے پیچھے آتی ہے بات چیت کی بے سری آواز کے علاوہ یہ سریلی بولیاں بھی نکال سکتی ہے۔ کبھی تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ "کوکیلا، کوکیلا" پکار رہی ہو۔ یہ آواز نکالتے وقت وہ پیٹھ کو کمان کی طرح بنالیتی ہے، سر کو جھکالیتی ہے اور دم کو مضحک انداز میں دبالیتی ہے۔ مہالات دوسری میوہ خور چڑیوں کے ساتھ پیپل اور برگد کے درختوں پر پیٹ بھر کے پکے پھل کھاتی ہے اور اس کے علاوہ، اپنے رشتے دار کوے کی طرح وہ ہر قسم کی غذا کھاسکتی ہے، مردار گوشت بھی۔ عام طور سے وہ پھل اور بیری کے علاوہ کیڑے مکوڑے، چھپکلی، کھن کھجورے، چڑیوں کے بچے، چھوٹے چوہے اور چوہوں کے بچے اور چھوٹی چڑیوں کے علاوہ انکے انڈے بچے کھالیتی ہے۔ اس کا گھونسلا کوے کے گھونسلے سے ملتا جلتا لیکن اس سے گہرا ہوتا ہے۔ اسمیں پتلی ٹہنیوں اور جڑوں کا استر ہوتا ہے اور اسے گھنے پتوں والے کسی درخت کی چوٹی پر چھپاکر رکھا جاتا ہے۔ ۳یا۴ انڈے مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، بیشتر پیلے پیازی سفید جن پر سرخی مایل بھورے رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ مگر دوسرے نشانات بھی ہوسکتے ہیں۔

چڑیوں کے ایک اور خاندان میں گکو، بلال چشم وغیرہ شامل ہیں یہ بیشتر جھنڈ بناکر رہتی ہیں اور کیڑے مکوڑوں پر گذارا کرتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور (Scarlet Minivet) یعنی بلال چشم ہے۔ (پلیٹ ۱۴، نمبر ۸۴) یہ بلبل سے چھوٹی ہوتی ہے نر اوپر سے چمکیلا سیاہ اور نیچے سے گہرے سرخ سے لے کر نارنجی سرخ تک ہوتا ہے۔ مادہ اور بچہ اوپر سے خاکی اور زیتونی زرد اور نیچے سے زرد ہوتے ہیں۔ بازو سیاہ اور ان پر دو زرد پٹیاں ہوتی ہیں۔ وہ پتوں بھرے درختوں کی چوٹی پر ۵یا۶ کے جھنڈ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جاڑوں میں یہ چڑیاں ۳۰ یا زیادہ جھنڈ بنالیتی ہیں لیکن ان میں نر چڑیوں کا جھنڈ الگ ہوتا ہے اور مادہ کا الگ۔ یہ بیشتر پتیوں کے چھتری تلے رہتی ہے۔ ادھر ادھر پر پھڑ پھڑا کر اڑتی رہتی ہے تاکہ چھپے ہوئے کیڑے باہر نکل سکیں۔ اسی طرح وہ ایک دوسرے کے پیچھے ایک درخت سے دوسرے درخت تک اڑتی رہتی ہیں۔ جب دھوپ میں ہری پتیوں کے درمیان نر کا گہرا سرخ رنگ دمکتا ہے تو نہایت حسین نظارہ ہوتا ہے۔ اس کی غذا، مکڑی کیڑے مکوڑے اور ان کے انڈے بچے

ہوتے ہیں جنہیں وہ یا تو پتیوں اور کلیوں سے چن لیتی ہے یا ہوا میں اڑتے ہوئے شکار کرلیتی ہے جب پورا جھنڈ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے تو وہ "وھی ٹویٹ" یا وہری، وہری کی سریلی آواز نکالتا ہے۔ اس کا گھونسلا چھچھلا، پیالہ نما ہوتا ہے اور نہایت صفائی سے جڑوں اور ریشوں سے بنایا جاتا ہے جنھیں باندھنے کے لئے مکڑی کا جالا استعمال ہوتا ہے۔ باہر کی طرف کائی اور مکڑی کے انڈوں کے چھلکے وغیرہ آرائش کے لئے لگائے جاتے ہیں۔ یہ گھونسلا ۳ میٹر سے ۱۵ میٹر تک کی اونچائی پر کسی شاخ کی جڑ میں اوپر کی طرف بنایا جاتا ہے۔ اس میں ۲ سے ۴ تک پیلے ہرے رنگ کے انڈے ہوتے ہیں جن پر گہرے بھورے اور ہلکے بیگنی رنگ کے دھبے ہوتے ہیں۔ چھوٹی بلال چشم ہندوستان، بنگلہ دیش، اور پاکستان میں عام ہے۔ اور اس کا نر عام طور سے سیاہ خاکستری اور نارنجی سرخ رنگ کا ہوتا ہے مادہ اور بچوں کے سر پر سیاہ رنگ نہیں ہوتا اور نیچے کا حصہ سرخ کی جگہ زرد ہوتا ہے۔ چھوٹی بلال چشم عام طور سے باغوں اور چھدرے خشک جنگلوں میں دکھائی دیتی ہے جب کہ بڑی چڑیا جنگلوں کو پسند کرتی ہے۔

شوبیگی اور ہریوا خاندان کی چڑیوں میں سے بعض تو جنوبی مغربی گھاٹ کے سدا بہار جنگلوں میں اور مشرقی ہمالیہ میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان میں سے (Common Lora) یعنی شوبیگی (پلیٹ ۱۴، نمبر ۸۲) جو گوریا کی جسامت کی ہوتی ہے زیادہ عام ہے اور ملک کے بیشتر حصوں میں پائی جاتی ہے۔ نر چمکیلے، سیاہ اور شوخ زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کے سیاہ بازووں پر دو سفید پٹیا ہوتی ہیں۔ موسم تولید کے علاوہ نر بھی مادہ کی طرح لگتا ہے، لیکن اس کی دم ہر حال میں کالی رہتی ہے۔ یہ مطلقاً درختوں کا پرندہ ہے کیڑے مکوڑے کھاتا ہے اور باغوں، گاؤں کے باہر درختوں کے جھنڈ اور ہلکے جنگلوں میں اپنا گھونسلا بناتا ہے۔ اسکا جوڑا ساتھ ساتھ پتیوں کے کیڑے اور ان کے انڈے بچے تلاش کرتا رہتا ہے۔ نہ صرف ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی تک پھدکتا ہے بلکہ ٹہنی سے چپک کر یا الٹا لٹک کر پتیوں کے نیچے کے حصے میں بھی کیڑوں کو ڈھونڈ نکالتا ہے۔ یہ چڑیاں سیٹی بجاکر یا سریلے انداز میں چہچہا کر ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھتی ہیں۔ اس کا نام شوبیگی غالباً یوں پڑا کیونکہ اسکی سیٹی سے "شوبیگی، شوبیگی" کی سی آواز آتی ہے۔ نر پرندہ دلکش انداز میں مادہ کو اپنی طرف متوجہ کرتا

ہے ، پہلے وہ بازو لٹکا کر ، دم کے سفید پر پھلا کر اور دم کو اٹھا کر مادہ کا پیچھا کرتا ہے اور ساتھ ہی
ساتھ "چی چی" کہہ کر چہچہاتا اور سریلی سیٹیاں بجاتا ہے پھر وہ ہوا میں تقریباً ایک یا دو میٹر
اچھلتا ہے اور روئی کے گولے کی طرح قلابازی کھا کر اپنا پچھلا سفید حصہ پھلا کر دکھاتا ہے اور
چکر کھا کر اپنی جگہ پر واپس آجاتا ہے۔

وہ اپنا گھونسلا کسی دوشاخی ٹہنی کی جڑ میں نرم گھاس اور جڑوں سے بن کر پیالہ نما
شکل میں بناتا ہے۔ باہر کی جانب اس میں جالے کا ساتر دیا جاتا ہے۔ عام طور سے دو سے چار
تک انڈے پیلاہٹ اور سرخی لیے ہوئے سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان پر بیگنی رنگ کے
دھبے بھی ہوتے ہیں۔

اس پرندے کی ایک اور قسم (Marshal 's Lora) یعنی مارشل کی شو بیگی
کہلاتی ہے۔ یہ کچھ راجستھان پنجاب، مدھیہ پردیش اور بنگال میں ہیں کہیں پائی جاتی ہے۔ اس
کی دم کا سرا سفید ہوتا ہے۔ (پلیٹ ۱۴، نمبر ۸۲)

(Jerdons Chloropsis) یعنی ہریوا (پلیٹ ۱۴، نمبر ۸۱) جیسا کہ نام سے
ظاہر ہے سبزے کے رنگ کی، بلبل کے سائز کی ایک چڑیا ہے جس کے منہ پر مونچھوں جیسی
نیلی اودی دھاریاں ہوتی ہیں۔ تھڈی اور گلا کالا ہوتا ہے اور پتلی ہلکی مڑی ہوئی چونچ بھی سیاہ
ہوتی ہے۔ مادہ کی تھڈی اور گلا پیلے نیلاہٹ مایل ہرے ہوتے ہیں اور مونچھوں جیسی دھاریاں
نیلے ہرے رنگ کی چڑیا عام طور سے جوڑوں میں یا چھوٹے جھنڈ کی صورت میں غذا کی تلاش
میں درختوں کی پتیوں میں ٹہنیوں اور پھولوں کے گچھوں سے چپکی ہوئی یا الٹی لٹکی ہوئی یا اسی
طرح سرکس والوں کی طرح دوسرے کرتب دکھاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس کی رنگت پتیوں
سے اس حد تک مل جاتی ہے کہ اکثر اس کی موجودگی کا پتہ بھی نہیں چل پاتا۔ یہ ایک
زبردست نقال چڑیا ہے اور بیا، بلبل، بھجنگ، شو بیگی، کلکلے اور دایار سبھی کی آوازوں کی بڑی
اچھی نقل کر لیتی ہے اور ایک چڑیا کے بولنے سے ایسا لگتا ہے جیسے چڑیوں کی اقوام متحدہ کا
اجلاس ہو رہا ہو، کیونکہ یہ سب نقلیں ایک بعد ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن درخت کے قریب آنے
پر محض ہرے رنگ کا ایک ٹکڑا ہوا میں بھاگتا نظر آتا ہے اور ایسا لگتا ہے جیسا کہ یہ چڑیا لوگوں

کو بےوقوف بنا کر بہت خوش ہے۔ اس کی غذا کیڑوں مکوڑوں، پھلوں، بیریوں اور بڑی حد
تک پھولوں کے رس پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کا گھونسلا ٹہنیوں چھوٹی جڑوں اور کائی سے
ڈھکے ایک ڈھیلے ڈھالے پیالے کی شکل میں بنایا جاتا ہے۔ اس میں نسبتاً نرم چیزوں کا استر بھی
لگایا جاتا ہے۔ گھونسلا عام طور سے درخت کی کسی آگے نکلی شاخ کے سرے پر بنایا جاتا ہے اور
نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے۔ انڈے عام طور سے ۲ ہوتے ہیں ہیں اور ان کی رنگت سرخی
مایل دودھیا ہوتی ہے۔ ان پر گہرے سرخ رنگ کے بے شمار دھبے ہوتے ہیں۔

اسی پرندے سے ملتا جلتا (Golden Fronted Chloropsis) سنہرا ہریوا
ہوتا ہے جسکی نر کی پیشانی شوخ سنہرے رنگ کی اور ٹھڈی اور گلا نیلا کالا ہوتا ہے۔ مادہ کی
رنگت میں پیلاہٹ زیادہ ہوتی ہے اور اس کی پیشانی بھی اتنے شوخ سنہرے رنگ کی نہیں
ہوتی۔ ہریوا کی دونوں قسمیں ایک ہی علاقے میں پائی جاتی ہیں۔

بلبل خاندان کی چڑیاں اپنی شوخی اور خوش دلی کے باعث سبھی باغوں کی رونق
سمجھی جاتی ہیں۔ ان میں (Red Wishkered Bulbul) یعنی پہاڑی بلبل (پلیٹ ۱۴، نمبر
۸۰) باغوں اور جھاڑیوں میں چونچال طور پر ادھر ادھر پھدکتی دکھائی دیتی ہیں۔ یہ مینا سے
چھوٹی اور دبلی ہوتی ہے سر پر آگے جھکی کلغی اس کی خاص پہچان ہے۔ اوپری حصے کے بال
بھورے اور نیچے کے سفید ہوتے ہیں۔ سینے پر ایک کالی نیکلیس ہوتی ہے۔ اس کی مونچھیں اور
دم کے نیچے کا حصہ سرخ ہوتا ہے۔ پہاڑی بلبل ہر اس جگہ پہنچ جاتی ہے جہاں درختوں اور
جھاڑیوں میں اسے غذا اور پناہ گاہ مل جائے چاہے وہ شور و غل سے بھرپور شہر ہی کیوں نہ ہو۔
لیکن یہ گلدم کی بہ نسبت جنگلی اور پہاڑی علاقے زیادہ پسند کرتی ہے۔

عام طور پر پہاڑی بلبل کے صرف جوڑے دکھائی دیتے ہیں اور جب درخت
جھاڑی میں پھل لگے ہوں تو ان کی زیادہ تعداد بھی جمع ہو جاتی ہے وہ کوئی گانا نہیں گاتی لیکن
اس کی خوشدلانہ چہک دن بھر سنائی دیتی ہے۔ اسکی غذا عام طور پر بیریاں ہوتی ہیں، خاص طور
پر لینٹنا کی بیری۔ وہ کیڑے مکوڑوں اور ان کے انڈوں بچوں بھی صفایا کرتی رہتی ہے۔ اگر
پہاڑی بلبل کو بچپن سے پال لیا جائے تو وہ کافی سدھ جاتی ہے کیونکہ وہ گلدم کی طرح جھگڑالو

تک نچلی شاخوں میں ناچتے پھدکتے رہتے ہیں۔اڑتے وقت بھنگوں اور کیڑوں کو پکڑنے کے لئے یہ چڑیا برابر ہوامیں حسین دائرے اور چکر لگاتی رہتی ہے۔جب یہ اپنے جبڑے میں شکار کو پکڑتی ہے توکلک کی سی آواز آتی ہے، جیسے کہ کھڑ تال بجے۔اس کی آواز عام طور سے ایک کرخت "چک چک "سی ہوتی ہے لیکن جب وہ ناچ ناچ کر گاتی ہے تو ایک مترنم سیٹی سی بجتی ہے۔اس کی غذا خاص طور پر مچھر مکھی اور دوسرے دوپروالے کیڑے ہوتے ہیں۔اس کا حسین گھونسلا شراب کے پیالے کی شکل کا ہوتا ہے یہ پتلی گھاس اور ریشوں سے بنایا جاتا ہے اور اس میں باہر کی جانب جالے کا پلاستر دیا جاتا ہے۔یہ شوبیگی کے گھوسلے سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔لیکن اس کے پیندے میں ہمیشہ کوئی گندہ سا چھال کا ٹکڑا وغیرہ باہر لٹکا رہتا ہے جب کہ شو بیگی کا گھونسلا نیچے سے گول ہوتا ہے۔ناچن کا گھونسلا قلمی آم یا چیکو جیسے کسی چھوٹے درخت کے سرے کی ٹہنی یا دوشاخے پر بنایا جاتا ہے اور عموماً ۳ میٹر سے زیادہ اونچا نہیں ہوتا۔اس میں عام طور سے ۳ انڈے دیے جاتے ہیں جو گلابی دودھیا رنگ کے ہوتے ہیں ان کے چوڑے سرے پر باریک بھوری چتیاں ہوتی ہیں۔

اسی خاندان کی ایک اور چڑیا (White Browed Fantail Flyeatcher) یعنی سفید پیشانی والی ناچن۔اسکی پیشانی اور نچلا حصہ سفید ہوتا ہے۔یہ بھی ہندوستان میں عام ہے۔

اس قسم کی ایک اور چڑیا جسے دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔-(Paradide Fly-catcher) یعنی شاہ بلبل یا دودھ راج کہلاتی ہے۔(پلیٹ ۱۵، نمبر ۸۷) یہ سائز میں بلبل ہی کے برابر ہوتی ہے۔لیکن اس کی دم کا پر ۲۵ سے ۳۰ سینٹی میٹر لمبا ہوتا ہے۔نر رو پیلے سفید رنگ کا ہوتا ہے اور اس کا سر چمکیلا، سیاہ اور کلغی دار ہوتا ہے۔دم میں ربن کے ایسے دو لمبے سفید پر ہوتے ہیں۔نابالغ نر اور مادہ کا اوپری حصہ سرخی مایل بھورا اور نیچے کا خاکستری سفید ہوتا ہے۔البتہ ان کا سر بھی سیاہ اور کلغی دار ہوتا ہے۔کمسن نر کی دم کا پر سرخی مایل بھورا ہوتا ہے۔مادہ کی دم لمبی نہیں ہوتی اور وہ بلبل کے جیسی ہی دکھائی دیتی ہے۔یہ حسین پرندہ مختلف ناموں سے مشہور ہے اور سایہ دار کنجوں، باغوں، چھدرے پت جھڑ والے جنگلوں اور بانس

کی جھاڑیوں سے ڈھکے نالوں کے آس پاس دکھائی دیتا ہے۔اسکے جوڑے یا تو اکیلے رہتے ہیں یا دوسری کیڑے مکوڑے کھانے والی چڑیوں کے ساتھ۔جب نر پھرتی سے ہوامیں لوٹ پلٹ کر اڑنے والے کیڑوں کا شکار کرتا ہے تو اسکی لمبی دم کے پر، کوڑے کی طرح لہراتے اور بل کھاتے ہیں۔اور جب وہ ایک کنج سے دوسرے کنج تک جانے کے لئے اڑتا ہے تو یہ لہراتے لمبے پر ایک ناقابل فراموش حسین نظارہ پیش کرتے ہیں۔لوگ سمجھتے ہیں کہ اتنی حسین چڑیا کا گانا بھی سریلا ہوگا لیکن توقع کے برعکس یہ کوئی گیت نہیں گاتی بلکہ ایک کرخت لہجے میں "چی" یا چی چی" کی سی آواز نکالتی ہے۔البتہ موسم تولید میں نر اور مادہ دونوں کی آوازیں کچھ سریلی ہو جاتی ہیں۔اسکی خوراک مکھی، مچھر، بھنگے، اور پتنگے وغیرہ ہوتے ہیں جنھیں یہ اکثر اڑتے اڑتے ہی شکار کرلیتی ہے۔

شاہ بلبل ملک کے مختلف حصوں میں گھونسلا بناتی ہے لیکن اس کی پسندیدہ جگہ کشمیر کی وادی ہے۔اور جب فطرت کے شیدائی کشمیر کی وادی میں آتے ہیں اور جب شاہ بلبل کو دیکھتے ہیں تو ان کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔اس کا مضبوطی سے بنا گھونسلا پیالہ نما ہوتا ہے۔اسے باہر کی جانب مکڑی کے جالوں اور انڈے کے چھلکوں سے سجایا جاتا ہے۔یہ گھونسلا ایک دوشاخہ پر عام طور سے کوئی ۲ سے ۵ میٹر تک کی اونچائی پر بنایا جاتا ہے۔اس میں ۳ سے ۵ تک انڈے پیلاہٹ لیے دودھیا گلابی رنگ کے ہوتے ہیں جن پر سرخ بھوری چتیاں اور دھبے ہوتے ہیں۔

غوغائیاں ایک چھوٹے سے متوسط سائز کی اور بھورے رنگ سے لے کر رنگ برنگے پروں والی چڑیاں ہوتی ہیں جو ساتھ مل جل کر رہتی ہیں ان میں سے عام قسمیں حسب ذیل ہیں۔

(yellow-eyed Bablar) یعنی بلال چشم (پلیٹ ۱۵، نمبر ۹۲) بلبل سے ذرا چھوٹی مگر لمبی والی چڑیا ہوتی ہے جو جھاڑیوں اور گھاس بھرے جنگلوں میں پائی جاتی ہے۔یہ اوپر سے سرخی مایل بھورے اور نسواری رنگ کی اور نیچے سے سفید ہوتی ہے پلکیں نارنجی زرد اور آنکھیں زرد ہوتی ہیں۔یہ پانچ سات چڑیوں کا چھوٹا سا جھنڈ بنا کر کانٹے دار جھاڑیوں لمبی

گھاس کے جنگلوں اور کھیتوں کی منڈیروں پر موٹی گھاس کی جھنڈ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہ جھاڑیوں وغیرہ میں کیڑوں کی تلاش میں رام گنگرا کی طرح گھاس کے تنے پر چپک جاتی ہیں یا الٹی لٹک جاتی ہے۔ چپکے چپکے بہت دبک کر چلتی ہے اور جب کوئی خطرہ محسوس کرتی ہے تو پھرتی سے ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی تک لپک جاتی ہے اور خطرے کی تیز آوازیں نکالتے ہوئے گھاس میں غائب ہو جاتی ہے۔ اس کی آوز تیز ہوتی جاتی ہے اور کچھ دکھ بھرے لہجے میں "چیپ چیپ، چیپ چیپ" سی سنائی دیتی ہے۔ البتہ موسم تولید میں نر چڑیا کسی جھاڑی یا گھاس کی چوٹی پر بیٹھ کر تیز اور سریلا "چیپ چیپ" کا نغمہ سناتی ہے۔ اس کی غذا مکڑی ٹڈے اور دوسرے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں لیکن اس کے خاندان کی بیشتر چڑیاں پھولوں کا رس چوسنے اور سیمل یا اسی طرح کے دوسرے درختوں کے بڑے بڑے لال پھولوں کی شوقین ہوتی ہیں۔ بلال چشم کا گھونسلا موٹی گھاس کا بنا پیالہ نما اور گہرا ہوتا ہے جس میں اندر کی جانب نسبتاً نرم پروں کا استر اور باہر جانے کا گھر اپلاستر لگا ہوتا ہے۔ یہ کوئی ۲ میٹر کی اونچائی پر کسی جھاڑی کے پیٹ میں یا کھڑی گھاس کے تنوں میں جھولے کی طرح لٹکا رہتا ہے۔ اس میں ۴ یا ۵ انڈے پیلے سفید رنگ کے ہوتے ہیں جن پر بیگنی مایل بھورے رنگ کی چھیاں ہوتی ہیں۔

غون گھائی یعنی (Jungle Babler) جسے سات بھائی بھی کہتے ہیں (پلیٹ ۱۵، نمبر ۸۸) مٹیالے بھورے رنگ کی میلی گندی سی چڑیا ہوتی ہے جو مینا سے ذرا چھوٹی ہوتی ہے۔ دم لمبی ہوتی ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بھدے طریقے سے جسم میں گھونس دی گئی ہے۔ یہ چڑیا ہمیشہ کوئی چھ سات کی تعداد میں دکھائی دیتی ہے جبھی اس کا نام سات بھائی (انگریزی میں سیون سسٹرز یعنی سات بہنیں) پڑا ہے۔ یہ آبادی سے متصل جنگلوں اور آبادی کے اندر درختوں سے بھرے باغوں، احاطوں اور کنجوں میں پائی جاتی ہیں جہاں وہ زمین پر پھدکتی اور پتیاں کرید کر کیڑوں کی تلاش کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ جہاں بھی کیڑے کھانے والی دوسری چڑیا جنگل میں گھومتی دکھائی دیتی ہے وہاں غوغائی کا ہونا ضروری ہے۔ یہ چڑیاں ہمیشہ کرخت لہجہ میں لیکن خوشدلی کے ساتھ چہچہا کر ایک دوسرے سے بات چیت کرتی رہتی ہیں۔ عام

طور سے ایک دوسرے سے بڑا دوستانہ برتاؤ کرتی ہیں لیکن کبھی کبھار اختلاف رائے پیدا ہو جاتا ہے اور اس وقت بے سرے لہجے میں شور مچاتے ہوئے جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ جس میں چونچ اور پنجوں کا آزادانہ استعمال ہوتا ہے۔ اور فضا نچے ہوئے پروں سے بھر جاتی ہے۔ لیکن یہ جھگڑا کبھی کبھار اور محض وقتی ہوتا ہے اور دوستی پھر سے برقرار ہو جاتی ہے۔ باہری خطرے کے خلاف سب مل کر رہتی ہیں مثلاً اگر کسی چڑیا پر کوئی بلی یا عقاب حملہ کرے تو سبھی مل کر اسے بچانے کی کوشش کرتی ہیں اور حملہ کرنے والے کا بڑی بہادری اور عزم کے ساتھ، گویا چلا چلا کر، گویا گالیاں دیتے ہوئے مقابلہ کرتی ہیں اور عام طور پر اسے مار بھگاتی ہیں۔ غوغائی کی غذا مکڑے مکڑیاں اور کاکروچ پتنگے اور دانوں کی بھی شوقین ہوتی ہے۔ اسے سیمل کے پھول کا رس خاص طور سے پسند ہے اور اس رس تک پہنچنے کے سلسلے میں نر پودے کے زیرے کو مادہ پودے کے زیرے تک پہنچا کر اسکی نسل بڑھانے کا انتظام بھی کرتی ہے۔

یہ اپنا گھونسلا کسی پتوں بھرے دوشاخے پر، زمین سے کوئی ۳ سے ۵ میٹر تک کی اونچائی پر، ٹہنیوں اور نرم جڑوں سے ایک ڈھیلے ڈھالے پیالے کی شکل میں بناتی ہے۔ اس میں ۳ یا ۴ انڈے نہایت حسین فیروزی رنگ کے ہوتے ہیں۔ گھونسلا اکثر مل جل کر بنایا جاتا ہے۔ اور بچوں کو کھانا کھلانے کا کام بھی مل جل کر کیا جاتا ہے۔ غوغائی کو کوکو بیوقوف بناتی ہے اور اس کے گھونسلے میں اپنے انڈے سینے کے لئے رکھ دیتی ہے جو ملتے جلتے نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔

اس خاندان کی ایک اور چڑیا (Common Babler) کو ڈمری یا چلچل کہتے ہیں (پلیٹ ۱۵، نمبر ۹۰) یہ سائز میں بلبل کے برابر ہوتی ہے البتہ اسکی دم زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ یہ جنگلی غوغائی سے کچھ پتلی ہوتی ہے لیکن اس کی طرح چھ سات چڑیوں کا غول زمین پر یا کسی نیچی جھاڑی میں پھدکتا دکھائی دیتا ہے۔ اس کا رنگ بھی مٹیالا بھورا ہوتا ہے لیکن اس کی دھاریاں نسبتاً گہرے رنگ کی ہوتی ہے اور بے ڈھنگے طور پر لگی لمبی دم پر چوڑان میں چھوٹی دھاریاں سی پڑی ہوتی ہیں یہ زمین پر چھوٹے چھوٹے قدموں سے بہت تیزی سے دوڑتی ہے اور کانٹے دار جھاڑیوں یا گھاس کو الٹ پلٹ کر کیڑوں اور ان کے انڈوں بچوں کو تلاش کرتی رہتی ہے

جھاڑی سے جھاڑی تک جانے کے لئے یا خطرے سے بچنے کے لئے بھی وہ اڑنا پسند نہیں کرتی بلکہ دوڑ کر بھاگتی ہے۔اس کی اڑان کمزور ہوتی ہے دو چار بار پر پھڑ پھڑا کر پھر ساکن پھیلے ہوئے پروں کی مدد سے پھسلتی ہوئی نیچے اترتی ہے۔اس کی آواز چھوٹی چھوٹی سیٹیوں جیسی ہوتی ہے۔ کسی بلی یا سانپ کو دیکھتی ہے تو گھبراہٹ میں "ویچ ویچ، ری ری" کی سی سریلی سیٹی بجاتی ہے۔ اس دوران اپنے پروں اور دم کو جھٹکتے ہوئے پھدک کر جھاڑی سے جھاڑی تک بھاگتی ہے لیکن دشمن کو غور سے نیچے دیکھتی رہتی ہے۔ساری چڑیاں مل کر شور مچاتی ہیں۔گویا دشمن پر گالیوں کی بوچھار کر رہی ہوں۔ان کی غذا کیڑے مکوڑے، بیری، بیج دانہ اور پھولوں کا رس ہے۔گھونسلا کسی نیچی کانٹوں بھری جھاڑی پر کوئی ۲ میٹر کی اونچائی پر گھاس اور نرم جڑوں سے پیالہ نما بنایا جاتا ہے۔اسکی کاریگری بہت عمدہ ہوتی ہے۔اس میں ۳ یا ۴ انڈے چکنے فروزی رنگ کے ہوتے ہیں۔۔ککو چڑیا بھی اس کے گھونسلے میں بھی اپنے نیلے انڈے رکھ دیتی ہے۔

اسی خاندان کی ایک اور چڑیا (Large Grey Babler) زیادہ خاکی بھورے رنگ کی ڈمری ہوتی ہے۔اس کی پیشانی خاکی اور دم کے باہری پر سفید ہوتے ہیں جو اڑتے وقت خاص طور پر نمایاں رہتے ہیں یوں تو یہ ملک کے سارے خشک علاقوں میں پائی جاتی ہے لیکن دکن کے پٹھار میں کثرت سے دکھائی دیتی ہے۔

پھٹکی قسم کی چڑیا، ابابیل سے چھوٹی اور صوفیانہ رنگ کی ہوتی ہے ان میں سے عام پھٹکی (Ashy Wren Warren) (پلیٹ ۱۳، نمبر ۷۰) اوپر سے خاکستری سلیٹی رنگ کی ہوتی ہے اور نیچے سے گندمی۔اس کی سفید اور سیاہ دم، ڈھیلی ڈھالی لمبی اور گودم ہوتی ہے جس کا سرا سفید ہوتا ہے۔یہ دم کو ذرا اٹھا کر چلتی ہے اور اسے برابر اوپر نیچے جھٹکتی رہتی ہے، جاڑوں میں پروں کا رنگ زیادہ بھورا اور کم سلیٹی ہو جاتا ہے یہ چھوٹی چڑیا اکثر ایسے بڑے باغوں کو پسند کرتی ہے جن میں اچھی سینچائی کا انتظام ہو اور جھاڑیاں اور جڑی بوٹیوں کی کیاریاں ہوں۔اسے جھینپو تو نہیں کہا جا سکتا لیکن یہ سب کے سامنے بھی نہیں آنا چاہتی اور جھاڑیوں میں خاموشی سے اپنی دم اٹھائے اور ادھر سے ادھر جھٹکتے ہوئے کیڑوں مکوڑوں کی تلاش میں لگی رہتی ہے۔اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد "ٹی ٹی ٹی" کی آواز نکالتی رہتی ہے

موسم تولید میں نر اعلانیہ طور پر مادہ سے عشق کرتا ہے۔بار بار کسی جھاڑی یا اونچی شاخ کے سرے پر بیٹھ کر جوشیلے انداز میں گیت گاتا ہے۔کبھی ادھر سے ادھر پھدکتا ہے کبھی اپنی دم اوپر نیچے جھٹکتا ہے اور کبھی اپنے پر پھڑ پھڑاتا ہے۔جب پھٹکی اٹک اٹک کر اڑان کرتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اس کی دم اس کے لئے بہت بھاری ہے اور وہ بہ مشکل اس کا بوجھ اٹھا سکتی ہے۔اگر اسے کسی دخل اندازی کے باعث ہڑ بڑا کر اپنا گھونسلا چھوڑنا پڑے اور پریشانی میں ادھر ادھر بھاگ رہی ہو تو وہ اپنے خاندان کی دوسری چڑیوں کی طرح "کٹ کٹ کٹ" کی آواز نکالتی ہے جیسے کہ بجلی اسپارک کر رہی ہو۔شاید یہ آواز دم جھٹکنے سے پیدا ہوتی ہے لیکن کچھ یقین سے کہا نہیں جا سکتا۔اسکا گھونسلا بیا کے گھونسلے سے ملتا جلتا ہوتا ہے، یعنی پھٹکی پتیوں کی سی کر ایک قیف سی بنا لیتی ہے لیکن جب بڑی پتیاں نہیں ملتیں تو وہ ریشے بھی استعمال کر لیتی ہے اور چھوٹی چھوٹی پتیوں کو جالے سے گوندھ لیتی ہے۔یہ گھونسلا زمین سے کوئی ڈیڑھ میٹر کی اونچائی پر بنایا جاتا ہے۔اس میں ۳ یا ۴ انڈے اینٹ کی طرح سرخ اور چمکدار ہوتے ہیں لیکن چوڑائی کی جانب بھی ایک سیاہ حلقہ بھی ہوتا ہے۔

اسی خاندان کی ایک اور چڑیا سرخی مائل بھوری ہوتی ہے جیسی کہ پھٹکی جاڑوں میں ہو جاتی ہے۔یہ زیادہ تر خشک علاقوں کو پسند کرتی ہے اور اس کی دم کے سرے پر سفید داغ نہیں ہوتا۔

لیکن اس خاندان کی سب سے مشہور چڑیا (Tailor Bird) یا درزی ہوتی ہے۔ (پلیٹ ۱۳، نمبر ٦۹) جسے انگریزی میں مصنف رڈیارڈ کپلنگ نے اپنی لافانی کتاب جنگل بک میں لافانی بنا دیا ہے۔یہ زیتونی ہرے رنگ کی چلبلی سی چھوٹی سی چڑیا ہوتی ہے جس کا سر زنگاری اور نیچے کا حصہ سفید ہوتا ہے۔اس کی دم کے سرے پر جو بانکے انداز میں مڑی ہوتی ہے دو لمبے پتلے اور نوکیلے پر آگے نکلے رہتے ہیں۔یہ جھاڑیوں اور باغوں میں کبھی اکیلی اور کبھی جوڑوں میں دکھائی دیتی ہیں اور شہری اور دیہاتی دونوں علاقوں میں نظر آتی ہے۔کافی پالتو قسم کی چڑیا ہے جو آدمیوں پر بھروسہ کرتی ہے اور آباد بنگلوں کے برآمدے میں گھس کے تاگے اور روئی کے ٹکرے اٹھا کر لاتی ہے اور اپنے گھونسلے میں لگاتی ہے، یا وہاں جالی میں لگی

بیلوں اور گملوں میں سے کیڑوں کا شکار کرتی ہے ، خواہ قریب ہی آدمی کیوں نہ بیٹھے ہوں ۔ اسکی تیز خوشدلانہ اور مانوس پکار "ٹووٹ، ٹووٹ، ٹووٹ" یا پریٹی، پریٹی، پریٹی" کہتی سنائی دیتی ہے ۔اسکی غذا چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے اور ان کے انڈے بچے اور پھولوں کا رس ہے۔ یہ عام طور سے سیمل قسم کے درختوں کے لال پھولوں میں اپنا سر ڈالتی دکھائی دیتی ۔ درزی بجاطور پر اپنے گھونسلے کے لئے مشہور ہے جو پرندوں کے اعلی تعمیراتی فن کا نمونہ سمجھا جاتا ہے ۔انسے نرم ریشوں بالوں ، روئی اور سبزیوں کے ریشوں کی مدد سے پیالہ نما شکل میں مضبوطی سے بنایا جاتا ہے ۔ پھر کسی بڑی پتی کو لپیٹ کر اور اس کے کنارے سی کر ایک نلکی سی بنا کر اس میں اس گھونسلے کو چھپایا جاسکتا ہے ۔اگر کوئی بڑی پتی نہ ملے تو دو چھوٹی پتیاں ایک دوسرے کے ساتھ سی کر استعمال کی جاسکتی ہیں۔ روئی یا سبزی کے ریشوں کو بٹ کر دھاگا بنایا جاتا ہے اور اس کے سرے پر ہوشیاری سے ایک گانٹھ بھی دے دی جاتی ہے تاکہ اگر کوئی زور پڑے تو سیون کھل نہ جائے ۔ گھونسلا بنانے کے لئے بڑی پتیوں والے پودے یا بیلیں پسند کی جاتی ہیں ۔ بر آمدے یا پورچ میں رکھے گملوں کے پودے بھی پسند کیے جاتے ہیں ، لیکن وہی پودے جو ایک میٹر سے زیادہ اونچے نہ ہوں ۔انڈے ۳ یا ۴ سرخی یا نیلاہٹ لیے سفید ہوتے ہیں جن پر عام طور سے بھوری مایل سرخ چھیاں ہوتی ہیں۔

اسی خاندان کی ایک شاخ میں شاما، دایار ، کالا پدا ، کالچورا ، کستورا قسم کی چڑیاں ہوتی ہیں۔ (Magpie Robin) یعنی دایار یا دلیا (پلیٹ ۱۵، نمبر ۹۴) کا نر سیاہ سفید ہوتا ہے۔ عام طور سے دم اٹھی ہوتی ہے۔ مادہ چڑیا سفید کے ساتھ ساتھ بھوری یا سلیٹی ہوتی ہے۔

یہ چڑیاں چھدرے جنگل میں بھی اکا دکا دکھائی دیتی ہیں لیکن بیشتر انسانی بستیوں کے قریب پائی جاتی ہے ۔ موسم تولید کو چھوڑ کر نر خاموش اور چھپا چھپا رہتا ہے ، جھاڑیوں میں دبک دبک کر چلتا ہے اور کبھی کبھی غمگین سی آواز میں "سوی ای" یا کرخت لہجے میں "چر۔ رچر۔ ر" کہتا ہے لیکن جیسے جیسے گرمی کا موسم آتا ہے اس کی آواز تیز تر ہوتی جاتی ہے اور چڑیوں کے چند بہترین گویوں میں سے ہو جاتا ہے ۔ وہ جب اپنی صاف ستھری چمکدار سیاہ و سفید یونی فارم میں ملبوس ، کسی بغیر پتوں والے درخت کی سب سے اونچی شاخ پر ، یا کسی کھمبے

پر بیٹھ کر اپنا تیز اور دلکش نغمہ مسلسل سناتا ہے تو سننے والے کو بہت بھلا لگتا ہے ۔اس کا گیت شاما کے گیت جیسا سریلا تو نہیں ہوتا لیکن اتنا ہی پر جوش ہوتا ہے۔ گاتے وقت دم ذرا اچھلا کر نیچے کی طرف کرلی جاتی ہے پھر اسے اوپر کی طرف جھٹکا دیا جاتا ہے اور پورا پھیلا دیا جاتا ہے۔ گویا اپنے گیت پر تال دے رہا ہو۔ گانا دن بھر اور اکثر رات گئے تک جاری رہتا ہے۔

دایار کا نر موسم تولید میں اپنی عملداری کی حدیں بناتے وقت بہت جھگڑالو ہو جاتا ہے وہ اپنی مادہ یا کسی رقیب کے سامنے اس صورت سے اترا کر چلتا ہے کہ پھیلی ہوئی دم اوپر اٹھ کر پیٹھ سے جا ملتی ہے ، سینہ مضحک انداز میں پھولا ہوا ہوتا ہے ، چونچ آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوتی ہے اور اکڑ کر ، مٹک کر ، سر ہلا کر چلا جاتا ہے۔

یہ چڑیا ہمیشہ کیڑے کھاتی ہے ،اور کبھی کبھی بیریاں بھی ۔ لیکن سیمل کے لال پھولوں کا رس تو ہمیشہ ہی اس کا من بھاتا کھانا ہے ۔اس کا گھونسلا ، گھاس نرم بالوں اور جڑوں اور بالوں کی ایک گدی سی ہوتی ہے جو کسی درخت دیوار یا کسی کھوکھلے حصے یا سوراخ میں ، یا مکانوں کی نالیوں کے پائپ میں سڑک کے کسی کھمبے میں کھونس دیا جاتا ہے ۔ بعض لوگ چڑیوں کے لئے کچھ بکس سے بنا کر لٹکا دیتے ہیں ، دایار انہیں بھی استعمال کر لیتی ہے۔ انڈے ۳ سے ۵ تک پیلے نیلاہٹ مایل ہرے ہوتے ہیں۔ ان پر سرخی مایل بھورے دھبے ہوتے ہیں۔

(Shama) یا شاما (پلیٹ ۱۵، نمبر ۹۱) دایار کی جنگلی بہن ہے شہری لوگ اسے ایک اچھی گانے والی چڑیا سمجھ کر پالتے ہیں۔ یہ چڑیا اوپر سے سیاہ اور نیچے سے زنگ کے رنگ کی بھوری ہوتی ہے ۔اس کی سیاہ و سفید دم کے نیچے ایک سفید دھبا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی یہ چڑیا گھنے جنگلوں والے پہاڑی شہروں مثلاً ماتھران بمبئی کے نزدیک میں بھی دکھائی دیتی ہے جہاں یہ اپنے گیتوں سے گرمی کے دوران آنے والے سیاحوں کا جی خوش کرتی ہے۔

دایار سے ذرا چھوٹی لیکن رشتے دار چڑیا کو (Pied Bushchat) یعنی کالا پدا کہتے ہیں ۔ (پلیٹ ۱۳، نمبر ۱۷) نر چمکیلا سیاہ ہوتا ہے البتہ اس کا پچھلا حصہ ، نچلا پیٹ اور بازوں ویسے ہی چمکیلے سفید ہوتے ہیں بازووں کی سفیدی اڑان کے وقت خاص طور سے نمایاں رہتی

ہے۔مادہ مٹیالی بھوری ہوتی ہے۔اسکا پچھلا حصہ پیلے رنگ کے ایسا ہوتا ہے یہ چڑیا کہیں توسال بھر نظر آتی ہے اور کہیں صرف جاڑوں میں۔ کبھی کٹی پھٹی زمین والے دیہاتی علاقوں میں اور کبھی کھیتوں کے آس پاس ، یہ اپنے جوڑے بناکر ، کسی جھاڑی یا نرکل کی چوٹی پر بیٹھی دکھائی دیتی ہے ، جہاں سے یہ لپک کر کوئی ٹڈا یا کیڑا اٹھا لیتی ہے اور کبھی یہ ہوا میں سیدھی اچھل کر یا چکر لگانے والے کیڑے کا شکار کر لیتی ہے۔

اسکی آواز عام طور سے ایک کرخت "چک چک" ہوتی ہے جو "ٹویٹ" کے سر پر ختم ہوتی ہے۔ لیکن موسم تولید میں یہ ایک سریلی سیٹی کا سا گانا سناتی ہے جو "چک چک، چک چک" سے شروع ہوتا ہے اور دایار کے گانے سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ یہ گانا موسم تولید میں، اپنے علاقے میں، اپنی مادہ سے اظہار عشق کے وقت یا مخل ہونے والے رقیب کو چیلنج کے طور پر سنایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ خاصے دھمکی آمیز انداز بھی دکھائے جاتے ہیں۔اس چڑیا کا گھونسلا بھی گھاس کی ایک گدی ہوتا ہے۔ جس میں اون یا بالوں کا استر ہوتا ہے۔ یہ بھی کٹی پھٹی زمین یا دیوار کے کسی سوراخ میں بنایا جاتا ہے اسمیں ۳ سے ۵ تک انڈے پیلے ، نیلاہٹ مایل سفید رنگ کے ہوتے ہیں جن پر سرخی مایل بھوری چتیاں اور دھبے ہوتے ہیں۔

اس قبیلے کی ایک اور چڑیا (Coloured Bushchat) جاڑوں میں کھیتوں اور لمبی گھاس والے علاقوں میں دکھائی دیتی ہے۔ نر کا سر سیاہ اور سینہ نارنجی بھورا ہوتا ہے اور گردن کے گرد ایک نمایاں سفید ٹکڑا یا کالر ہوتا ہے۔ ایسے ہی سفید حصے بازو اور دم کی جڑ پر بھی ہوتے ہین۔مادہ کالے پدے کی مادہ کی طرح ہوتی ہے لیکن اس کے اوپری حصے پر زیادہ گہرے رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔

(Indian Robin) یا کالچوری بھی (پلیٹ ۱۵ نمبر ۹۳) اسی خاندان کی ایک چڑیا ہے جو دیہاتی علاقوں میں پائی جاتی ہے اور انسان سے خاصی مانوس ہوتی ہے۔ اکثر کسی جھونپڑے کی چھت پر ، سڑک کے کنارے کی جھاڑی پر یا کسی پتھر پر بیٹھی دکھائی دیتی ہے جہاں وہ اپنی دم کو اوپر جھٹکتے ادھر ادھر تکتی رہتی ہے اور اپنا خوشدلانہ نغمہ سناتی رہتی ہے نر چڑیا چھوٹی مگر چست اور بھورے اور چمکدار سیاہ رنگ کی ہوتی ہے۔ ہمیشہ اٹھی دم کے نیچے کا

حصہ سرخی مایل بھورا ہوتا ہے اس کے بازوؤں پر ایک سفید حصہ ہوتا ہے جو اس کے بیٹھے ہوئے ہونے پر نظر نہیں آتا لیکن اڑتے وقت چمکنے لگتا ہے مادہ چڑیا خاکستری بھوری ہوتی ہے۔ لیکن اس کی دم بھی ہمیشہ اٹھی رہتی ہے اور دم کے نیچے کا حصہ ہلکے سرخی مایل بھورے رنگ کا ہوتا ہے یہ چڑیا تھوڑی تھوڑی دیر بعد جھپٹ کر دوڑتی ہے یا کسی جھاڑی پر بیٹھ جاتی ہے یا کسی دیمک کے تودے پر جس سے اتر کر کسی چھوٹے کیڑے کا شکار کر لیتی ہے غذا کی تلاش میں یہ چڑیا جھونپڑوں اور بنگلوں کے برآمدوں میں بھی گھس جاتی ہے اور وہاں رہنے والوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتی۔ اسکی غذا محض کیڑے مکوڑے اور ان کے انڈے بچے ہوتے ہیں یہ خاص طور پر دیمک کھانے کی شوقین ہوتی ہے۔

یہ کوئی خاص گیت نہیں گاتی محض چند خوشدلی کے سر نکالتی ہے وہ بھی نر چڑیا مادہ سے اظہار عشق کرتے ہوئے یا اپنے علاقے میں کسی غیر کو داخل ہوتا دیکھ کر گاتا ہے۔ اس وقت وہ اپنا سینہ پھلا کر ، تن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنی دم کو اتنا اٹھاتا ہے کہ وہ اسکی پیٹھ پر بیٹھ جاتی ہے اسکا پیالہ نما گھونسلا گھاس اور نرم جڑوں سے بنایا جاتا ہے۔ اکثر آرائش کے لئے اس میں سانپ کی کینچلی بھی لگائی جاتی ہے۔ کٹی پھٹی زمین کے کسی سوراخ یا کسی درخت کے گلے سڑے تنے میں یا ٹین کے ڈبے میں یا مٹی کی ہانڈی میں یہ گھونسلا بنا دیا جاتا ہے اسمیں ۲ یا ۳ انڈے دودھیا سبزی مایل سفید رنگ کے ہوتے ہیں جن پر سرخ بھوری چتیاں یا دھبے ہوتے ہیں۔

اس خاندان کا سب سے مشہور گویا (Malabar Whistling Thrush) یعنی کستورا کہلاتا ہے۔ (پلیٹ ۱۵، نمبر ۹۵) یہ ایک حسین بڑی اور نیلی چڑیا ہوتی ہے ، جسامت میں مینا اور کبوتر کے بین بین ، اس کی پیشانی اور کندھوں کا رنگ سوسنی نیلا ہوتا ہے اور چونچ اور ٹانگیں سیاہ رنگ کی ہوتی ہیں۔ یہ درختوں سے ڈھکے پہاڑی نالوں اور تیز رفتار چشموں کے آس پاس دیکھی جاتی ہے ، چاہے وہ آبادی کے پاس ہوں یا دور۔ موسم تولید میں اس کا سریلا اور تیز سیٹی کی طرح کا گیت علی الصباح دوسری چڑیوں کے گانے سے پہلے سنائی دیتا ہے۔اس کی آواز حیرت انگیز حد تک انسانی آواز سے ملتی ہے۔ یہ چونکہ بلا کسی مقصد کے اونچے نیچے سر

لگاتار رہتا ہے لہٰذا اسے انگریزی میں کاہل لڑکا یا سیٹی باز لڑکا بھی کہا جاتا ہے موسم تولید کے بعد خاموش رہتا ہے یا صرف ایک سر "کری۔ای" نکالتا ہے۔ اسکی غذا پانی کے کیڑے، گھونگھے اور کیکڑے ہوتے ہیں یہ چڑیا بہتے پانی میں ایک پتھر سے دوسرے پتھر تک چھلانگیں لگتی رہتی ہے اور بہتے ہوئے کیڑوں کو جھپٹ کر شکار کر لیتی ہے۔ پتھر پر بیٹھے بیٹھے اپنے دم کو پنکھے کی طرح پھیلاتی ہے اور اوپر نیچے جھٹکتی ہے تاکہ پتھر کی درازوں میں اگر کوئی شکار چھپا ہو تو گھبرا کر باہر نکل آئے۔ اس چڑیا کے گیت کی خاطر لوگ اسے شوق سے پالتے ہیں۔ اگر اسکا بچہ لے کر پال لیا جائے تو خاصہ پالتو ہو جاتا ہے۔ اسکا گھونسلا جڑوں، کائی اور گھاس پھوس کا عمدہ گٹھا ہوا گدا سا ہوتا ہے جسے کیچڑ لگا لگا کر مضبوط بنایا جاتا ہے اور کسی چٹان کے چھجے پر یا کسی ڈھالو چٹان کے کگارے پر یا کسی آبشار کے پاس یا اس کی پانی کے چادر کے پیچھے بنایا جاتا ہے۔ گھونسلے میں ۳ یا ۴ انڈے پیلے خاکی حجری رنگ کے ہوتے ہیں جن پر سرخی مایل بھوری یا ارغوانی رنگ کی چتیاں اور دھبے ہوتے ہیں۔

عام کستورا سے ملتی جلتی چڑیا (Himalayan Whistling Thrush) یعنی ہمالیائی کستورا کہلاتی ہے اور ہمالیہ کی ترائی میں آسام سے برما تک پائی جاتی ہے اس کی چونچ سیاہ کے بجائے زرد ہوتی ہے اور اس کی پیشانی اور کندھے پر سوسنی رنگ نہیں ہوتا۔

کٹ پھوڑا قسم کی چڑیاں بیشتر گوریا کی جسامت کی یا اس سے بھی چھوٹی ہوتی ہیں۔ وہ پیڑ پر رہنے والی تیز طرار، چست و چالاک چڑیاں ہیں جن کی چونچ مضبوط ہوتی ہے۔ ان میں سے بعض کے سر پر کلغی بھی ہوتی ہے۔ بیشتر ہمالیہ میں پائی جاتی ہیں ہندوستان میں تین دیسی قسمیں پائی جاتی ہیں۔

ان میں سب سے زیادہ عام (Grey Tit) یعنی رام گنگرا ہے۔ (پلیٹ ۱۳، نمبر ۴۷) یہ گوریا ایسی چڑیا ہے جس کی پہچان بغیر کلغی کے چمکتا سیاہ سر، سفید گال، خاکی پیٹھ اور سفیدی مایل نچلا حصہ ہوتا ہے جس کے بیچ میں ایک سیاہ پٹی ہوتی ہے۔ یہ چڑیا جنگلی علاقے میں پائی جاتی ہے گو کہ اسے سدا بہار مرطوب جنگل پسند نہیں۔ یہ چڑیا اکیلے یا جوڑوں میں یا چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر گھومتی ہے اور کبھی کبھی دوسری کیڑا خور چڑیوں کے ساتھ بھی نظر

آتی ہیں۔ یہ چڑیاں غذا کی تلاش میں پتیوں میں پھیل جاتی ہیں لیکن چہچہا کر اور آواز دے کر ایک دوسرے سے رابطہ قایم رکھتی ہیں۔ شاخوں پر چڑھتی ہیں خوشوں سے چپکتی ہیں اور پھول دار ٹہنیوں سے الٹی لٹک بھی جاتی ہیں۔ یعنی ہر طرح کے جسمانی کرتب دکھا کر پتیوں کے نیچے جھانکتی ہیں، پھولوں میں چونچ ڈالتی ہیں اور درختوں کی چھال کے درزوں میں کیڑے مکوڑوں اور ان کے انڈے بچوں کو تلاش کرتی رہتی ہیں۔ یہی ان کی خاص خوراک ہیں۔ اگر چہ یہ باغوں میں پھلوں اور کلیوں کو کچھ نقصان پہنچاتی ہیں لیکن مجموعی طور پر مفید ہیں کیونکہ کیڑوں کی بھاری تعداد کا خاتمہ کر دیتی ہیں۔ یہ چڑیا سخت چھلکوں والے میووں کی گٹھلی اور بیج کھانے کی شوقین بھی ہے۔ یہ میوے کو پنجے میں پکڑ کر ان پر اپنی مضبوط چونچ سے چوٹیں لگاتی ہے یہاں تک کہ ان کا گودا باہر نکل آتا ہے۔ موسم تولید میں نر ایک سیٹی دار گانا "وھی چی چی، وھی چی چی، وھی چی چی، وھی چی چی" جیسا الاپتا ہے۔ اس کا گھونسلا بالوں، کائی یا پروں سے بنی ایک گدی ہوتی ہے جو کسی شاخ، پیڑ کے خول یا پتھر کی دیوار میں بنایا جاتا ہے۔ ۴ سے ٦ تک انڈے سفید یا گلابی سفید رنگ کے ہوتے ہیں جن پر سرخی مایل بھوری چتیاں یا دھبے ہوتے ہیں۔

اس کی دوسری قسم **(Yellow Cheeked Tit)** یعنی زرد گالوں والی رام گنگرا ہوتی ہے۔ اس حسین چڑیا کی رنگت زرد اور کالی ہوتی ہے سر پر ایک نوکیلی سیاہ کلغی ہوتی ہے جہاں رام گنگرا پائی جاتی ہے، البتہ نسبتاً مرطوب علاقوں میں بھی پائی جاتی ہے۔

نٹ یا جوز کھانے والی چھوٹی چھوٹی چڑیاں درختوں پر رہتی ہیں یا چٹانوں سے چپکی دکھائی دیتی ہیں۔ وہ درختوں کے تنے پر شاخوں میں یا چٹانوں پر اوپر نیچے دوڑتی دکھائی دیتی ہیں جہاں وہ درزوں میں کیڑے مکوڑے تلاش کرتی رہتی ہیں ان کی دم چھوٹی اور چوکور اور چونچ ہدہد کی طرح لمبی ہوتی ہے۔ ان کی ایک قسم جو سارے ہندوستان بلکہ بنگلہ دیش تک پائی جاتی ہے **(Cheskant Bellied Nuthatch)** یعنی سر ی یا کٹ پھوڑیا کہلاتی ہے۔ (پلیٹ ۱۳، نمبر ٧٦) یہ گوریا سے بھی چھوٹی ہوتی ہے۔ اوپر سے سلیٹی نیلی اور نیچے سے گہری سرخی مایل بھوری ہوتی ہے اس کی چونچ لمبی اور نوکیلی ہوتی ہے۔ مادہ چڑیا کے نچلے حصے میں پیلاہٹ

جھلکتی ہے یہ چڑیا چھدرے جنگلوں میں اکیلی یا الگ الگ جوڑوں میں کسی چوہے کی طرح خاموشی سے درخت کے تنے یا شاخوں پر ادھر ادھر آتی جاتی دکھاتی دیتی ہے۔ اسے دیہاتوں کے پاس واقع آم یا دوسرے بڑے درختوں کا کنج بھی پسند ہے اس کے کھانے پینے کی عادتیں رام گنگرا اور ہدہد دونوں سے ملتی جلتی ہیں۔ یعنی رام گنگرا کی طرح یہ تنے اور شاخوں میں کیڑوں کا کھوج لگاتی ہے، درزوں کو غور سے دیکھتی ہے، کبھی دوڑ کر اوپر چڑھ جاتی ہے اور کبھی الٹی لٹک جاتی ہے۔ اور ہدہد کی طرح یہ درخت کا چھال پر چونچ مارتی ہیں تاکہ شکار گھبرا کر باہر نکل آئے۔ اس سلسلے میں یہ چڑیا کسی شاخ کے نچلے حصے پر حیرت انگیز طریقے سے تیز دوڑتی ہے یا چپک جاتی ہے۔ اسکی غذا مکڑے کیڑے اور ان کے انڈے بچے ہوتے ہیں۔ لیکن رام گنگرا کی طرح کٹ پھوڑیا بھی جوز اور دوسرے سخت چھلکے والے بیج کھاتی ہے پہلے اسے درخت کی کسی درز میں پھنسا دیتی ہے اور پھر اپنی مضبوط نوکیلی چونچ کو ہتھوڑے کی طرح استعمال کرتی ہوئی اسے کھولیتی ہے۔ اسکی آواز عام طور سے چوہے کی سی "چیں چیں" ہوتی ہے، لیکن یہ ایک اور خوشگوار آواز "چپ چپ" سی نکالتی ہے جو سننے میں اچھی لگتی ہے۔ موسم تولید کے علاوہ جب یہ چڑیا اپنے جوڑے کے ساتھ رہتی ہے تو چھوٹے چھوٹے جھنڈ بنا کر چلتی ہے اکثر ان جھنڈوں کو جنگلوں میں رام گنگرا اور دوسری کیڑے خور چڑیوں کے جھنڈ کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ کٹ پھوڑیا درختوں کے خول میں یا چھوٹا بسنتا کے بنائے ہوئے سوراخوں میں اپنا گھونسلا بناتی ہے۔ اسمیں پتیوں کائی اور اون کا استر دیتی ہے اور ایک سورخ یا دروازہ چھوڑ کر گھونسلے کے منھ کو کیچڑ سے بند کر دیتی ہے۔ انڈے ۲ سے ۶ تک سفید رنگ کے ہوتے ہیں اور ان پر لال دھبے ہوتے ہیں۔

دھوبن قسم کی چڑیا دبلی اور حسین ہوتی ہیں۔ ان کی دم لمبی ہوتی ہے۔ جب یہ گھاس بھرے اور دلدلی علاقے میں آتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے کیڑے چننے کے لئے دوڑ بھاگ کرتی ہیں تو یہ دم برابر اوپر نیچے ہوتی رہتی ہے۔ اس خاندان کی بیشتر چڑیاں جاڑوں میں آنے والی مہاجر ہوتی ہیں جو قطب شمالی کے آس پاس کے علاقوں سے آتی ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام **(Wihte Wagtail)** یعنی دھوبن یا کھنجن ہے۔ یہ گوریا کی جسامت کی ہوتی ہے

لیکن اس سے کچھ دبلی اور زیادہ لمبی دم والی ہوتی ہے۔ یہ اوپر سے بیشتر خاکی اور نیچے سے سفید ہوتی ہے۔ گردن پر کالا رنگ ہوتا ہے جو جاڑوں میں کم ہو جاتا ہے یا بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ یعنی تھڈی اور گلا بھی سفید ہو جاتا ہے۔ یہ چڑیا عام طور سے اکیلی یا دو تین کی ٹکڑیوں میں زمین پر اترا کر تیزی سے چلتی دکھائی دیتی ہے اور اسی تیزی سے اپنی دم کو ہلاتے ہوئے جھپٹ کر کیڑوں کا شکار کر لیتی ہے۔ اس سلسلے میں پیچھا کرتے وقت وہ نہ صرف تیزی سے لوٹتی پلٹتی ہے بلکہ کبھی کبھی اوپر کی جانب چھوٹی سی چھلانگ لگا لیتی ہے۔ وہ کھلے میدانوں، ہل چلے ہوئے کھیتوں اور بنجر میدانوں میں بھی، کرکٹ کے یا دوسرے کھلاڑیوں کی موجودگی سے لا تعلق، اپنے شکار میں مشغول رہتی ہے۔ اس کی اڑان نیم دائروں میں ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسے دو چار بار پر پھڑ پھڑا کر اور پھر اپنے پر سمیٹ لینے کی عادت ہے۔ اڑتے وقت یہ "بچپ بچپ، بچپ" کی آواز نکالتی ہے۔ اس چڑیا کے غول پتے دار درختوں یا نرکل جھنڈیا گنے کے کھیتوں میں ایک ساتھ بسیرا کرتے ہیں۔ اس خاندان کی بیشتر چڑیاں ہندوستان کی سرحدوں کے باہر شمالی چلاقوں میں انڈے بچے دیتی ہیں۔ البتہ ان کی ایک نسل کشمیر میں بھی انڈے دیتی ہے۔ اسکا گھونسلا پیالہ نما ہوتا ہے جسے گھاس نرم جڑوں اور اون سے کسی چشمے کے قریب، کسی پتھر یا جھاڑی کے نیچے، یا کسی اکھڑے درخت کی جڑوں میں یا چشمے کے بیچ واقع کسی بجری کے جزیرے پر بنایا جاتا ہے۔ اس کے ۴ سے ۶ تک انڈے سفید رنگ کے ہوتے ہیں جن پر سرخی مائل بھوری چھیاں ہوتی ہیں۔

(Grey Wagtail) یا دوسرے قسم کی دھوبن (پلیٹ ۱۳، نمبر ۷۷) جاڑوں کے موسم میں ملک کے جنگل بھرے علاقوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ پہاڑی چشموں یا پگڈنڈیوں یا جنگلی پگڈنڈیوں یا بارش کے پانی کی نالیوں کے آس پاس اکیلی دوڑتی نظر آتی ہے۔ موسم تولید میں نر کی ٹھڈی، گلا اور سینہ کالا ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ چڑیا اس موسم میں ہندوستان میں نہیں رہتی اسلئے ہم اس کا یہ رنگ دیکھ نہیں سکتے اور جب ہم دیکھ سکتے ہیں تو نر اور مادہ ایک سے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی عادتیں سفید دھوبن سے مختلف نہیں ہوتیں۔ موسم تولید میں یہ ایک گانا بھی گاتی ہے۔ اس کی نزدیک ترین پرورش گاہ کشمیر اور مغربی ہمالیہ

ہے۔ گھونسلا سفید دھوبن سا ہوتا ہے۔ البتہ اس کے انڈے جو ۴ سے ۶ تک ہوتے ہیں
پیلاہٹ لیے خاکی یا ہرے ہوتے ہیں اور ان پر سرخی مایل بھوری چتیاں ہوتی ہیں۔

ہندوستان میں اور بھی کئی قسموں کی پیلی اور خاکی دھوبن جاڑوں میں آتی ہیں۔ اور
اس وقت انہیں پہچاننا بھی مشکل ہوتا ہے۔ البتہ اپنی واپسی سے قبل جب وہ گرمی کی یونی فارم
میں آجاتی ہیں تو انہیں پہچانا جاسکتا ہے۔

ہندوستان میں صرف ایک قسم کی دھوبن دیسی ہے جسے (Large Pied
Wagtail) کہتے ہیں۔ (پلیٹ ۱۳، نمبر ۷۷۔الف) یہ نسبتاً بڑی یعنی بلبل کے سائز کی ہوتی
ہے جسکے پر سیاہ اور سفید ہوتے ہیں، اسی انداز کے جیسے کہ دوسری قسم کے، لیکن اس کی پلکیں
سفید ہوتی ہیں اور یہ دم اٹھا کر نہیں چلتی۔ یہ دھوبن جھیلوں اور گاؤں کے تالابوں کے پاس
جوڑوں میں دکھائی دیتی ہے۔ یہ خاص طور سے صاف وشفاف پانی کے چشموں کو پسند کرتی ہے
جن میں تہہ تک کی بجری دکھائی دیتی ہے یہ چڑیا جھینپو نہیں ہوتی اور انسانی آبادیوں میں بھی
آتی جاتی رہتی ہے جہاں یہ چھتوں پر بیٹھتی ہے یا دھوبی گھاٹ یا دوسرے پانیوں کے پاس دوڑتی
پھرتی ہوئی اپنی غذا کی تلاش کرتی رہتی ہے۔ یہ تیز سیٹی بجا کر ساتھیوں کو پکارتی ہے اور موسم
تولید میں نر کسی چٹان یا مکان کی چھت پر بیٹھ کر ایک سریلا گیت سناتا ہے جو دیار کے گیت
سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ گھونسلا نرم جڑوں یا بالوں، اون اور خشک کائی سے بنا پیالہ نما گدا سا ہوتا
ہے جسے دیوار کے سوراخ میں، مکان کے شہتیر میں، چٹان کے چھجے کے نیچے یا پل کے گرڈر
میں لگادیا جاتا ہے۔ لیکن گھونسلے کا پانی کے پاس ہونا ضروری ہے۔ عام طور سے ۳ یا ۴ انڈے،
خاکی مایل یا بھورے مایل یا سبزی مایل سفید رنگ کے ہوتے ہیں اور ان پر بھورے رنگ کے
دھبے یا دھاریاں بھی ہوتی ہیں۔

چرچری بھی دھوبن کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے، اسی کے سائز اور خدوخال
اور عادتوں کی، البتہ اس کا رنگ زیادہ صوفیانہ ہوتا ہے اور وہ نسبتاً پتلی لمبوترے، جسم اور لمبی دم
کی مالک ہوتی ہے۔ اس خاندان کی اکثر چڑیاں مہاجر ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ تو اپنے سائز
رنگ وروپ اور رہنے کی جگہ سے پہچانی جاسکتی ہیں۔ اور کچھ بظاہر ایک دوسرے سے اتنی ملتی

جلتی ہوتی ہیں کہ ان میں تمیز کرنا مشکل ہوتا ہے۔

اس خاندان کی سب سے عام چڑیا (Tree Pipit) یعنی رگل یا چرچری کہلاتی ہے۔
(پلیٹ ۱۳، نمبر ۸۷) یہ رنگت میں مادہ گوریا کے ایسی ہوتی ہے۔ دم کے بالوں کا باہری حصہ
سفید ہوتا ہے اور خاص طور پر اس وقت نمایاں ہوتا رہتا ہے جب چڑیا اڑان کے بعد نیچے اترتی
ہے۔ جسم کا اوپری حصہ ریتیلا بھورا ہوتا ہے جس پر سیاہ رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ آنکھ کے
اوپر کا حصہ پیلا، سینے پر سیاہ موٹی دھاری اور نیچے کا حصہ پیلا سفید ہوتا ہے۔ جاڑں میں یہ چڑیا
تقریباً سارے برصغیر میں پت جھڑ والے جنگلوں، آم کے باغوں اور گاؤں کے دوسرے
کنجوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ اپنی قسم کی دوری چڑیوں سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ کھلی
جگہوں کے بجائے درختوں کے سائے میں کھانا کھاتی ہے۔ جب تک حرکت نہیں کرتی اپنی
رنگت کے باعث سوکھا پتیوں میں دکھائی نہیں دیتی یہ زمین پر بہت چپکے چپکے چلتی ہے اور
راستے میں آنے والے چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور گھن کو چنتی جاتی ہے۔ اگر کوئی مخل ہو تو یہ
چڑیا اڑ کر کسی قریبی درخت پر بیٹھ جاتی ہے اور جب خطرہ ٹل جاتا ہے تو پھر نیچے اتر کر غذا کی
تلاش کرنے لگتی ہے۔ اڑتے وقت یہ ہلکی "سیپ سیپ" کی سی آواز نکالتی ہے میٹھا گانا صرف
موسم تولید میں اڑتے وقت گایا جاتا ہے لیکن ہم اسے سن نہیں سکتے کیوں کہ اس موسم میں یہ
ہندوستان میں نہیں ہوتی۔

صرف ایک چرچری یعنی (Indian Pipit) دیسی ہوتی ہے۔ یہ سارے ملک میں
پائی جاتی ہے اور عام طور سے میدانوں میں انڈے دیتی ہے۔ کھلے میدانوں یعنی بنجر زمینوں اور
چراگاہوں میں اکادکا یا متفرق جوڑوں میں تیزی سے دوڑتی اور اپنی دم کو آہستہ آہستہ اٹھاتی
گراتی دکھائی دیتی ہے۔ اڑتے ہوئے جو گانا گاتی ہے وہ ایک مدھم "پپٹ، پپٹ، سا سنائی دیتا
ہے، اسی لئے انگریزی میں اس کا نام پپٹ" پڑ گیا۔ موسم تولید میں نر دو ایک میٹر اونچا اڑ کر پر
پھڑپھڑاتا ہے اور ایک کمزور سا گانا گاکر دو منٹ میں نیچے اتر آتا ہے۔ دیسی چرچری کا گھونسلا
پیالہ نما اور گھاس، ننھی جڑوں اور بالو سے بنایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس پر ایک گول ڈھکن بھی
رکھ دیا جاتا ہے۔ گھونسلا عام طور سے جانور جانور کے کھروں کے پرانے نشان پر مٹی کے

تودے کی آڑ میں کسی چھوٹی جھاڑی میں بنایا جاتا ہے۔اس میں ۳ یا ۴ انڈے پیلاہٹ لئے یاخاکی مایل سفید ہوتے ہیں جن پر بھورے دھبے اور چتیاں پڑی ہوتی ہیں جو انڈے کے چوڑے سرے پرزیادہ ہوتی ہیں۔

پھول سنگھی قسم کی چڑیاں چھوٹی ، بے چین ، شجری ، چھوٹی دم والی ہوتی ہیں اور تپلی، نوکیلی اور ذرامڑی ہوئی چونچ رکھتی ہیں تاکہ پھولوں کے اندر کی تلاشی لی جاسکے ۔ ہندوستان اور بنگلہ دیش میں جو قسم عام ہے اسے (Tickell,s Flower Pecker) یعنی پھول چکی کہتے ہیں۔(پلیٹ ۱۳، نمبر ۷۳)۔یہ ایک پھرتیلی زیتونی بھوری اور خاکی رنگ کی چڑیاہوتی ہے جو کہ گوریاسے بھی چھوٹی بلکہ غالباًہندوستان کی سب سے چھوٹی چڑیاہے۔یہ مادہ شکر خورے کی طرح لگتی ہے لیکن جسامت اس سے بھی چھوٹی ہوتی ہے اور گلابی چونچ رکھتی ہے۔اس کی غذاکی تمام تر پھولوں کارس اور بیریاں ہیں۔یہ خاص طور پر لورینتھس اور وسکم جیسی زہریلی بیلوں کی بیری پسند کرتی ہے جودرختوں کارس چوس لیتی ہیں اور ہندی میں 'باندھا، کہلاتی ہیں۔یہ لورینتھس کے پھولوں کارس حاصل کرنے کی کوشش میں اس کازیرہ دوسرے پھولوں تک پہنچادیتی ہیں اوراس طرح اس کی نسل بڑھانے میں مدددیتی ہے۔اسکے علاوہ یہ ان بیلوں کی پکی بیری ثابت نگل جاتی ہے۔پھر کسی دوسرے درخت پر اپنے فضلے میں ان بیریوں کے لیس دار چپکنے والے بیج باہر نکال دیتی ہے۔یہ بیج فوراًہی شاخ پر چپک جاتے ہیں اور وہیں سے دوسرا طفیلی پوداشروع ہو جاتا ہے ہر پھول چو کی کااپناالگ علاقہ ہوتا ہے جہاں وہ ایک بیمار درخت سے دوسرے بیمار درخت تک بے چینی سے اڑاڑ کر جاتی ہے اور مسلسل "چک چک چک " کی آواز نکالتی ہے جو کبھی کبھی ایک معصوم چہچہاہٹ میں بھی بدل جاتی ہے۔اس کا گھونسلا گول بٹوے کاسا ہوتا ہے جو شکر خورے کے گھونسلے سے ذرا چھوٹااور زیادہ صاف ستھرا ہوتا ہے کیونکہ اس کے باہر کی طرف گندگی کالیپ نہیں ہوتا یہ نرم ریشوں اور سبزیوں کے رووں سے بنایا جاتا ہے اور چھونے سے بہت ہی نرم لگتا ہے اور یہ گلابی بھورے رنگ کا گھونسلازمین سے ۳ سے ۱۰ میٹر کی اونچائی پر کسی ٹہنی پر لٹکادیا جاتا ہے۔ انڈے عام طور سے ۲ اور سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔

اسی قسم کی اورانہیں عادتوں والی ایک چڑیا Thickbilled Flower Pecker یعنی موٹی چونچ والی پھول چکی کہلاتی ہے۔اس کے نچلے حصے پر بھوری دھاریاں ہوتی ہیں اور اس کی چونچ موٹی اور نیلی سی اور کچھ کچھ سینگ نماسی ہوتی ہے۔

شہد کھانے والی چڑیاں بھی پھول چکی جیسی لیکن زیادہ شوخ رنگوں والی ہوتی ہیں۔ ان کی چونچ زیادہ پتلی اور لمبی ہوتی ہے تاکہ وہ پھولوں سے رس نکال کر کھاسکیں اور ان کی زبان بھی ٹیوب جیسی اور لمبی ہوتی ہے تاکہ وہ رس چوس سکیں۔

ان میں سب سے عام چڑیا (Purple Sunbird) یعنی شکر خورا کہلاتی ہے۔ (پلیٹ ۱۳، نمبر ۷۵) یہ چڑیاگوریاسے چھوٹی ہوتی ہے۔موسم تولید میں نرسیاہ ہوتا ہے لیکن اس کے پیروں میں ارغوانی چمک ہوتی ہے۔اور بغل کے نیچے نارنجی سرخ رنگ کے بالوں کا ایک گچھا ہوتا ہے۔موسم تولید کے باہر نراور مادہ ایک سے دکھائی دیتے ہیں یعنی اوپری حصہ زیتونی بھورے رنگ کااور نیچے کا حصہ بدرنگ پیلا بازو کالے اور سینے کے بیچ میں اوپر سے نیچے تک ایک سیاہ دھاری۔اس کے جوڑے ایک پھول سے دوسرے پھول تک اڑتے ہیں پھولوں سے الٹی سیدھی ہر قسم کی پوزیشن میں چپک جاتے ہیں، پھر وہ اپنی پتلی مری جو نچ کو پھول کے زیرے میں ڈال کر شہد تلاش کرتے ہیں جوان کی خاص غذاہے کبھی کبھی یہ چڑیا بھونرے کی طرح پر پھڑ پھڑاکر کسی پھول کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے اور اس میں سے کوئی چھوٹا کیڑایا مکڑاچن لیتی ہے۔لیکن عام طور سے شکر خوراشہد حاصل کرنے کے لئے وہ طریقہ اختیار نہیں کرتا جو امریکہ کی ہمنگ برڈاس کام کے لئے استعمال کرتی ہے۔شکر خوراپھولوں سے بھری ڈالیوں میں اڑتے وقت ایک مختصر سی "وچ،وچ، جیسی آواز بھی نکالتا ہے۔موسم تولید میں نر کسی ایسی جگہ پر بیٹھتا ہے جہاں سے وہ سب کو صاف نظر آئے، جیسے بغیر پتوں والے پیڑ کی چوٹی پر، یاٹیلی گراف، ٹیلی فون کے تاروں پر، پھر وہ پرجوش انداز میں گاناگاتا ہے جس کے دوران وہ اپنے جسم کو ادھر ادھر گھماتا ہے اور پروں کو اونچانیچا کرتارہتا ہے جس سے اس کی بغل کا شوخ نارنجی رنگ دکھائی دینے لگتا ہے، اور اپنی دم کو جھٹکے سے پھیلاتااور سمیٹتارہتا ہے۔اس دوران وہ جو گاناگاتا ہے وہ پرجوش لیکن "چوں چوں" قسم کا ہوتا ہے یعنی اس سے "

چی وٹ، چی وٹ " کی سی آواز آتی ہے جو بار بار دہرائی جاتی ہے۔اس کا گھونسلا ایک لمبوترا بٹوا سا ہوتا ہے جو نرم گھاس، گندی چیزوں اور جالے سے بنایا جاتا ہے۔ باہری حصے کو پتلی چھال اور کیڑوں کے فضلے سے سجایا جاتا ہے۔ یہ گھونسلا کسی رہائشی بنگلے کی دیوار پر چڑھی بیل یا کسی نیچی جھاڑی میں، زمین سے کوئی ۳ میٹر کی اونچائی پر لٹکا دیا جاتا ہے۔اس میں ۲یا۳ انڈے خاکی یا سبزی مایل سفید رنگ کے ہوتے ہیں جن پر بھورے یا خاکی نشانات ہوتے ہیں۔

ہندوستان کے میدانوں میں شکر خورے کی ایک اور قسم بھی پائی جاتی ہے جو (Purple Rumped Sunbird) یعنی بیگنی دم شکر خورا کہلاتی ہے۔ نر کا سر، سینہ اور اوپری حصہ آہنی سبز، سرخ اور بیگنی ہوتا ہے، دم کے نیچے کا حصہ نیلا بیگنی اور باقی نچلا حصہ شوخ زرد ہوتا ہے۔ مادہ عام شکر خورے جیسی ہوتی ہے۔ لیکن اس کی ٹھڈی اور گلا خاکی مایل سفید اور نیچے کا حصہ شوخ زرد ہوتا ہے۔

پھول چکی اور شکر خورے کے قبیلے سے ملتی جلتی ایک نفیس چھوٹی چڑیا (White Eye) یعنی بیونا کہلاتی ہے (پلیٹ ۱۳، نمبر ۲۷) یہ چھوٹی چوکور دم والی چڑیا سبزی مایل زرد اور شوخ زرد رنگ کی ہوتی ہے لیکن اس کی آنکھوں کے گرد ایک نمایاں سفید حلقہ ہوتا ہے جیسے کہ عینک لگی ہو۔ اسکی چونچ پتلی، نوکیلی اور ذرا مڑی ہوئی ہوتی ہے یہ باغوں اور جنگلوں میں ۵ سے ۲۰ تک کے جھنڈ میں دکھائی دیتی ہے گو کہ کبھی کبھی اس سے بھی بڑے بڑے جھنڈ ہوتے ہیں یہ بالکل پیڑوں پر رہنے والی چڑیا ہے اور غذا کی تلاش میں شاخوں اور جھاڑیوں میں ہر طرح کے زاویے سے لٹک کر پتوں اور کلیوں کا بغور معائنہ کرتی ہے تاکہ ان میں چھپے ہوئے کیڑوں کا شکار کر سکے۔ اس کے علاوہ یہ چڑیا پکے ہوئے پھلوں اور بیریوں کا گودا بھی کھاتی ہے اور مختلف پھولوں کا رس بھی چوستی ہے۔ چونچ سے رس چوستے وقت یہ ان پھولوں کی یہ خدمت انجام دیتی ہے کہ زیرے کو ایک پھول سے دورے پھول تک لے جاتی ہے۔ ادھر سے ادھر اڑتے وقت یہ چڑیا اپنی مدھم چہچہاہٹ جاری رکھتی ہے موسم تولید میں چڑیوں کے جھنڈ ٹوٹ جاتے ہیں اور جوڑے جھنڈ سے الگ ہو جاتے ہیں۔ نر ایک دلکش گیت گانے لگتا ہے جو ناچن یا چکدل کے گانے سے ملتا ہے۔ یہ گانا بہت مدھم سروں میں شروع ہوتا

ہے پھر تیز ہو جاتا ہے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مدھم ہو کر تین چار سیکنڈ میں ختم ہو جاتا ہے۔ بیونا بہت اچھی پالتو چڑیا ثابت ہوتی ہے، آدمی پر بھروسہ کرتی ہے اور پنجرے کی زندگی اس پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتی۔ اس کا پیالہ نما گھونسلا ریشوں سے بنایا جاتا ہے جنہیں بڑی صفائی سے جالے سے باندھا اور پلاسٹر کیا جاتا ہے جیسا کہ پِلک کا گھونسلا ہوتا ہے اور اسی کی طرح یہ کسی شاخ کو سرے یا ٹہنی کے دو شاخہ پر لٹکا دیا جاتا ہے گھونسلا عام طور سے کسی جھاڑی یا چھوٹے درخت پر ۲یا۳ میٹر کی اونچائی پر لگایا جاتا ہے۔ اس میں ۲یا۳ انڈے پیلاہٹ مایل بے داغ نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی انڈوں کے چوڑے سرے زیادہ نیلے ہوتے ہیں۔

ہندوستان میں سب سے زیادہ جانی پہچانی چڑیا (House Aparrow) یعنی گوریا ہوتی ہے (پلیٹ ۱۶، نمبر ۱۰۱) اب تو یہ چڑیا ساری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ مادہ اور نر ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ مادہ مٹیالے رنگ کی بھوری ہوتی ہے جس کے اوپری حصے پر کالی اور پیلی دھاریاں ہوتی ہیں اور نیچے کا حصہ سفیدی مائل ہوتا ہے۔ (نر چڑیا کی تصویر دی گئی ہے) پہاڑ ہو یا میدان، شور اور بھیڑ سے بھرا شہر ہو یا مضافات کا کوئی گاؤں یا جھونپڑا، گوریا ہر جگہ آدمی کے ساتھ ساتھ رہتی ہے۔ جب بھی دور دراز کے غیر آباد علاقوں میں مکان بنایا یا آبادی بسائی جاتی ہے تو چڑیوں میں گوریا سب سے پہلے وہاں پہنچ کر اپنے نئے ماحول کے مطابق رچ بس جاتی ہے۔ جاڑوں میں اس کے غول کے غول فصل بھرے کھیتوں کے پاس غذا کی تلاش میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسکی خاص غذا وہ دانہ دنکا ہے جو فصل کٹنے کے بعد زمین پر پڑا رہ جاتا ہے، لیکن اسے گیہوں اور دوسرے غلوں کی کھڑی فصل کے دانے اور بیج سے بھی پرہیز نہیں ہے، اور اپنی بڑی آبادی کے باعث یہ کبھی کبھی فصل کو خاصا نقصان پہنچا دیتی ہے۔ دیہاتوں اور قصبوں میں اس کی تعداد گھوڑوں اور دوسرے مویشیوں کی تعداد پر بھی منحصر ہوتی ہے کیونکہ وہ ان کے فضلے سے غیر ہضم شدہ ثابت دانے بھی چن لیتی ہے۔ لیکن مالی گوریا کو پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ سبزی اور پھولوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اس نقصان کے ساتھ ساتھ وہ زراعت کو فائدہ اس طرح پہنچاتی ہے کہ کیڑوں مکوڑوں کی تعداد کو ختم کر دیتی ہے، خاص کر اس زمانے میں جب گوریا کو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے پیٹ بھرائی کرنی

ہوتی ہے ،اس کے بچے عام طور سے نرم کیڑوں اور ان کے انڈے بچوں کو ہی کھاتے ہیں جو بیشتر کھڑی فصل سے ہی حاصل ہو جاتے ہیں موسم تولید میں نر ایک تیز ناگوار اور یک سرا گانا ''تسی تسی تسی'' یا ''چر چر چر '' سالگا تار گاتا رہتا ہے۔ گانا بال پھلا کر ، جسم کا پچھلا حصہ اٹھا کر ، بازو گرا کر اور اترا کر گایا جاتا ہے اور کبھی کبھی ذرا اٹھی ہوئی دم کو جھٹکا بھی دیا جاتا ہے۔ گوریا کا بہت بڑا جھنڈ رات کو کسی پتے بھرے درخت یا کانٹے دار جھاڑی میں بسیرا کرتا ہے اور سونے سے پہلے بہت شور مچاتا اور لڑتا جھگڑتا ہے ۔ گوریا کا گھونسلا کسی غیر آباد عمارت کے کسی سوراخ یا چھت میں بہت ہی گھاس پھوس، کوڑا کرکٹ ٹھونس کر بنایا جاتا ہے۔ انڈے ۳ سے ۵ تک پیلے یا سبزی مایل سفید رنگ کے ہوتے ہیں جن پر بھورے رنگ کے نشانات بھی ہوتے ہیں۔

(Baya Weaver Bird) یعنی بیا (پلیٹ ۱۶، نمبر ۹۷) زیادہ تر اپنے نفیس گھونسلے کے لئے مشہور ہے جو آبادی کے آس پاس درختوں پر لٹکا ہوا دکھائی دیتا ہے عام حالت میں نر اور مادہ دنوں گوریا کی طرح لگتے ہیں صرف یہ کہ بیا کی چونچ زیادہ موٹی ہوتی ہے اور دم نسبتاً چھوٹی۔ موسم تالید میں نر کے سر، سینے او پری حصے پر پیلا رنگ آجاتا ہے جب کہ گردن کے نیچے کا حصہ سیاہ رہتا ہے۔ بیا بڑے بڑے جھنڈ بنا کر کھیتوں کے قریب کھلے میدان میں رہتی ہے اور پکتی ہوئی فصل کو بعض اوقات خاصا نقصان پہنچاتی ہے ۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر بھی کررہتی ہے اور یہ ہجرت عام طور سے مانسون پر اور فصلوں کی خاص طور سے دھان کی فصل کی تیاری پر منحصر ہوتی ہے۔ رات کو ان کی ایک بڑی تعداد گنے کے کھیتوں یا نرکل کے جھنڈ میں بسیرا کرلیتی ہے ، جہاں گوریا اور مینا بھی ان کا ساتھ دیتی ہیں۔ بیا کی آواز عام طور سے گوریا کی طرح ''چٹ چٹ چٹ '' سی ہوتی ہے لیکن موسم تولید میں نر ''چٹ چٹ '' کہنے کے بعد ایک لمبی ''چی '' کیسی آواز نکالتا ہے۔ بہت سے نر مل کر گھونسلا بناتے وقت اس سے چپک کر اس گیت کو کورس میں گاتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ وہ پر پھڑ پھڑا کر مادہ بیاؤں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیا اور اس کے خاندان کی چڑیوں کے افزائش نسل کے طریقے بھی عجیب وغریب ہیں پہلے نر چڑیا ایک ہی مقیم پر کئی نامکمل گھونسلے

بناتی ہے۔ مادہ اس گھونسلے کو دیکھ کر پسند کرتی ہے تبھی اس کو مکمل کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نر کے بنائے ہوئے گھونسلوں کو کئی کئی مادائیں بیک وقت آباد کرتی ہیں۔ گھونسلا ایک ترنبیق نما ڈھانچہ ہوتا ہے۔ گھونسلے کی بنائی کے لئے دھان کی پتیاں یا موٹی گھاس کی پتیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ گھونسلے کو ببول کی طرح درختوں یا تاڑ کے پتوں کے نچلے حصے سے لٹکا دیا جاتا ہے۔ پانی پر جھکے درخت بھی گھونسلے کے لئے پسند کئے جاتے ہیں۔ گھونسلے کے گنبد کے اندرونی حصے میں کے اندرونی حصے میں، جہاں انڈے رکھے جاتے ہیں، گیلے کیچڑ کا لیپ بھی دیا جاتا ہے جسکا مقصد ابھی صحیح طور پر معلوم نہیں ہوسکا۔ انڈے ۲ سے ۴ تک اور بالکل سفید ہوتے ہیں۔

دو اور بیا چڑیاں **(Black throated Weaver Bird)** اور **(Straited)** کہلاتی ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم کے نر کا سینہ پیلا ہوتا ہے اور اس پر سیاہ موٹی دھاریاں پڑی ہوتی ہیں اس کا سر شوخ اور زرد رنگ کا ہوتا ہے دوسری قسم کے نر کا سر بھی شوخ زرد ہوتا ہے لیکن گلا اور نیچے کا حصہ سفید ہوتا ہے اور سینے پر ایک موٹی سیاہ دھاری پڑی ہوتی ہے۔ دونوں قسمیں اپنے گھونسلے پانی میں اگی گھاس یا نرکل کے تنوں پر بناتی یا بنتی ہیں۔

(Red Munia) یا لال مینا یا لال (پلیٹ ۱۶، نمبر ۹۸۔اے) گوریا سے بھی چھوٹی چڑیا ہوتی ہے۔ (تصویر موسم تولید میں نر کی) موسم تولید کے علاوہ نر اور مادہ دونوں بھورے رنگ کے ہوتے ہیں جس پر کہیں کہیں سفید دھبے ہوتے ہیں۔ البتہ چونچ اور دم کا حصہ گہرا سرخ ہوتا ہے۔ دم کا سرا گول ہوتا ہے نہ کہ نوکیلا جیسے کہ سینے واز کا ہوتا ہے لال لمبی پھول دار گھاس یا نرکل میں جھنڈ بنا کر رہتی ہے۔ عام طور سے مرطوب جگہوں پر مثلاً جھیل کے کنارے پائی جاتی ہے اس کی غذا گھاس کے بیج، اور کیڑے ہوتے ہیں موسم تولید میں نر مدھم سروں میں چہچہا کر برابر گاتا رہتا ہے۔ لال کو لوگ بڑے شوق سے پالتے ہیں بلکہ اسے جنگل کی بہ نسبت پنجرے میں زیادہ دیکھا جاتا ہے اس کا گھونسلا گھاس کا ایک گیند سا ہوتا ہے جس میں ایک بغلی دروازہ بھی ہوتا ہے۔ اس کے اندر باریک گھاس پروں کا استر دیا جاتا ہے۔ یہ گھونسلا کسی جھاڑی میں بالکل نیچے کی طرف بنایا جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی کسی تاڑ کے درخت پر ۱۰ سے

۱۵ میٹر کی اونچائی پر بھی دیکھا گیا ہے۔ اس میں عام طور سے ۴ سے ۷ تک بالکل سفید انڈے ہوتے ہیں۔

(spotted Munia) یعنی تالیا مینا یا سینے واز ؟(پلیٹ ۱۶، نمبر ۹۸) لال مینا کی طرح کی ہوتی ہے، لیکن اس کی دم نوکیلی ہوتی ہے۔ سر، گردن، اور دم، پر بھورے رنگ کے ہوتے ہیں اور نیچے کا حصہ سفید جس کے کناروں پر بھوری چتیاں ہوتی ہیں۔ موسم تولید کے بعد نر اور مادہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا، یعنی دونوں بھورے ہوتے ہیں۔ یہ مینا بڑے بڑے جھنڈ بنا کر چلتی ہے۔ کوئی ۲۰۰ یا اس سے بھی زاید چڑیا کھیتوں کے آس پاس رہتی ہیں۔ وہ زمین پر پھدک پھدک کر گھاس کے بیج چنتی ہیں اور کبھی کبھی بھیگی زمین سے بر آمد ہونے والے کیڑے بھی اچک لیتی ہیں۔ جب کوئی مخل ہوتا ہے تو مینا مدھم لہجے میں چر چر کہہ کر اڑ کر درختوں پر جا بیٹھتی ہے۔ اڑان میں جھنڈ ایک دوسرے سے چپکا رہتا ہے اور ایک ساتھ اوپر نیچے دائیں بائیں ہوتا رہتا ہے۔ اس کا گھونسلا بھی لال مینا کے گھونسلے کی طرح کا گول گنبد سا ہوتا ہے لیکن اس کا بغلی دروازہ ڈیوڑھی نما یعنی ایک ٹیوب کی طرح کا ہوتا ہے۔ یہ گھونسلا بھی نیچی جھاڑیوں میں لیکن کبھی کبھی چوڑے پتوں والے کھجور کے پتوں میں یا چوٹی پر کوئی ۱۵ فٹ کی اونچائی پر بنایا جاتا ہے۔ عام طور سے ۴ سے ۸ تک انڈے بالکل سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔

(Hodgson's Rosefinch) یا (Common Indian Rosefinch)

یعنی توتی یا لال توتی (پلیٹ ۱۶، نمبر ۹۶) گوریا سے بہت ملتی جلتی ہے۔ یہ جاڑوں میں ہجرت کر کے ہندوستان آتی ہے۔ نر کا سر، سینہ، پیٹھ اور کندھا گلابی رنگ کا نہایت خوبصورت ہوتا ہے۔ جبکہ مادہ زیتونی مایل بھورے رنگ کی ہوتی ہے۔ دونوں کی چونچ بھاری اور مخروطی ہوتی ہے، پروں پر پیلے رنگ کی دوہری لکیر ہوتی ہے اور دم بیچ سے پھٹی ہوتی ہے۔ جاڑے کے خاتمے اور گرمی کی آمد پر جب نر چڑیا ہندوستان سے واپس جانے لگتی ہے تو اسکے بالوں کی رنگت گلابی کی جگہ گہری سرخ ہو جاتی ہے۔ یعنی آتے وقت جو نئے پر نکل آئے تھے وہ گھس کر گر جاتے ہیں اور نیچے سے اصلی سرخ پر بر آمد ہو جاتے ہیں۔ لال توتی ۱۰ سے ۲۰ چڑیوں کے جھنڈ بنا کر کھیتوں کے آس پاس رہتی ہے اور جھاڑیوں اور کھڑی فصلوں سے غذا حاصل

کرتی ہے۔ اس کی غذا میں پھولوں کی کلیاں اور بیریاں، برگد اور پیپل کے پھل، بانس کے پکے پھول، پکتی ہوئی جوار باجرہ اور السی وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یہ سیمل اور پنگرا کے پھول کا رس بھی چوستی ہے اور چونکہ اس شہد تک پہنچنے میں اس کا سر اور گلے کے بال زیرے سے بھر جاتے ہیں لہٰذا وہ اسے دوسرے پھولوں تک پہنچا کر درخت کی نسل کو بھی بڑھاتی ہے۔ لال توتی چلتے پھرتے ایک سریلی سیٹی کی سی آواز نکالتی ہے جو، ٹوائی یا چوائی سی سنائی دیتی ہے گرمیوں کے دنوں میں جب وہ خود انڈے بچے دینے کے لئے وطن جانے والی ہوتی ہے تو نر کبھی کبھی تیز آواز میں ایک خوشگوار گیت گانے لگتا ہے۔ یہ چڑیا کشمیر اور مغربی ہمالیہ کے متوسط اونچائی والے پہاڑوں پر بھی انڈے دیتی ہے۔ اس کے پیالہ نما گھونسلے میں جو گھانس سے بنایا جاتا ہے باریک جڑوں اور بالوں کا ساتر دیا جاتا ہے۔ یہ گھونسلا گلاب یا کسی کانٹے دار جھاڑی یا پورے کی بیل پر زمین سے کوئی ا یا ۲ میٹر کی اونچائی پر بنایا جاتا ہے۔۔ اس میں ۳ یا ۴ انڈے نیلے رنگ کے ہوتے ہیں جن پر سیاہی مایل اور ہلکی سرح چتیاں اور دھبے ہوتے ہیں۔

اس سے ملتی جلتی ایک چڑیا (Black Headed Bunting and Red Headed Bunting) یا گندام کہلاتی ہے۔ (پلیٹ ۱۶، نمبر ۱۰۰) اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کا سر سیاہ اور دوسری کا سرخ ہوتا ہے (دونوں کی تصویر دی گئی ہے) سیاہ سر والی گندام اوپر سے پیلی بھوری ہوتی ہے جبکہ سرخ سر والی اوپر سے خاکستری بھوری ہوتی ہے۔ دونوں کا نچلا حصہ پیلا ہوتا ہے جس پر کہیں کہیں شوخ زرد رنگ بھی ہوتا ہے۔ جاڑوں کے موسم میں ان چڑیوں کے بڑے بڑے غول اکثر دونوں قسموں کے جھنڈ، کھلے کھیتوں یا جھاڑیوں یا ببول کے جنگلوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ جب یہ جوار، باجرہ گیہوں یا دوسرے غلے کی پکتی فصلوں پر نازل ہوتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ بادل چھا گیا ہو۔ ان چڑیوں کی لوٹ مار محض فصل کٹنے تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد بھی وہ غلے کے ان گٹھوں پر حملہ کرتی رہتی ہیں جو کھلیان میں دانہ الگ کرنے کے لئے رکھ دیے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ فصلوں کو خاصا نقصان پہنچاتی ہیں۔ لیکن جب یہ چمکدار زرد چڑیاں ببول کی گہری ہری پتیوں کے پس منظر میں نظر آتی ہیں تو دور سے ایسا نظر آتا ہے گویا ببول کے زرد زرد پھول کھل گئے ہوں اور یہ دل آویز منظر تادیر یاد

رہتا ہے۔ جاڑوں میں ہندوستان میں اپنے قیام کے دوران اڑتے ہوئے گندام ایک سریلی لیکن غمگین آواز میں "ٹریٹ" سی سنائی دیتی ہے۔ جو گوریا کی آواز سے بھی مشابہہ ہوتی ہے۔

سیاہ سر والی گندام کی پرورش گاہ ہندوستان کی سرحدوں سے بہت دور، مغربی ایشیا اور مشرقی یورپ میں ہے۔ (پلیٹ ١٦، نمبر ٩٩) جب کہ لال گندام کے انڈے بچے دینے کا قریب ترین علاقہ بلوچستان (پاکستان) ہے۔ گندام موٹی گھاس کے تنے اور مختلف ریشوں سے ایک پیالہ نما گھونسلا بناتی ہے جس میں بکری کے بالوں کا استر دیا جاتا ہے۔ اس کو کسی جھاڑی میں کوئی ڈیڑھ میٹر کی اونچائی پر اچھی طرح چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ عام طور سے ٥ انڈے ہوتے ہیں جو پیلاہٹ لیے اور سبزی مایل سفید رنگ کے ہوتے ہیں ان پر گہرے بھورے، ارغوانی اور خاکی رنگ کی چِتیاں اور دھبے ہوتے ہیں۔

Printed at Tarang Printers, F-40, Site "C", Surajpur Industrial Area, Greater Noida (U.P.)